لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ

خواتین کیلئے تقریروں کا انمول مجموعہ

بفیضان نظر
محدث اعظم پاکستان
حضرت مولانا محمد سردار احمدؒ

خطباتُ النساء

المعروف
بہشتی دروازہ

محمد سعید القادری

ناشر: نالج ڈیپارٹمنٹ 790 نزد والا روڈ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد
0300/0312/0321-7211978

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خواتین کیلئے تقریروں کا انمول مجموعہ

بفیضان نظر
محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمدؒ

خطباتُ النساء

المعروف
بہشتی دروازہ

مصنف:
محمد سعید القادری

ناشر:
نالج ڈیپارٹمنٹ
790 نڑوالا روڈ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد
0300/0312/0321-7211978

نام کتاب: ـــــــ خطبات نساء یعنی بہشتی دروازہ

مصنف: ـــــــ قاری محمد سعید القادری

پروف ریڈرز: ـــــــ حافظ قاری اسماعیل عاجز
ـــــــ حافظ قاری غلام رسول اشرفی

کمپوزر: ـــــــ سالک کمپیوٹ کمپوزنگ سنٹر

سن اشاعت: ـــــــ 2012

طابع: ـــــــ محمد طیب

صفحات: ـــــــ 416

قیمت: ـــــــ 300

ملنے کے پتے

- محمد سعید القادری مکان نمبر p/303 صابری دواخانہ غلام محمد آباد فیصل آباد
- ملک سنز تاجران کتب کارخانہ بازار فیصل آباد 041-2644375
- شبیر برادرز 40 اردو بازار لاہور 042-37246006
- مکتبہ فیضان مدینہ اندرون بوہڑ گیٹ ملتان 0306-7305026
- والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ 055-4441614
- احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320
- مکتبہ غوثیہ یونیورسٹی روڈ کراچی 021-4926110
- اقرا بک سینٹر رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد 041-2626250

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔
خَالِقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِیْنَ۔
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّآلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اس کتاب

خطبات النساء المعروف بہشتی دروازہ

کی وجہ تالیف یہ ہے کہ مَردوں کے لیے خطبات کی بیشمار کتب شائع ہوچکی ہیں۔
مگر خواتین کے لیے ایسی کتب نایاب ہیں۔
میرے رُفقاء نے خواتین کے لیے تقریروں کا مجموعہ لکھنے کی فرمائش کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور پنج تن پاک کی برکت سے رُفقاء کے دِلی ارادے کی تکمیل ہوگئی۔
یہ حقیری کاوش خداوند کریم اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین
میں اپنے تمام رُفقاء کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے میرے ساتھ ہر طرح سے تعاون فرمایا۔
اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

طالبِ دُعا

محمد سعید القادری
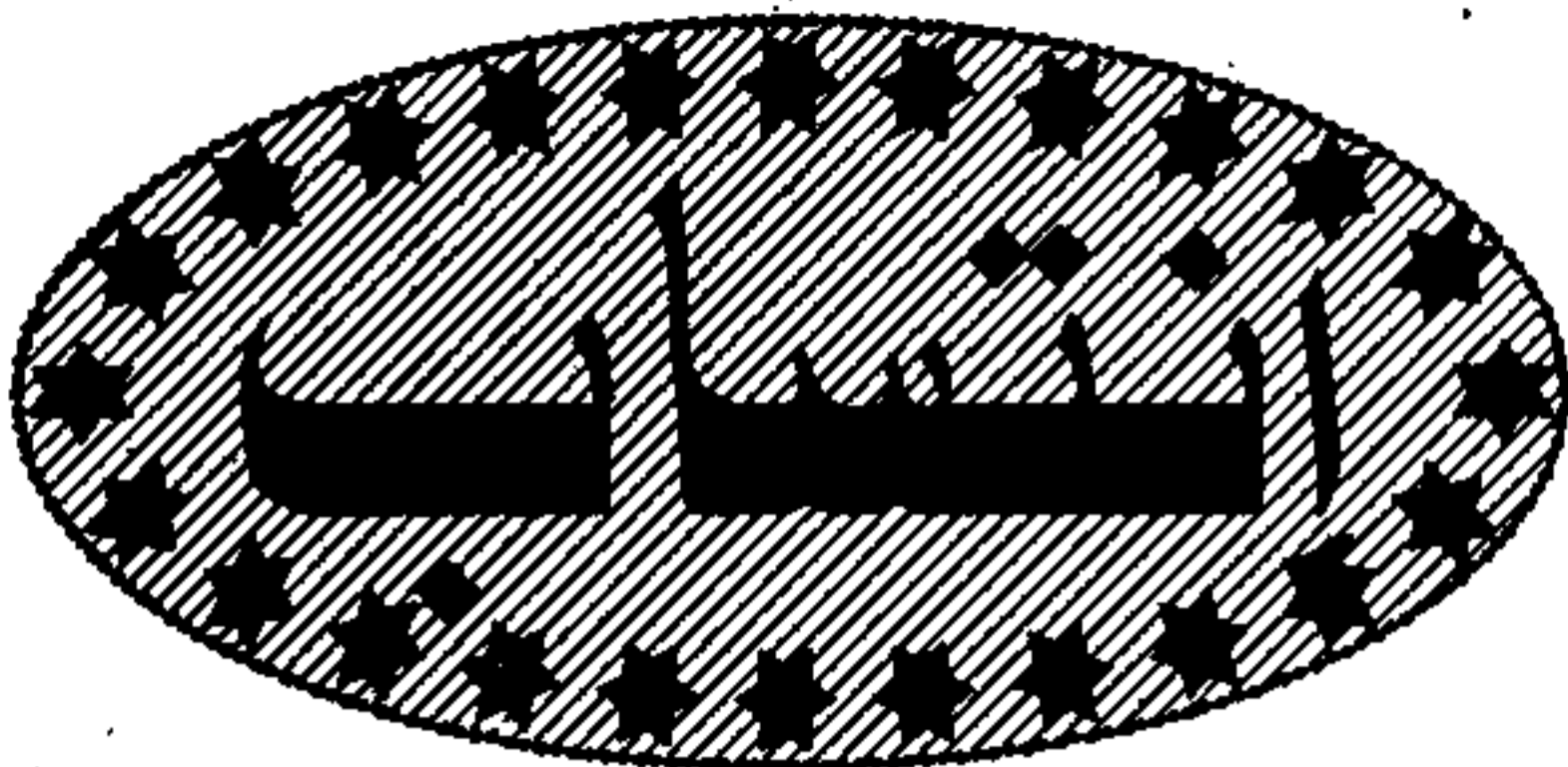
اس کاوش کو
سرورِ کائنات
جانِ کائنات
ایمانِ کائنات
روحِ کائنات
حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ
کی والدہ ماجدہ
حضرت سیّدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کے نام گرامی سے منسوب کرتا ہوں
احقر...... ☆ گدائے کوچۂ آلِ محمد ﷺ
محمد سعید القادری

فہرست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

آج ایک کتاب کے بعض مقامات کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جو قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی بہنوں کی تعلیم وتربیت کے لیے شائع کی جارہی ہے۔

دورِ حاضر میں ایسی کتابوں کی بڑی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے یہ کتاب ایک بہترین کوشش کی حامل ہے۔ 416 صفحات اور 21 خطبات پر مشتمل کتاب اپنے قاری کو غور وفکر سے مطالعہ کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

کتاب کا نام خطبات النساء جو **بہشتی دروازہ** کے نام سے بھی مشہور ومعروف ہے۔ اس کتاب کے لکھنے والے حضرت مولانا محمد سعید القادری صاحب ایک خوبصورت، نیک سیرت، ممتاز خطیب کی حیثیت سے جانے پہچانے اور سلجھے ہوئے عالم ہیں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور خواتین وحضرات کو زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔

سیّد محمد امین علی شاہ نقوی

مرکزِ یاحیُّ یاقیُّوم

بستی امین شاہ والی۔ فیصل آباد۔ پاکستان

17 صفر المظفر 1427 ہجری

اللہ محمد ﷺ چار یار
پنجاں باراں نال اقرار

نقوی

یاحیُّ یاقیُّوم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمُ o

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَلرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ

صدق اللّٰہ مولٰنا العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم ﷺ

حمد وصلوٰۃ والسلام کے بعد عزیز دوست حضرت مولانا محمد سعید القادری صاحب کی تالیف خطبات النساء المعروف بہشتی دروازہ کا ایک نظر سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ **خواتین** کے لیے ایک کتاب میں اتنے زیادہ موضوعات کا جمع کرنا بہت مفید ہے تا کہ وہ اپنے بیانات آسانی سے تیار کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ قادری صاحب کی کاوش قبول فرمائے اور اسے زیادہ سے زیادہ مقبول خلائق بنائے۔ آمین

احقر

پروفیسر محمد جعفر قمر سیالوی

غلام محمد آباد۔ فیصل آباد۔ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

حضرت مولانا محمد سعید القادری صاحب میرے اُستاد بھی ہیں اور ہمارے علاقے کے خطیب بھی ہیں۔ میں نے آپ کی کتاب خطبات النساء المعروف بہشتی دروازہ کا مطالعہ کیا۔ الحمد للہ اس سے قبل ایسی کتاب میری نظر سے نہیں گزری جو خواتین کے لیے اَنمول تحفہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے زورِ قلم میں اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین

محترمہ نسیم اختر

ناظمہ...... مدرسۃ البنات۔ **حضرت سیدہ آمنہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سول کوارٹرز۔ فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

میں نے حضرت مولانا محمد سعید القادری صاحب کی کتاب کا مطالعہ کیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ مصنف نے جن عنوانات کا چناؤ کیا ہے۔ وہ وقت کی اہم ضرورت ہیں۔ خواتین کے لیے تقریروں کا یہ مجموعہ ایک بے مثال عطیہ ہے۔

اس عظیم کاوش پر میں مصنف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

محترمہ عائشہ صدیقہ

ناظمہ...... مدرسۃ البنات۔ غوثیہ صابریہ۔ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد

تقریر نمبر ﴿1﴾

موت کا منظر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (پ 4)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ﷺ

میری بہنو!

سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دُنیا بنانے پر قادر ہے اور دُنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہ گاروں کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہوسکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔

قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔

کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔

مگر ربّ کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی

کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی

وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے

اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں، سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب وسینہ، امام الانبیاء وامام المرسلین، شب اسریٰ کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا

وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہاں کی

جان ہے تو جہان ہے

غم نہ رکھ رضا ذرا
تُو تو ہے عبدِ مصطفےٰ ﷺ
تیرے لیے امان ہے
تیرے لیے امان ہے

میری بہنو!

میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور ہر جان نے موت کا مزا چکھنا ہے۔ جو پیدا ہوا وہ ضرور مرے گا۔ اس جہاں میں اگر کسی کی دائمی بادشاہت ہے۔ تو وہ صرف اور صرف خداوند کریم کی ذات ہے۔ اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک کتنے لوگ روئے زمین پر آئے اور اپنا اپنا کام کر کے ملک عدم کو سدھار گئے۔ بڑے بڑے بادشاہ، دولت و شہرت والے حکومت و حکمت والے، تاج اور تخت والے، عظیم و اعلیٰ بخت والے، علم و عمل والے دانش و عقل والے، دنیا کے فاتح، حسن و جمال والے، خوبی و کمال والے، غریب سے غریب، امیر سے امیر، سب ہی باری باری موت کا مزا چکھتے ہوئے قبروں میں جا سوئے۔ ملکوں کو فتح کرنے والے موت سے زیر ہو گئے۔ تکبر سے گردن اکڑا کر چلنے والے کئی نمرود، فرعون، شداد، ہامان، قارون اور ابوجہل موت کے آگے عاجز ہو گئے۔ جب موت آئی تو دم نہ مار سکے مقابلہ نہ کر سکے۔ بس ہتھیار ڈال کر بے بس ہو گئے۔ موت کا مزہ سب نے چکھنا ہے اور ہر ایک نے ایک دن مر جانا ہے۔

میری بہنو!...... کہنا پڑے گا۔ کہ

دِلا غافل نہ ہو یک دَم یہ دُنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
یہ ہوگا ایک دن فانی اسے کرِموں نے کھانا ہے
نہ بیٹی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی
تو کیوں پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے
غلط فہمید ہے تیری نہیں آرام اک پل بھی
مسافر بے وطن ہے تو کہاں تیرا ٹھکانہ ہے
کہاں وہ ماہ کنعانی کہاں تخت سلیمانی
گئے سب چھوڑ کر فانی اگرچہ ناداں و دانا ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کوٹوں پر
محلاں اُچیاں والے تیرا گور ہی ٹھکانہ ہے
عزیزہ یاد کر وہ دن جو ملک الموت آوے گا
نہ جائے ساتھ تیرے کوئی تُو تنہا ہی جانا ہے
نظر کر دیکھ خیشوں میں کہ ساتھی کون ہے تیرا
انھوں نے اپنے ہاتھوں سے اکیلے کو دبانا ہے
غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرّا
خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری طرح جانور موت کو جان لیتے تو اُن میں کوئی جانور موٹا نہ ہوتا حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ فرمایئے حشر کے دن کون شہیدوں میں شامل ہوگا

سرکار مدینہ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ غور سے سن ایسا شخص جو دن رات بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے وہ قیامت کے روز شہیدوں میں اُٹھے گا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ اُسے یاد کرنا جو لذتوں کو مٹانے والی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کیا چیز ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔ وہ موت ہے۔

ایک دن سرکار مدینہ ﷺ ایک ایسی مجلس سے گزرے جس میں لوگ زور زور سے ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو لذتوں کو فنا کرنے والی کا ذکر کرو۔ اے لوگو موت کا ذکر کرو۔ اس سے گناہ ختم ہوتے ہیں۔ دُنیا کی محبت دل سے نکلتی ہے بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہے ایک عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ میرا دل بہت سخت ہے۔ میں بہت سنگدل ہوں اس کا علاج بتائیں کہ میرا دل نرم ہو جائے حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا بہن موت کو زیادہ یاد کر۔ تیرا دل نرم ہو جائے گا۔ اُس عورت نے ایسا ہی کیا۔ پھر چند ہفتوں کے بعد حاضر ہوئی اور اُس نے حضرت عائشہ صدیقہ کا شکریہ ادا کیا۔

بچپن گیا جوانی آئی پھر بڑھاپا آیا

آخر موت نے آن دبوچا تے وچ قبر دے پایا

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ کرام سنو!

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چودہ سو سال ہوئی۔ جب آپ کی روح مبارک قبض کرنے کیلئے حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے تو انھوں نے سوال کیا کہ اے پیارے نوح علیہ السلام یہ بتایئے کہ آپ نے اپنی رہائش کیلئے مکان کیوں نہ بنایا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ملک الموت آپکا انتظار اتنا شدید تھا کہ میں روزانہ یہی خیال کرتا تھا۔ کہ آج تو ضرور آئے گا۔ بس تیرے ہی انتظار میں اپنی رہائش گاہ نہ بنا سکا۔

اور جب خدا کے حضور پیش ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے پیارے نوح علیہ السلام موت کو کیسا پایا؟

نوح علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے معبودِ برحق میں نے صرف یہ محسوس کیا ہے کہ ایک دروازے سے گزر کر دوسرے دروازے سے چلا آیا ہوں۔

میری بہنو!

غور کرو چودہ سو برس دنیا میں گزار کر جانے والا یہ کہہ رہا ہے کہ ایک دروازے سے آیا اور دوسرے سے نکل گیا تو بتائیں ہمارا کیا حشر ہوگا۔ لیکن یہ یقین کرلیں کہ جتنے برس بھی آپ زندہ رہیں گی آخر موت نے زندگی کو ختم کر دینا ہے۔

آپ عالی شان کوٹھیاں تعمیر کرتے ہیں پکے مکان بناتے ہیں۔ ریشمی کپڑے پہنتی ہیں۔ اچھی سے اچھی غذا کھاتی ہیں مگر ہم پھر بھی خدا کا شکر ادا نہیں کرتیں اور موت کو یاد نہیں رکھتیں۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ملاقات کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت جب تو گنہ گاروں یا کافروں کی جان قبض کرتا ہے تو کون سی صورت میں آتا ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام آپ وہ صورت دیکھ نہ سکیں گے۔ کیونکہ وہ اتنی ڈراؤنی ہوتی ہے کہ انسان دیکھ کر برداشت نہیں کرسکتا۔ جب ملک الموت اُس شکل میں آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر لرزہ طاری ہو گیا اور آپ بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو حضرت ملک الموت بہت ہی حسین وجمیل صورت میں کھڑے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہنس رہے تھے۔ اور مسرور ہوتے گئے۔ حضرت ملک الموت نے فرمایا۔ مسلمان کے پاس میں ایسی ہی حسین صورت میں آتا ہوں اور مجھے دیکھ کر اُس کی پیشانی چمک اُٹھتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وہ انسان بڑا خوش قسمت ہے کہ جس کے پاس تو ایسی حسین صورت میں آئے گا اور وہ انسان غرق ہوا۔ جس کے پاس تو ڈراؤنی شکل میں آئے گا۔

جد موت فرشتہ آوے گا پھر وقت نہ دِتا جاوے گا
بندہ آخر نوں پچھتاوے گا پڑھو لاالہ الااللہ
وچہ قبراں گھپ اندھیرا اے اوتھے ساتھی کوئی ناں تیرا اے
بناں عملاں ساتھی کیہڑا اے پڑھو لا الہ الا اللہ
چھڈ ساری سوچ بچار کڑے اَج نقد ہے کل ادھار کڑے
کر مولا نال پیار کڑے پڑھو لا الہ الا اللہ
پا توبہ والا ہار کڑے پنج وقت نماز گزار کڑے
تاں ہووے بیڑا پار کڑے پڑھو لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ﷺ ہے

میری بہنو!

ہم موت سے بھاگتی ہیں مگر اس سے بھاگ کر کہاں جائیں گی۔ زمین کے جس گوشے میں چھپ جائیں۔ پہاڑوں کی غاروں میں جا گھسیں۔ لوہے کی خول میں بند ہو جائیں۔ کہیں بھی چلے جائیں۔ موت نے آ دبوچنا ہے۔ اس لیے خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ (پ 28)

بے شک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو ضرور تمہیں ملنی ہے۔

ایک درخت کی ٹہنی سے جو پتا ٹوٹ جائے وہ ضرور بے کار ہو جاتا ہے۔ وہ پھر اس ٹہنی سے دور ہوتا جاتا ہے۔

پتر ٹوٹا ٹہن سے لے گئی پون اُڑا
اب کے بچھڑے کب ملیں دُور پڑے ہو جا

ہوائیں اڑا اُڑا کر اُسے ٹہنی سے اتنا دور لے جاتی ہے کہ وہ پھر مل نہ سکے۔ٹہنی اور پتے کا میل بہت مشکل ہو جاتا ہے۔اسی طرح جو مر گئے ہم سے بچھڑ گئے۔اب قیامت کے روز ملاقات ہوگی۔جو جو عمل کر گئے اب یا تو عذاب میں ہیں اور یا پھر آرام میں ہیں۔ایک دِن ہم نے بھی دنیا کی ٹہنی سے ٹوٹ جانا ہے اور پھر اپنوں سے دور دور اتنی دور کہ ہماری خاک تک نہ ملے گی۔نام ونشان تک مٹ جائے گا۔

میری بہنو!

سکندر اعظم وہ بادشاہ ہوا ہے کہ جس نے ساری دنیا کو فتح کیا بڑے بڑے بادشاہ اُس سے لرزتے تھے۔نوجوان اُس کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوتے تھے۔بولنے والے کی گردن اڑا دی جاتی تھی۔اس کے اشارے پر سارے شہر کو آگ کے طوفان میں جلا دیا جاتا تھا۔اُس کی ایک آواز پر ہیرے لعل موتی، سونا چاندی اُس کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیئے جاتے تھے۔اُس کی بادشاہی میں کوئی دم نہ مار سکتا تھا۔بس اُس کی حکومت تھی اُس کا حکم چلتا تھا۔

مگر وہ یہ بھول گیا کہ ہر حاکم کے اوپر بھی ایک حاکم ہوتا ہے دنیا کو فتح کرنے والا شکست بھی کھا سکتا ہے۔تکبر سے اکڑ کر چلنے والا محتاج بھی ہو سکتا ہے۔آخر وہ بیمار ہوا۔ارسطو جیسے حکیم نے علاج کیا۔مگر مرض بڑھتا گیا۔دن بدن بیماری سے نڈھال ہوتا گیا۔

آج اس سکندر اعظم کے سر پہ حضرت ملک الموت کھڑے مسکرا رہے تھے۔ آج اُسے معلوم ہوا کہ دنیا کو فتح کرنے والا موت سے شکست کھانے والا ہے۔

موت نے بے بس کر دینا ہے اب اُس فانی جہان سے کوچ کا سامان ہونے والا ہے۔۔ ہیرے لعل جواہر سونا چاندی بلکہ ساری بادشاہت دے کر بھی موت سے بچنا مشکل ہے۔

اُس نے اپنے استاد ارسطو کو بلایا اور کہا جب میں موت کے بے رحم پنجوں میں جکڑا جاؤں۔ جب موت مجھے شکست دے دے اور مجھے کفن پہنایا جائے۔ میرا جنازہ اُٹھایا جائے تو میرے دونوں ہاتھوں کو کفن سے باہر نکال دینا تا کہ یہ دنیا والے عبرت حاصل کریں اور اپنی دولت پہ مان نہ کریں۔ سونے چاندی کی محبت سے خدا کو بھول نہ جائیں اپنی حکومت کے نشے میں مست ہو کر غریبوں پر ظلم نہ کریں۔ وہ یہ جان لیں کہ

اُجڑ گیا وہ باغ جس کے لاکھ مالی تھے
سکندر جب گیا دُنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

میری بہنو!

جب موت سے دنیا کا بادشاہ نہ بچ سکا۔ ساری دنیا کو فتح کرنے والے کو موت نے نہ چھوڑا۔ تو ہم کیا چیز ہیں۔ موت نے سب کو آ دبوچنا ہے۔ اُس کے آنے سے پہلے پہلے نیک کام کرلیں تا کہ خداوند کریم راضی ہو کر اپنی رحمت کی آغوش میں لے لے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے لوگوں کو تبلیغ فرمائی اور ایک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔ بتوں کو توڑنے کی ہدایت کی۔

آپس میں اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی کچھ لوگ ایمان لائے۔ زیادہ نے کفر کیا۔ اُس وقت کا بادشاہ جس کا نام شدّاد تھا اُسے بھی حضرت ہود علیہ السلام نے تبلیغ فرمائی اُس نے کہا اے ہود اگر میں تیرے خدا پر ایمان لے آؤں تو مجھے کیا ملے گا۔ آپؑ نے فرمایا۔ جنت ملے گی۔ اُس نے کہا جنت میں کیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا۔ جنت میں باغ ہیں شہد اور دودھ کی نہریں ہیں۔ یاقوت و زمرّد کے محلات ہیں۔ جنت کی دیوار کی اینٹیں ایک سونے کی اور ایک چاندی کی ہے۔ گھاس زعفران کا ہے۔ جنت میں نہ سوئیں گے نہ مریں گے۔ وہاں حسن و جمال والی حوریں ہوں گی۔ اس نے کہا اے ہودؑ...... ایسی جنت کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ ایسی جنت تو میں زمین پر بنا سکتا ہو۔ جاؤ اپنا کام کرو اور دیکھنا میں زمین پر اپنی جنت بناؤں گا۔ جو تیرے خدا کی جنت سے اچھی ہوگی۔

خداوند کریم نے فرمایا اے ہود علیہ السلام اسے ڈھیل دے دو۔ اسے جنت بنانے دو لیکن اسے جنت دیکھنا نصیب نہ ہوگا کیونکہ میری پکڑ شدّید ہے۔

اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِیۡدٌ

بے شک تیرے رب کی پکڑ شدّید ہے

میری بہنو!

خدا کے باغی انسان نے جنت بنانے کی تیاری شروع کردی اُس نے چالیس میل مربع زمین کے گرد دیوار بنائی جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی اور ہر قسم کے درخت کے ساتھ جواہرات لگائے۔

ایک لاکھ آدمیوں نے جنت بنانے کا کام شروع کیا کمرے بنائے کمروں کی چھتیں زبرَجد اور زمرّد سبز سے بنائیں۔ درخت بنائے درختوں کے تنے سونے چاندی سے بنائے۔ پتیاں زمرد سبز کی اور ڈالیاں یاقوت سرخ سے بنائی۔ مٹی کی بجائے زمین کو مشک عنبر اور زعفران سے پُر کیا گیا۔ اُس نے جنت میں دودھ شہد پانی اور شراب کی نہریں جاری کیں۔ جنت کو چار حصّوں میں تقسیم کیا۔ ہر حصے میں ایک لاکھ کرسیاں سونے چاندی کی رکھوائیں۔ میزوں پر ہر قسم کے میوے چنے گئے۔ نوجوان عورتوں کو ریشمی لباس پہنا کر حوروں کی طرح وہاں رکھا۔ پھر خاص خاص لوگوں کو اُن محلات میں بسایا۔ رات کے وقت یہ جنت اتنی روشن ہوتی تھی کہ اُس کی روشنی آسمان کی طرف جاتی تھی یہ جنت اُس نے دس برس میں مکمل کی۔

شداد کے ملازم لوگوں سے سونا چاندی جبراً چھین لیتے تھے۔ ایک بڑھیا کی ایک یتیم بچی تھی۔ جس کے کانوں میں سونے کی بالیاں تھی۔ اُن ظالموں نے کہا اے لڑکی یہ بالیاں اُتار دے اُس بچی نے رو کر کہا یہ میرے باپ کی نشانی ہے اسے مجھ سے مت چھینو۔ مگر ان ظالموں نے اس کے کانوں سے بالیاں نوچ لیں جس سے اُس کے کان لہولہان ہو گئے۔

وہ بہت روئی اور بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو کر دعا کی۔ اے الٰہی ان ظالموں سے بدلہ تو لے۔ یاالٰہی یتیموں پر ظلم کرنے والوں کو تباہ و برباد کردے۔

خداوندتعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا "جا" شداد اپنی جنت دیکھنے نہ پائے۔ شداد نے تیاری کی۔ بہت زرق برق ریشمی لباس پہنا اور سفید گھوڑے پر سوار ہوا۔ سر پر تاج رکھا۔ دو ہزار لونڈیاں ساتھ ہوئیں۔ دو ہزار نوجوان ہمراہ عزیز و اقارب ساتھ لیے ہوئے۔ شادیانے بجنے لگے اور اعلان ہونے لگا کہ لوگو آج بادشاہ اپنی جنت دیکھنے جارہے ہیں راستے صاف کردو کوئی بھی راستے میں کھڑا نہ ہو ورنہ گردن کاٹ دی جائے گی۔ اتنے میں حضرت ملک الموت پرانے کپڑے پہنے ہوئے آدمی کی صورت میں تشریف لائے اور فرمایا بادشاہ میری ایک بات سن لے۔ بادشاہ نے کہا میرے پاس وقت نہیں ہے ملک الموت نے کہا بس ایک منٹ کی بات ہے۔ سن لے شداد نے کہا پیچھے ہٹ جا۔ میں تیری کوئی بات نہ سنوں گا۔ ملک الموت آگے بڑھے تو سپاہیوں کو حکم دیا اسے روکو ملک الموت نے فرمایا مجھے روکنے والا پیدا ہی نہیں ہوا۔ سپاہیوں نے بہت روکا مگر آپ بڑھنے لگے اور جا کر کہا اے شداد سن مجھے پہچان میں کون ہوں۔ میں وہ ہوں جو ماؤں کی گود سے اُن کے بچے چھین لوں تو کوئی بھی میرے آگے اُف نہ کرے۔ میں وہ ہوں جو بڑے بڑے متکبروں کا تکبر گھڑی میں خاک میں ملا دیتا ہوں۔ میں وہ ہوں جس سے بڑے بڑے بادشاہ بھی شکست کھا گئے۔ میں وہ ہوں جو سب کو روتا چھوڑ کر گھر کو ویران کر جاتا ہے۔ میں وہ ہوں۔ جو جسم کو بے جان کر دیتا ہے۔ میں وہ ہوں۔

جس کے سامنے کسی کی نہیں چلتی ہے۔ شداد نے کہا جلدی بتا۔ تو کون ہے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا تو پھر سن۔ میں موت کا فرشتہ ہوں۔ یہ سنا تو شداد پر لرزہ طاری ہو گیا اُسے سب کچھ بھول گیا۔ آنکھیں پتھرا گئیں بولا تھوڑی سی مہلت دے کہ میں کچھ مشورے کرلوں فرمایا پہلے تیرے پاس وقت نہ تھا۔ اب میرے پاس وقت نہیں ہے تجھے مہلت نہ ملے گی اتنا کہا اور اُس کی جان قبض کر لی۔ وہ تڑپتا رہا، بلکتا رہا، مگر کوئی اُسے بچا نہ سکا۔ اُس کی جنت ویران ہو گئی اُس کا تکبر خاک میں مل گیا۔ اُس کی اکڑی ہوئی گردن جھک گئی۔ اُس کا ریشمی لباس تار تار ہو گیا۔ خدا کا مقابلہ کرنے والا موت کے شکنجے میں آکر بے بس ہو گیا۔

میری بہنو!

قرآن پاک فرماتا ہے...... كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (پ 29)

سب نے موت کا مزا چکھنا ہے موت کے بے رحم ہاتھ سے کوئی نہ بچ سکے گا موت آنی ہے اور آکر رہے گی اس لیے ہمیں اپنے اعمال کا خود احتساب کرتے رہنا چاہیے۔ یہ ہم نے آج جو کام کیے ہیں۔ کیا ان سے خداوند کریم ہم سے راضی ہے یا ناراض؟ اگر اچھے کام ہوں تو اس کا شکر ادا کرو۔ اگر کام بُرے ہوئے ہوں تو استغفار کرو۔ توبہ کرو اور پھر نہ کرنے کا ارادہ کرو۔ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَ کُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً O (پ 29)

خداوند تعالیٰ نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا تا کہ دیکھے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
نہ مُڑ مُڑ جگ تے آنا ایں
کجھ کھونا ایں کجھ پانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
بت سو سو رات گزاریں توں
اس غفلت مار مکانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
بن یاد خداوند باری دی
کی تیرا کھانا دانہ ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
چھڈ جھگڑا دُنیا فانی دا
کی اینویں مغز کھپانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
چھڈ چغلی جھوٹ تے چوری نوں
جے اپنا آپ چھڑانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
پڑھ پنج وقت نمازاں توں
ایہہ دھروں حکم رہانا ایں

اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
کر پوجا رب دی ہر ویلے
جے اپنا لیکھ جگانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
رکھ تقویٰ اللہ تعالیٰ دا
جس رحمت نال بچانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
دکھ دے ناں رب دے بندیاں نوں
بس ایہو سبق پکانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
اج ہاسے تینوں سُجھدے نیں
کل رو رو کے پچھتانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
چھڈ مال تے دولت دُنیا دی
وچہ قبر وے ڈیرا لانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
من عرض گزارش نقوی دی
جو اُوگنہار نمانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

میری بہنو!

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ جب وہ لوگ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے۔

﴿1﴾	دنیا سے محبت کریں گے۔	اور آخرت کو بھول جائیں گے
﴿2﴾	مال سے محبت رکھیں گے	اور یوم حساب کو بھول جائیں گے۔
﴿3﴾	مخلوق سے محبت رکھیں گے	اور خالق کو بھول جائیں گے۔
﴿4﴾	مکانوں سے محبت رکھیں گے	اور قبر کو بھول جائیں گے۔
﴿5﴾	زندگی سے محبت رکھیں گے	اور موت کو بھول جائیں گے۔

ذرا غور کریں کہ وہ زمانہ آچکا ہے کہ نہیں. یقیناً یہی وہ زمانہ ہے۔

ہم اور ہمارا حال ایسا ہی ہے ایک اللہ تعالیٰ کے وَلی نے فرمایا۔ اے جوان تجھے تیری جوانی دھوکے میں ڈالے ہوئے ہے۔ کتنے جوان ایسے تھے جنہوں نے توبہ نہ کی ۔اور اُمید کو طویل کر دیا۔ موت کو بھلا دیا یہ کہتے رہے کہ کل توبہ کرلیں گے پرسوں توبہ کرلیں گے۔ یہاں تک کہ اُس غفلت میں ملک الموت آ گیا اور وہ اندھیری قبر میں جا سوئے نہ مال نے فائدہ دیا نہ اولاد نے فائدہ دیا اور وہ قبر کے آگ والے کنویں میں جا گرا۔ مومن کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر گھڑی توبہ کرتا رہتا ہے اپنے گذشتہ گناہوں سے شرمندہ ہوتا ہے جو کچھ ملتا ہے شکر کرتا ہے اور آخرت کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (28)

اے ایمان والو اللہ کی طرف توبہ کرو۔ پکی توبہ

پکی توبہ سے مراد یہ ہے کہ پھر اُس گناہ کی طرف مائل نہ ہو پھر وہ گناہ نہ کرے بلکہ اُس کا خیال تک دل میں نہ لائے جب وہ پکی توبہ کرے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بندہ پکی توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ محافظ فرشتے اُس کے ماضی کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں اس کے جسم کے اعضاء خطاؤں کو بھول جاتے ہیں۔ زمین کا وہ ٹکڑا جس پر گناہ کیا اُس کے گناہوں کو بھول جاتا ہے جب وہ قیامت کے روز آئے گا تو اس کے گناہوں پر گواہی دینے والا کوئی نہیں ہوگا اس لیے ہمیں آج سے ہی اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے

قبرستان میں جا کر دیکھو کتنے پڑے ہوئے ہیں اور قبر میں فریاد کرتے ہیں۔ جوان ہے جوانی کو بے کار گنوانے کو یاد کر کے آہ و بکا کرتے ہیں۔ کتنی عورتیں ہیں جو گذشتہ زندگی کی بداعمالیوں کو یاد کر کے چیخ چیخ کر رو رہی ہیں۔ مگر سب فضول ہے۔ اُن کے بدن اور چہرے سیاہ ہو چکے ہیں۔ اُن کی کمریں ٹوٹ چکی ہیں اور اب وہ پچھتا رہے ہیں کہ کاش ہم گناہوں سے نادم ہو کر توبہ کر لیتے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر اور اپنی بخشش کی دعائیں مانگ لیتے۔

میری بہنو!

آؤ آج ہم خدا کی بارگاہ میں التجا کریں اے اللہ تعالیٰ ہمیں آگ اور آگ کے عذاب سے بچا کر اس کام سے بچا لے۔ جو ہمیں آگ کی طرف لے

جائے۔ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

یا الٰہی تو غفار ہے۔ تو غفور ہے۔ ہمیں توفیق دے۔ ہم تیری عبادت کریں۔ اے اللہ تعالیٰ تو ستار ہے۔ ہمارے عیبوں کو چھپا لے۔ ہمیں خوفِ محشر سے نجات دے ہمیں غلطیوں سے بچا۔ اور اپنے سامنے شرمندگی سے محفوظ رکھ۔ ہم تیری عبادت میں دل لگائیں اور ہم ہر دم تیری یاد میں رہیں۔

اے کریم، اے رحیم، ہم پہ اپنے کرم کی نظر کر

موت کے وقت ہماری زبان پر تیرا کلمہ ہو۔ نزع کا وقت آسان کر دینا۔ قبر کے سوالات ہمیں مشکل کی بجائے آسان معلوم ہوں۔ اے باری تعالیٰ ہماری قبر کو جنت کا باغیچہ بنا دینا۔

رحمت دو جہاں، سرکار دو عالم، کالی کملی والے، اُمت کے رکھوالے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سائے میں جگہ عنایت فرمانا۔

جب پل صراط سے لوگ گزر رہے ہوں۔ اے ہمارے مولا پل صراط سے جلدی سے گزار دینا اے خداوند کریم ہم تیری رحمت کے اُمیدوار ہیں۔

ہم گنہ گاروں پہ تیری مہربانی چاہیے
سب گناہ مٹ جائیں گے رحمت کا پانی چاہیے

یاالٰہی: ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو۔ جب پڑے مشکل، شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی: بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو۔ شادیِ دیدارِ حُسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی: جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے۔ صاحبِ کوثر شہِ جود و سخا کا ساتھ ہو

یاالٰہی: نامۂ اعمال جب کھلنے لگے۔ عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو۔

یاالٰہی: جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں۔ اُن ستم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو۔

یاالٰہی: جب چلیں تاریک راہ پل صراط۔ آفتاب ہاشمی نورالھدیٰ کا ساتھ ہو۔

یاالٰہی: جب سر شمشیر پہ چلنا پڑے۔ رب سَلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو۔

میری بہنو! جب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رات کو لے کر جانا تا کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ فاطمہ کا قد کتنا تھا۔ تو حضرت ابوذر غفاریؓ نے کہا کہ اے قبر تجھے پتا نہیں کہ تجھ میں کون ہے۔ یہ رسول خدا کی پیاری بیٹی ہے۔

یہ وہ بیٹی ہے کہ جس کے استقبال کے لیے خدا کے حبیب کھڑے ہو جایا کرتے تھے یہ حضرت علی المرتضیٰ کی بیوی ہے. یہ امام حسن امام حسین کی والدہ ہے۔ جب یہ کہہ چکے تو قبر سے آواز آئی۔ اے ابوذرؓ میں حسب نسب نہیں دیکھتی۔ میں خاندان یا کنبہ نہیں دیکھتی۔ میں دولت اور مال نہیں دیکھتی۔ میں حکومت اور سلطانی نہیں دیکھتی بلکہ میں تو یہ دیکھتی ہوں کہ اس نے عمل کیسے کیے ہیں۔

اگر اعمال اچھے کر کے آتا ہے تو میں خوشبوؤں سے اور مہکتی ہواؤں سے اُس کا استقبال کرتی ہوں اور اگر بُرے اعمال کر کے کوئی آتا ہے تو سانپوں اور بچھوؤں سے اُس کا استقبال کرتی ہوں۔

اے ابوذرؓ۔ میں حضور ﷺ کی پیاری بیٹی فاطمہ زہرا کا خوشبوؤں سے استقبال کرتی ہوں۔ مرحبا مرحبا۔ اُمت کے غمخوار رسول کی عابدہ

زاہدہ بیٹی تشریف لائی۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابہ۔ جب قبر میں کوئی انسان جاتا ہے تو اگر نیک ہے اُس کی قبر جنت کا باغیچہ بن جاتی ہے اور حد نظر تک کھل جاتی ہے اور اگر بد ہے تو قبر اُسے ایسے دباتی ہے کہ اُس کی اُدھر کی پسلیاں اِدھر ہو جاتی ہے۔ اور اِدھر کی پسلیاں اُدھر ہو جاتی ہے جب کوئی نیک انسان قبر میں جاتا ہے تو حساب کتاب کے فرشتے آتے ہیں سوال جواب کرتے ہیں اُس کی طرف سے نماز جواب دیتی ہے۔ کہ مجھے قائم کرنے والا آج اپنے اللہ کو بھول نہیں گیا۔ روزہ، آواز دیتا ہے۔ کہ گرمیوں میں بھوکا پیاسا رہا۔ کس کا حکم تھا۔ اُس کا حکم کہ جس کا سوال پوچھ رہے ہو ایسے ہی حج، زکوٰۃ اور روزہ جواب دیتے ہیں۔ علم اور عمل اُس کے عذاب کے راستے کی رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اور اُسے عذاب سے بچا لیتے ہیں۔

میری بہنو!

جس نے کبھی نماز ہی نہ پڑھی۔ روزہ بھی رکھا ہی نہیں، زکوٰۃ دیتے ہوئے اُسے دُکھ ہوا۔ صاحب نصاب تھا اور حج نہیں کیا۔ تو عذاب اُس پر مسلط ہو جائے گا اس لیے ذرا سوچو کہ قبر میں جانے سے پہلے کچھ کرلیں اگر نہ کچھ کیا تو قبر تجھے پیس دے گی۔ تیری آہ و بکا کوئی نہ سُن سکے گا تجھے قبر میں اکیلا چھوڑ کر سنگی ساتھی بہن بھائی واپس آجائیں گے پھر معلوم ہوگا کہ کاش میں نیک اعمال کرلیتی اور آج قبر میں جانا آسان ہو جاتا۔☆

چنگی ناں توں کیتی دِلا مولا نوں بھلا کے
گور وچہ جانا پیناں روویں پچھو تا کے
قبراں نوں بھل کے تے رب نوں وساریا
اگے والی زندگی دا کجھ ناں سنواریا
سدا جھتے رہناں دلا ڈیرا توں جما کے
گور وچہ جانا پیناں روویں پچھو تا کے
اَنگ ساک تیرے اُتے مٹی بک پاوٗں گے
منکر و نکیر دونوں تیرے کول آون گے
لین گے حساب تیرا تینوں او جگا کے
گور وچہ جانا پیناں روویں پچھو تا کے
پچھناں کمیں کسے تینوں کون سی توں ذات دا
کوٹھیاں دا مان کاہدا خوف نھیری رات دا
عملاں نوں پچھناں ایں گُرجاں اُٹھا کے
گور وچہ جانا پیناں روویں پچھو تا کے
کتھے گئے سنگی ساتھی جھیڑے تیرے ہان دے
اوہ بھی سن تیرے وانگوں ایتھے موجاں مان دے
مٹی وچہ لیٹے نے او مکھ نوں چھپا کے
گور وچہ جانا پیناں روویں پچھو تا کے

سچا گھر جیہڑا تیرا اونوں آکھیں گور اے
فانی تائیں گھر آکھیں کوڑا تیرا شور اے
ٹٹ جانا مان تیرا گور وچہ جا کے
گور وچہ جانا پنیاں روویں پچھو تا کے
دیکھ فانی جگ سارا اکھ ِمیٹی پھیر اے
اللہ جانے تینوں آونی شام یا سویر اے
کد تک بیٹھے رہناں دل ایتھے لا کے
گور وچہ جانا پنیاں روویں پچھو تا کے
چنگی ناں توں کیتی دلا مولا نوں بھلا کے

میری بہنو!

جب جان نکلنے کا وقت آتا ہے اُس وقت انسان کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی گہرے سمندر میں ڈوب رہا ہے۔ اور اوپر آنے کیلئے ہاتھ پیر مار رہا ہو۔ وہ نزع کا وقت ہوتا ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندے کی جان نکلتی ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ایک ہزار تلوار سے یک دم وار کر دیا گیا ہو۔ بندے کی جان یوں نچوڑی جاتی ہے۔ جیسے مشک میں ایک قطرہ پانی ہو اور اُسے باہر نکالنا ہو تو مشک کو نچوڑ کر نکالا جاتا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں۔ جسم سے روح یوں نکلتی ہے، جیسے کوئی گنا بیلنے میں دے دیا جاتا ہے۔ پھر اُس کا رس الگ ہو جائے اور چھلکا الگ ہو جائے۔

پھس گئی جان شکنجے اندر جیں بیلن وِچ گنّاں
رَونوں کہو مُن رہوے محمد فیر رہویں تاں منّاں

میری بہنو!

اس وقت ہمارا فرض ہے کہ اُسے کلمہ طیبہ پڑھنے کے لیے کہیں اور کلمہ طیبہ اونچی آواز سے پڑھیں تا کہ وہ سن لے اور اُس کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو جائے اور اُس کی جان آسانی سے نکل سکے۔

کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ سنو جس کا آخری کلمہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہوگا وہ جنتی ہے۔

میری بہنو!

اس وقت کے آنے سے پہلے ہی کلمے کا وِرد کر کے اُسے پکا کرلو۔ تا کہ موت کے وقت تمہاری زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو جائے۔ انسان کے ایمان کا پتا تو اس وقت چلے گا کہ اُس نے آخری وقت خدا اور اس کے رسول کا نام لیا ہے یا نہیں۔
مال و دولت کام نہ آئے گا۔ عزیز و اقارب اور اولاد کام نہ آئیں گے۔ اگر کوئی چیز کام آوے گی تو وہ کلمہ طیبہ ہے۔ جس کا وِرد ہمیں جنت میں لے جائے گا۔

اک آکھدا میری تحریر چنگی
دوجا بولدا میری تصویر چنگی
تیجا بولیا اللہ نے مال دیتا

اس واسطے میری تقدیر چنگی
لیڈر مولوی نالے امام کہندے
لوکو سن لوو ساڈی تقریر چنگی
مرشد آکھیا چنگا اے سب نالوں
جیدی ہو جاوے آخیر چنگی

میری بہنو!

سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اگر آدمی نیک ہوتا ہے یا کوئی عورت نیک ہوتی ہے تو حضرت ملک الموت نورانی صورت میں سفید لباس میں تشریف لاتے ہیں اور جنت کی خوشبوئیں ساتھ لاتے ہیں اور کہتے ہیں مرحبا انسان تجھ سے خدا راضی ہوا۔ پھر اُس کی جان یوں قبض کرتا ہے جیسے ہاتھ کے اوپر سے پھول اُٹھا لیا جائے اُس کی روح کو ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر فرشتے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں دروازے کھولو۔ فلاں بن فلاں آیا ہے یا فلاں عورت فلاں کی بیٹی ہے آسمان کے فرشتے دروازہ کھول دیتے ہیں اور کہتے ہیں مرحبا اے آنے والے تجھ پر سلام ہو آج تو کامیاب ہو کر آیا ہے۔

پھر دوسرے آسمان پر اسی طرح اس کی روح کو جنت میں لے جاتے ہیں جنت کی نہرِ رحمت میں اُسے غوطہ دیا جاتا ہے کہ وہ اور پاکیزہ ہو جائے پھر جنت کی روحوں سے ملاقات کرائی جاتی ہے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کا حال پوچھتی ہیں

پھر قبر میں اُسے دوبارہ لایا جاتا ہے اُس کی قبر میں دو فرشتے منکر نکیر تشریف لاتے ہیں اور تین سوال کرتے ہیں۔

☆ **پہلا سوال یہ ہے**

مَنْ رَّبُّكَ — تیرا رب کون ہے۔

وہ جواب دیتا ہے

رَبِّیَ اللّٰه — میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

☆ **دوسرا سوال یہ ہوتا ہے۔**

مَادِیْنُكَ — تیرا دین کیا ہے۔

وہ جواب دیتا ہے

اَلْاِسْلَامُ دِیْنِي — میرا دین اسلام ہے۔

☆ **تیسرا سوال یہ ہوتا ہے**

مَا تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلُ

یعنی اس شخص حضرت محمد ﷺ کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

میری بہنو!

قبر میں میرے رسول تشریف لاتے ہیں اپنا جلوہ دکھاتے ہیں۔ جب نیک انسان سے پوچھا جاتا ہے۔ تو وہ فوراً کہتا ہے یہ میرے آقا میرے پیارے رسول ہیں۔
یعنی وہ کہتا ہے محمد رسول اللہ تب فرشتے کہتے ہیں تو نے سچ کہا پھر اُسے دوزخ دکھائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر تو بے ایمان ہوتا تو یہ تیرا ٹھکانہ تھا۔ پھر اُ

سے جنت دکھائی جاتی ہے۔اور کہا جاتا ہے کہ اب یہ تیرا مقام ہے پھر اُس کی قبر کو اتنا کھلا کر دیا جاتا ہے کہ جہاں تک اُس کی نظر جاتی ہے اُس کی قبر جنت کا باغیچہ بنا دی جاتی ہے۔

میری بہنو!

ذرا غور سے سنو...... میرے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا جب کوئی کافر گناہوں سے بھرا ہوا انسان آخری سانس لے رہا ہوتا ہے تو حضرت ملک الموت ڈراؤنی صورت میں تشریف لاتے ہیں۔

اور سیاہ لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں چہرے پر ہیبت اور رعب ہوتا ہے۔ آ کر ڈانٹتے ہیں۔ اُن کی آواز سے اُس کا بال بال لرز جاتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ جیسے اُس کے جسم کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا ہو۔ پھر اس کی روح قبض ہوتی ہے۔ جیسے کانٹوں والی جھاڑی کے اوپر سے ململ کا کپڑا کھینچ لیا جائے اور وہ تار تار ہو جائے۔ پھر اس کی روح کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر آگ کے کوڑے مار مار کر لے جاتے ہیں۔

سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر مردے کی آواز انسان سن لیں تو اُن کے دل پھٹ جائیں۔

میری بہنو!

پھر اُس کی روح کو پہلے آسمان کے قریب لے جایا جاتا ہے۔ مگر دروازہ نہیں کھلتا۔ آواز آتی ہے کہ اسے واپس لے جاؤ۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ فرشتوں

کی لعنت ہو۔ تمام مخلوق کی لعنت ہو۔ فرشتے اُسے مارتے ہوئے۔ اس کی قبر کی طرف لے جاتے ہیں۔ اب منکر نکیر اس کا حساب لیتے ہیں۔ اُس سے تینوں سوال کیے جاتے ہیں۔ وہ سوالوں کے جواب میں کہتا ہے۔

لَآ اَدْرِی ...... لَآ اَدْرِی ...... لَآ اَدْرِی

میں نہیں جانتا...... میں نہیں جانتا...... میں نہیں جانتا

تب فرشتے کہتے ہیں تو نے جھوٹ بولا پھر اُسے جنت دکھائی جاتی ہے کہ اگر تو نیک عمل کرتا تو یہ تیرا مقام ہوتا۔ پھر اُسے دوزخ دکھایا جاتا ہے کہ اب یہ تیرا بُرا ٹھکانہ ہے۔ قبر کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس پر تنگ ہو جا۔ وہ اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اُس کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور ریزہ ریزہ ہو جاتیں ہیں اور اُس کی چیخیں بلند ہوتی ہیں۔ وہ روتا ہے۔ چلاّ تا ہے۔ مگر اس کی مدد کوئی نہیں کرتا۔ اس پر بچھو مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ جو اُسے ڈنگ مارتے ہیں۔ اُن کا ڈنگ اتنا زہریلا ہے کہ اگر وہ زمین پر ڈنگ ماردیں تو زمین پر کبھی سبزہ نہ اُگے ☆

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ ...... اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

میری بہنو!

نیکی کا انجام اچھا ہی ہے اور برائی کا بُرا۔ ایک دن ہم نے بھی قبر میں جانا ہے۔ خداوند کریم سے دُعا ہے کہ **اے ہمارے مولا۔**

ہماری قبر کو جنت کا باغیچہ بنا دینا۔

کہندی قبر غافلا وے
اے دُنیا گھڑی دی گھڑی
ضائع عمر ناں گنواویں
موت سر تے کھڑی
ناں مومن ٹوں صداویں
رج رشوتاں توں کھاویں
امت نبی دی اکھواویں
شرم آوے نہ ذری
اک دن آوناں اوہ ویلا
ہووے گا تیرا میرا میلا
توں وی میرے وچ آوناں
ویلا یاد او کریں
اک دن ہونی اے آخر
بن کے آویں گا فقیر
چھڈ کے دنیا دی جاگیر
جدوں بانہہ موت نے پھڑی
اتھے بیٹھ میوں رہنا
آخر میرے وچ پینا
ماس کیڑیاں نے کھاناں
ایڈا مان نہ کریں
تینوں بیٹھ سمجھاواں
میریاں سخت نیں سزاواں
ستر (۷۰) قدم ہٹ کے میں آواں
ہڈی رہوے نہ ذری

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

تقریر نمبر ﴿2﴾

شہادتِ امامِ حُسین علیہ السلام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمْ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیّ الْکَرِیْمُ ﷺ

اے نبی فرمادو۔ میں اس کا اُجر تُم سے نہیں مانگتا
مگر یہ کہ میرے قریبیوں سے محبت کرو!

سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دُنیا بنانے پر قادر ہے اور دُنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔

قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔

کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔

مگر ربّ کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار۔ مدنی تاجدار۔ سرکار دو عالم۔ رحمت جہاں، سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شب اسریٰ کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آ جاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

میری بہنو!

شہادتِ امام حسینؓ ایک عظیم واقعہ ہے۔ آج کی مجلس میں اسی کا تذکرہ کیا جائے گا۔

یہ حُسن یہ جمال یہ طلعت حُسینؑ کی
ہر پھول ہر کلی میں ہے نکہت حسینؑ کی
کس طرح حل کریں اسے دُنیا کے فلسفی
باریک مسئلہ ہے یہ شہادت حسینؑ کی
سب نعمتیں جہان کی مُبارک جہان کو
کافی ہے میرے وَاسطے اُلفت حُسینؑ کی

میں نے جو آیتِ کریمہ تلاوت کی ہے۔اُس کا شانِ نزول سُنیئے!

کچھ لوگ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں سونا چاندی لے کر حاضر ہوئے۔آپ نے فرمایا میں نے تمہیں ایمان دیا۔رمضان دیا۔قرآن دیا۔رحمان دیا۔اور کفر سے اسلام دیا۔مگر اس کا یہ اَجر سونا چاندی نہیں ہے۔بلکہ اس کا اَجر یہ ہے کہ میرے قریبیوں سے محبت کرتے رہنا۔

مُودّت اور محبت میں فَرق ہے۔جیسے ہمیں پانی سے محبت ہے مگر مچھلی کو پانی سے مودّت ہے۔کہ وہ پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ایسے ہی حضور ﷺ کے قریبیوں کی مودّت عین ایمان ہے۔اُن کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

حضور ﷺ کے قریبی ☆

ابوبکر صدیقؓ ☆ عمر فاروقؓ ☆ عثمان غنیؓ ☆ حضرت علیؓ ☆
حضرت فاطمہؓ ☆ حضرت حَسنؓ ☆ اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں

ہمیں اِن سب سے محبت کرنی چاہیئے۔

مطلب یہ کہ حضور ﷺ کے صحابہ سے بھی عقیدت ہو اور حضور ﷺ کی آل سے بھی محبت ہو۔تو ہمارا ایمان کامل ہوتا ہے۔

اولیاء کا مذہب ہے کہ صحابہ رسول ہماری آنکھوں کا نور ہیں اور آلِ رسول ہمارے دِل کا سُرور ہیں۔ہم سب کے غلام ہیں۔

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا اس کا ایک روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے۔عام طور پر 9 اور 10 محرم کا روزہ رکھا جاتا ہے۔یہ حضور ﷺ کی سُنّت ہے۔

فرمایا یہ بھی یاد رکھو کہ قیامت 10 محرم اور بروز جمعہ کو آئے گی۔

پیاری بہنو!

محرم کی دَس تاریخ کو کربلا کے میدان میں حضرت امام حسینؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوئے۔

امام حسینؓ کون ہیں؟

حضور ﷺ کے نواسے، حضرت علیؓ کے بیٹے، حضرت فاطمہ زہرا کے لختِ جگر۔آپ کی وِلادت سے پہلے حضور ﷺ کی پھوپھی اُمِ فضل نے خواب دیکھا۔کہ حضور ﷺ کے جسم کا ایک ٹکڑا اُن کی جھولی میں آگیا۔صبح وہ سرکارِ دو عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔اور خواب بیان کیا۔سرکار نے فرمایا۔میری پھوپھی جان یہ خواب اچھا ہے۔

سنو! میری بیٹی فاطمہ کے گھر ایک بچہ ہوگا۔ جو تیری گود میں کھیلے گا۔ اور اُس کا نام حسینؓ ہوگا۔

4 ہجری کو جب امام حسین پیدا ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنے لعابِ دہن کو اُن کے منہ میں ڈالا اور دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت فاطمہ نے پوچھا۔ ابّا جان۔ نواسے کو دیکھ کو خوش ہوتے ہیں مگر آپ رو رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے۔ انہوں نے حسین کی ولادت کی خوشخبری دی اور ساتھ ہی کربلا کی مٹی دی۔ اور کہا کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ اس بچے کو کربلا کے میدان میں شہید کر دیا جائے گا۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہ کی آنکھیں اَشکبار ہو گئیں۔ تو عرض کیا اُس وقت ہم کہاں ہوں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی اس وقت ظاہری طور پر نہ میں ہوں گا اور نہ علی ہوں گے۔ نہ تو ہو گی۔ نہ ہی حسن ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا صرف یہ بیٹی زینب ہوگی۔ جو مدینے سے کربلا تک اپنے بھائی کا ساتھ دے گی۔ اور سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔

ناں میں ہواں گا نہ تُو ہویں گی نہ ہو سی شیر خدا دا
اِک اکلی زینب ہو سی جو تک سی حال بُرا دا

یہی وجہ ہے کہ سب حضرت امام حسینؓ سے پیار کرتے تھے۔ خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ حسین کو میں نے اپنا بیٹا دے کر لیا ہوا ہے۔

ایک دِن حضور ﷺ اپنے بیٹے حضرت ابراہیم اور حضرت امام حسینؓ دونوں سے پیار فرما رہے تھے۔ایک چاند تھا دوسرا تارا۔ایک اپنا بیٹا تھا اور دوسرا بیٹی کی آنکھوں کا تارا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ دونوں میں سے ایک ہمیں دے دیں۔اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔کہ آپ کِس کو دیتے ہیں۔یہ سُن کر حضور ﷺ کی آنکھیں بھر آئیں۔فرمایا جبرئیل کل آنا۔ میں سوچ لوں۔دوسرے روز جبرئیل آئے۔حضور ﷺ نے فرمایا میرے بیٹے حضرت ابراہیم کو لے جا۔کیونکہ اس کے جانے سے صرف مجھے ہی دُکھ ہوگا۔اور اگر حسین دیتا ہوں تو فاطمہ کو دُکھ ہوگا۔ علی کو دُکھ ہوگا۔حسن اور زینب کو دُکھ ہوگا۔یہ روئیں گے۔اور حسین میری آنکھ کا تارا بھی تو ہے۔اے جبرئیل ایک وقت آئے گا کہ اسلام دَر دَر جا کر سوالی ہوگا مگر کوئی بھی اس کی ہمدردی نہیں کرے گا۔مگر میرا یہ حسینؓ اپنا خون دے کر اسلام کو زندہ کرے گا۔تو اُس دِن آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم فوت ہوگئے۔جس کی جدائی میں حضور ﷺ بہت اُداس ہوئے۔

ایک روز حضور ﷺ نماز ادا فرمارہے تھے۔آپ امام تھے اور صحابہ مقتدی۔اِسی دوران امام حسینؓ مسجد میں آگئے اور دیکھا کہ نانا جان سجدے کی حالت میں ہیں۔حضرت امام حسینؓ سجدے کی حالت میں آپ پر سوار ہوگئے حضور ﷺ نے اپنا سَر نہ اُٹھایا۔جب تک امام حسینؓ خود ہی نہ اُتر گئے۔یہ سب لاڈ پیار کی باتیں تھیں۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا رُتبہ کتنا عظیم ہے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ سُن لو!

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدِ الشَّبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃَ

حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

ایک مرتبہ فرمایا

حُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَامِنْ حُسَیْن

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین میں سے ہوں

یہی وجہ تھی کہ سرکارِ دو عالم ﷺ آپؓ کو رنجیدہ نہیں ہونے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ عید کے موقع پر حضور ﷺ حضرت فاطمہ زہرہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور امامِ حسینؓ سے پیار کرنے لگے۔

عید کے دِن مصطفٰے سے یوں لگے کہنے حُسینؓ
سبز کپڑے دو حَسن کو سرخ دو جوڑا مجھے
دِن سواری میں نہ جاؤں گا نمازِ عید کو
نانا جی جنت سے منگوا دیجئے گھوڑا مجھے

حضور ﷺ مُسکرائے اور فرمایا

ہنس کے فرمایا حُسین کندھے میرے پر چڑھو
ننھے ننھے ہونٹوں سے کہتے چلو گھوڑا مجھے
زُلف میری کھینچ رکھنا یہ تمہاری ہے لگام
بے عذر مُڑ جاؤں گا تو نے جدھر موڑا مجھے

مسجدِ نبوی میں حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں امام حسن اور امامِ حُسین مسجد میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ نے خُطبہ چھوڑ دیا۔ اور دونوں شہزادوں کو اٹھا لائے۔ ایک کو دائیں بیٹھالیا اور ایک کو بائیں بیٹھالیا۔ پھر صحابہ سے فرمایا یہ میرے بیٹے ہیں۔ میں اِن سے محبت کرتا ہوں۔ تُم بھی اِن سے محبت کرو۔ جو اِن سے محبت کرے گا۔ خُدا اُن سے محبت فرمائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ ان دونوں شہزادوں سے اور ان کے والدین سے دِلی عقیدت رکھتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے فارس فتح کیا تو نوشیرواں بادشاہ کی پوتی شہزادی شہر بانو قیدی ہو کر آئی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا اس کی شادی حضور ﷺ کے شہزادے امام حسین سے ہوگی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے خود نکاح کا خطبہ پڑھا۔

دن گزر گئے اور آخر

نانے کی فرقت حسین نے دیکھی
امّاں کی میّت حسین نے دیکھی
ابّا کی شہادت حسین نے دیکھی
بھائی کی رحلت حسین نے دیکھی
کس صبر سے کانٹوں پہ چل رہے تھے حسین
دُنیا مٹا رہی تھی مگر سنبھل رہے تھے حسین

حضرت امیر معاویہؓ کا انتقال ہوا اور یزید بادشاہ بنا۔ اُس نے امام حسین کو بیعت کرنے کو کہا۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا میں تم جیسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرسکتا۔

کیونکہ میرے والد علی مرتضٰے نے

صداقت کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔
عدالت کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔
سخاوت کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔
حق والوں کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

تُو فاسق وفاجر ہے۔ تو شرابی ہے۔ تو بے دین ہے۔ اس لیے میں تیری بیعت نہیں کرسکتا ہے۔

یہ سُن کر یزید آگ بگولا ہو گیا اور اُس نے آپ کو شہید کرانے کی کوششیں شروع کروادیں۔

حضرت امامِ حُسینؑ نے اپنی بہن حضرت زینب سے مشورہ فرمایا۔ کہ بہن اب مدینے میں رہنا مُشکل ہو گیا۔ کیونکہ یزید ہماری جان کا دُشمن ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں مکہ معظمہ چلے جانا چاہیئے۔

بہن نے کہا آپ کی بات دُرست ہے۔ یہ مشورہ کر کے آپ نے سب گھر والوں کو تیاری کا حکم دیا اور خود اپنی بہن کو ساتھ لے کر حضور ﷺ کے روضے پر آ گئے۔ اور رو کر عرض کیا۔......☆

سَلام اے جدِ امجد اے میرا منہ چومنے والے
مجھے دوشِ نبوت پہ اُٹھا کر گھومنے والے
ذرا نظریں اُٹھا کر دیکھ کس کا نورِ عین آیا
دیکھو اے نانا جان یہ دَر پہ حُسینؑ آیا

اے نانا جان آپ سے کیے ہوئے وعدے کا وقت آن پہنچا ہے۔ کربلا میں میرے امتحان کا وقت آنے والا ہے۔ آپ دُعا فرمائیں کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔

پھر امام حسینؑ اپنی والدہ فاطمہ زہراؑ کی قبرِ انور پر آئے۔

پڑھ کے فاتحہ ماں دی قبر اُتے شاہ امام حسین پکاردا اے
میرا بولیا چالیا معاف کرنا اے سَلام ہُن آخری وَاردا اے

اے امّاں جس کو تُو نے قرآن کی لوریاں دے دے کے پالا تھا۔ آج وہ مدینہ چھوڑ کر جا رہا ہے۔ کربلا میں میرے امتحان کا وقت آن پُہنچا ہے۔ دست بستہ عرض کرتا ہوں۔ امّاں میرے لیے دُعا فرمانا۔

حضرت بی بی زینب اپنی والدہ کی قبر کو بوسہ دے کر کہتی ہے۔ امّاں میں مدینے سے جا رہی ہوں۔ جب بیٹیاں جُدا ہوتیں ہیں۔ تو مائیں سینے سے لگا کر پیار کرتیں ہیں امّاں اُٹھ مجھے سینے سے لگا۔ کیونکہ میں مدینے سے جا رہی ہوں۔

کھڑی ہو کے ماں دی قبر اُتے بی بی زینب کرلاؤن لگی
اُٹھ کے دیؤ پیار تے کرو ودیا تیری دھی مدینیوں جان لگی

دونوں بہن بھائی واپس آئے۔تمام کنبے والے اونٹوں پر سامان باندھ چکے تھے۔ چلنے کی تیاری مکمل تھی۔امام حُسینؓ نے اپنی بیٹی صغریٰ کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا بیٹی تُو بیمار ہے۔تھوڑے عرصے کے بعد تیرا بھائی علی اکبرؓ تجھے آکر لے جائے گا۔یہ سُن کر صغریٰ بابل کے سینے سے لگ گئی۔اور زاروقطار رونے لگی۔پھر علی اکبر سے ملی۔ علی اصغر کا منہ چوما۔چچا عباس سے پیار لیا۔پھر پھوپھی زینب کے سینے سے لگ گئی۔اور عرض کیا پھوپھی مجھے کہیں بھلا نہ دینا۔یہ صغریٰ سب کی یادوں میں روتی رہے گی۔بی بی زینب نے دلاسہ دیا۔بیٹی گھبرا نہیں۔جلدی ہی علی اکبر تجھے آکر لے جائے گا۔

گلی گلی مدینے دی چیخ اُٹھی جدوں کربل دہ شہ سوار ٹریا
علی اکبر تے علی اصغر نالے حضرت عباس علمبردار ٹریا
کنب گئی سی تُربت فاطمہ دی جدوں گھر نوں جندرے مار ٹریا
اے جگرا حُسین دا جان دا اے کیویں بچی نوں دے کے پیار ٹریا

حضرت امام حسین نے مدینہ چھوڑ دیا اور مکہ میں آکر رہنے لگے وہاں پر آپ کا اِرادہ تھا حج کرنے کا۔اس سے پہلے آپ پچیس ﴿25﴾ حج پیدل کر چکے تھے۔کوفے والوں کو پتہ چلا تو انھوں نے آپ کو خط لکھنے شروع کر دیئے کہ اے امام حسین آپ کوفہ میں تشریف لے آئیں۔ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ہمارے دل تمہارے ساتھ ہیں۔ہماری تلواریں تمہارے ساتھ ہیں۔مگر امام حسین نہ گئے۔انھوں نے قاصد بھیجے۔

ایک روایت میں ہے کہ امام عالی مقام کو کوفیوں کے چالیس ہزار خطوط آئے اور کئی سو قاصد۔ آخر آپ نے فیصلہ کیا کہ بھائی مسلم بن عقیل کو کوفے بھیج کر حالات کا جائزہ لینا چاہیئے۔ مسلم بن عقیل اپنے دو بیٹوں محمد اور ابراہیم کے ساتھ کوفے روانہ ہو گئے۔ کوفے پہنچے تو لوگوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور چالیس ہزار کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا اے امام مسلم حضرت امام حسین کو خط لکھو کہ آپ کوفے تشریف لے آئیں۔ اسی وقت امام مسلم نے حضرت امام حسین کو خط لکھا کہ حالات درست ہیں۔ تمام کوفی آپ کے ساتھ ہیں۔ تشریف لے آئیں۔ جیسے ہی امام حسین کو خط پہنچا۔ آپ بروز ہفتہ 27 رجب 60 ہجری 3 مئی 680ء/ رات کے وقت کوفے کے لیے روانہ ہو گئے

اِدھر یزید کو پتا چلا تو اُس نے کوفے کے گورنر نعمان بن بشیر کو جو اہلِ بیت کا غلام تھا۔ معزول کر دیا۔ اور عبداللہ ابن زیاد کو گورنر مقرر کیا۔ اُس نے آتے ہی کوفیوں کو ڈرایا کہ امام کا ساتھ نہ دو۔ ورنہ کوفہ میدانِ جنگ بَن جائے گا۔ تمہاری عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو جائیں گے۔ تمہارے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔ یہ امام اور یزید کا آپس کا معاملہ ہے۔ یہ سُن کر تمام کوفی ڈر گئے۔ اب امام مسلم بن عقیل تنہا رہ گئے۔ بازاروں میں کوئی بھی آپ کو سلام کرنے والا نہ تھا۔

قدم بڑھتے گئے دیواروں کے سائے میں
سید جا رہا تھا تلواروں کے سائے میں

آخر اعلان ہوا جو امام مسلم اور اُن کے بچوں کو پکڑ کر لائے گا۔ اُسے انعام

ملے گا۔ لوگوں میں انعام کا لالچ پیدا ہو گیا۔ حضرت مسلم کو پکڑ کر ابنِ زیاد کے پاس لے گئے۔ اُس نے آپ کو شہید کر دیا۔ حضرت مسلم کے دو بچے ایک لونڈی اپنے گھر میں لے گئی تھی۔ اُس کی مالکہ نیک تھی۔ رات کو کھانا دے کر سُلا دیا۔ اُس عورت کا خاوند بے ایمان تھا رات کو آیا اور کہا کہ مسلم کے بچے مِل جائیں تو انعام حاصل کروں گا۔ تو اُس کی بیوی نے کہا۔ اے بے ایمان کیوں بچوں کا دُشمن ہوتا ہے۔ سو جاؤ۔ وہ تمہیں نہ ملیں گے۔ آدھی رات کے وقت محمد کی آنکھ کُھل گئی اُس نے اپنے بھائی ابراہیم کو جگایا اور گلے لگا کر کہنے لگا۔ کہ بھائی میں نے خواب دیکھا ہے کہ نانا محمد مصطفٰے ﷺ اور دادا حضرت علی مرتضٰے اور امّاں فاطمہ کھڑے ہیں۔ اور ہمارے ابّا جان خون میں نہائے ہوئے حاضر ہوئے۔ نانا جان نے فرمایا اے مسلم تُم اکیلے کیوں آئے ہو؟ تمہارے بچّے کہاں ہیں۔ تو ابّا جان نے عرض کیا۔ وہ بھی حاضر ہونے والے ہیں۔ بھائی ہمارے چلنے کا وقت آن پہنچا ہے یہ کہہ کر وہ اونچی آواز سے رونے لگے۔ کمرے سے رونے کی آواز آئی۔ تو حارث نے دیکھا کہ وہ دونوں بچے اس کے گھر میں موجود ہیں۔ خوش ہو گیا اور دونوں بچوں کو بالوں سے پکڑ کر باہر لے آیا اور بولا سارا دِن تمہیں تلاش کرتا رہا۔ اب میں تم دونوں کو شہید کر کے انعام حاصل کروں گا۔ جب طمانچے مارتا ہوا لے کر چلا تو اُس کی بیوی نے کہا۔

ارے سیّد ہیں سیّد ہیں طمانچے نہ لگا
یہ قرآن کے ورق ہیں زمیں پہ نہ گرا

تو میرے ہوتے ہوئے تو اِن کو شہید نہیں کر سکتا۔ تو اُس نے بیوی کو دھکا دیا وہ گر گئی اور بولی اے بچو! اب تُم خدا کے حوالے۔ حارث لعین دریائے فُرات کے کنارے لے گیا اور تلوار اُٹھائی کہ اِن کو قتل کر دوں۔ دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو گلے سے لگا لیا اور اس لعین نے ایک ہی وار میں دونوں کو شہید کر دیا۔

دریائے فُرات کا پانی سُرخ ہو گیا۔
زمین ہل گئی۔ عرش کانپ اُٹھا۔
زہرا کی قبر لرز اُٹھی۔

وہ لعین دونوں کے سَر ابنِ زیاد کے پاس لے گیا۔ ابنِ زیاد نے کہا میں نے تو زندہ پکڑنے کا کہا تھا اور تو شہید کر لایا۔ اُس نے حارث کی گردن اُڑا دی۔ اس لعین کو نہ دُنیا ہی مِلی اور نہ ہی دین ملا۔ (لعنت اللہ علیکم اے دشمنانِ اہلِ بیت)

کوفے سے چند میل دُور امام حسین کو امام مسلم اور اُن کے دونوں بچوں کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپ اَشکبار ہو گئے۔ تمام عزیزوں کو بُلایا کہ اب کیا کیا جائے۔ سب نے عرض کیا۔ اے امام جو آپ کہیں گے۔ ہم کریں گے۔ ابھی بات چیت ہو رہی تھی کہ یزید کی فوج آن پہنچی۔ حُر بن ریاحی اُس فوج کا سپہ سالار تھا۔ اُس نے کہا مجھے حُکم ہوا ہے کہ آپ کو جانے نہ دُوں اور کربلا کے میدان میں لے جاؤں یا آپ یزید کی بیعت کر لیں۔ آپ نے فرمایا یزید کی بیعت ناممکن ہے میں بیعت نہیں کر سکتا۔ رات ہو گئی تو حُر نے کہا آپ چپکے سے نکل جائیں اور مدینے

چلے جائیں۔ سارا قافلہ چلا۔ صبح ہوئی تو اپنے آپ کو کربلا کے میدان میں پایا۔ اب چلنا چاہتے تھے کہ عمر بن سعد کی سالاری میں یزید کی بے شمار فوج نے آ کر آپ کو گھیر لیا اور عمر بن سعد نے بیعت کا مطالبہ کیا۔ سات (7) محرم تک بات چیت ہوتی رہی۔ مگر جب امام حسین بیعت کے لیے رضامند نہ ہوئے تو بات چیت ختم کردی۔

ایک قافلہ یہاں سے گزرا کسی نے امام حسین سے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔؟ تو فرمایا۔

کسی نے جب وطن پوچھا تو حضرت نے فرمایا
مدینے والے کہلاتے تھے اب ہیں کربلا والے

عمر بن سعد کو حکم ملا کہ امام حسین اور اُن کے ساتھیوں کے لیے دریائے فرات کا پانی بند کردو۔ تا کہ یہ بے بس اور لاچار ہو جائیں اور یزید کی بیعت کرلیں۔

حاکم کا یہ حکم تھا کہ پانی بشر پییں
گھوڑے پییں ، اونٹ پییں ، اہل ہنر پییں
یزیدی پییں ، ہر روز پییں منع نہ کیجیو
پَر فاطمہ کے لال کو پانی نہ دیجیو

اور 9 محرم کی شام کا وقت ہوا۔ رات عشاء کی نماز کے بعد امام حسین نے چراغ بُجھا دیا اور فرمایا کہ اے میرے ساتھیوں جو تُم میں سے جانا چاہتا ہے۔

وہ جا سکتا ہے۔ میں اُسے کچھ نہ کہوں گا۔ مگر سب نے رو کر کہا۔ حضور اگر ہم آج چلے گئے تو قیامت کے روز آپ کے نانا جان کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ہم آپ پر اپنی جانیں نثار کر دیں گے۔ پھر آپ حضرت بی بی شہر بانو کے خیمے میں تشریف لے گئے آپ نے فرمایا

عمر کٹی تو لکھاں دی وچ کلی رہن والیئے شاہی مکان دی اے
تیری کوفیاں لکھ نہ قدر کیتی عالی قدر تے اُچی شان دی اے
لے کے بال بچہ ٹر جادیس پیکے گھڑی میرے تے آئی امتحان دی اے
ہتھ جوڑ کے بانو نیں عرض کیتی مینوں لوڑ ناں اپنی جان دی اے
تہاڈے قدماں چ نکلے جان میری ایہو آرزو ایس نادان دی اے

میری بہنو!

ہمیں اپنی زندگی

حضرت حوا
حضرت حاجرہ
حضرت رحمتؓ
حضرت خدیجہؓ
حضرت فاطمہؓ
حضرت شہر بانوؓ

کی پیروی میں بسر کرنی چاہیئے کہ جنہوں نے عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ اپنے خاوند کی وہ خدمت کی کہ دُنیا میں جن کی دُھوم مچی ہوئی ہے۔ اپنے خاوند پر سب کچھ نثار کر دیا۔

امام حُسینؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔آج کی رات خوب جی بھر کے عبادتیں کرلو۔صبح کا سورج شہادتیں لے کر آئے گا۔ساری رات عبادت میں بسر ہوئی۔ 10 محرم کا سورج خونی شعاعیں بکھیرتا ہوا طلوع ہوا۔عمر بن سعد اور شمر نے پکارا۔ اے حسین بیعت کرو یــا مقابلہ کرو۔امام حسین نے فرمایا۔صبر کرو۔ہم تمہارا مقابلہ کریں گے۔پھر جنگ شروع ہوئی۔امام حسین کا ایک ایک ساتھی میدان میں جا کر جامِ شہادت نوش کرنے لگا۔

حضرت سکینہ حضرت عباسؓ کے پاس گئی اور کہا چچا پیاس لگی ہوئی ہے۔حضرت عباس نے کہا۔بی بی گھبرا نہیں۔تیرا چچا تجھے پانی ضرور پلائے گا۔اب تم اپنی ماں کے پاس جاؤ۔امامِ حُسینؓ سے اجازت لے کر حضرت عباس گھوڑے پر سوار ہوئے اور فرات کی طرف چلے۔فوجوں کو چیر کر فرات پر پہنچے۔پانی سے مشک بھر لی۔مگر یزیدیوں نے تیروں کی بارش کر دی۔پانی بہہ گیا۔بازو کٹ گئے اور حضرت عباسؓ زمین پر آرہے۔

آواز آئی کہ آؤ میرے آقا
آخر ہوا عباس اُٹھاؤ میرے آقا
تڑپا چکی ہے فوج بچاؤ میرے آقا
آؤ مجھے یٰسین سُناؤ میرے آقا
سُن کر یہ صدا شاہ پُکارے کئی باری
ہم شکلِ نبوی دوڑو کمر ٹوٹی ہماری

امامِ حُسینؑ لاشہءِ عباس اُٹھا کر لائے اور فرمایا۔ سکینہ تیرا چچا آ گیا۔ سکینہ نے دیکھا تو سینے سے لگ کے کہا۔ اگر مجھے علم ہوتا تو چچا میں تجھے نہ بھیجتی۔ چچا اُٹھو۔ بات کرو۔ تمہاری بھتیجی سکینہ تجھے پکار رہی ہے۔

آخر کار اہلِ بیت کے گھرانے کے فرد ہی باقی رہ گئے۔ امام قاسمؓ نے اجازت لی۔ اور گھوڑے پر سوار ہوئے۔ امام حَسن کا بیٹا یزیدیوں کو للکارتا ہوا فوج میں گھس گیا۔ مگر اُنھوں نے نیزوں کی بارش کر دی۔ قاسم زمیں پہ گر پڑے اور پکارے۔ چچا حُسین مجھے سنبھالو۔ امام حُسین دوڑے اور جا کر جھولی میں اُٹھالیا۔

ہچکی کے ساتھ مَوت کا خنجر بھی چل گیا
سَر پاؤں پر دَھرا رہا اور دَم نکل گیا

امام حُسینؑ قاسم کو اُٹھا کر خیموں میں لائے تو بیبیوں کی چیخیں نکل گئیں۔ امام نے فرمایا۔ کوئی بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔

اتنے میں علی اکبر امام حُسینؑ کے سامنے سَر جھکا کر کھڑے ہو گئے اور کہا ابا جان میرے ہوتے ہوئے آپ میدانِ جنگ میں نہیں جاسکتے۔ امام نے فرمایا۔ بیٹا یہ لوگ میری جان کے دُشمن ہیں۔ مجھے جانے دے۔ مگر علی اکبر نے عرض کیا۔ ابا جان۔ جب تک میں اپنی جان آپ پر قربان نہیں کر دوں گا۔ میری روح تڑپتی رہے گی۔ امام نے اجازت عطا فرمائی۔

حضرت علی اکبر جب چلے۔......☆☆☆☆☆

دیتے تھے اہلِ بیت دُہائی امام کی
تصویر گھر سے جاتی ہے خیرالانام کی
ماں کے رونے کی جو کانوں میں صدا آتی تھی
ٹکڑے ہوتا تھا جگر چھاتی پھٹی جاتی تھی

علی اکبر نے امّاں پھوپھی کو سلام کیا۔ بی بی زینب نے رو کر فرمایا۔ بیٹا تُجھے دیکھ لیتے تھے تو نانا کی تصویر سامنے آجاتی تھی۔ اب ہم کسے دیکھا کریں گے۔ علی اکبر کی والدہ خیمے سے نکلی۔ اور علی اکبر کو سینے سے لگا کر فرمایا بیٹا جا۔ اسلام کی خاطر شہید ہو کے آ۔ علی اکبر چلے۔ یزیدیوں کو للکارا۔ کئی ایک کو فی النار کیا۔ آخر نیزوں نے آلیا۔ تیروں کی بارش ہو گئی اور امام کا لختِ جگر زمین پہ آرہا۔

جلاّدوں سے کہتے تھے رو رو کے بتاؤ
اکبر ہے کہاں لاش مجھے اُس کی دکھاؤ
یا اُس کے برابر میرا لاشہ بھی گراؤ
یا قتل کرو یا علی اکبر سے ملاؤ
سیّد ہوں مسافر ہوں کئی دِن سے ہوں پیاسا
یارو میں پیغمبر کے تمہارے ہوں نواسہ

امامِ عالی مقام علی اکبر کو اُٹھا کر لائے۔ خیمے میں بیبیاں اکٹھی ہو گئی۔ علی اکبر نے آنکھیں کھولیں۔ اور کہا آج مجھے صغریٰ یاد آرہی ہے۔ بابا وہ ہمیں یاد تو کرتی ہو گی

ہچکی جو آئی اجل کی تو بابا سے کہا
شاید میری صغریٰ نے مجھے یاد کیا ہے

امامِ حُسینؑ تیار ہوئے تو حضرتِ زینب نے عرض کیا۔ بھائی مصیبت آئے تو صدقہ دیا کرتے ہیں۔ میں تمہاری بہن ہوں۔ اس بے کسی میں میرے پاس سوائے میری اولاد کے کچھ نہیں۔ میرے عون ومحمد بھی آپ پر قربان ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ امام عالی مقام نے فرمایا۔ بہن ان معصوموں کو زندگی کی بہاریں مُبارک ہوں میں نہیں چاہتا کہ تیری گود خالی ہو جائے۔ بی بی زینب نے رو کر عرض کیا۔ قیامت کے دِن امّاں فاطمہ کو میں کیا جواب دُوں گی۔ جب اُنھوں نے پوچھا کہ تُو نے میرے لال پر اپنے بیٹوں کو نثار کیوں نہ کیا۔ یہ سُن کر امامِ عالی مقام نے اجازت دے دی۔ دونوں شہزادے عون ومحمد یزیدی فوجوں میں گر گئے۔ تیروں اور نیزوں کی بارش نے زینب کے معصوموں کے جسموں کو رنگین کر دیا۔

لاشوں کے قریب آ کے شاہِ اُمت نے پُکارا
اے بھانجو! موجود ہے ماموں یہ تمہارا
ہاتھوں کو اُٹھا کے ذرا بات تو کر لو
سینے سے لگو اُٹھو ملاقات تو کر لو

امام عالی مقام شہزادوں کو اُٹھا کر لائے۔ اور بی بی زینب کی گود میں رکھ دیا۔ فرمایا بہن تیرا صدقہ قبول ہو گیا۔ اتنے میں چھوٹے سے بچے علی اصغر کے رونے کی آواز آئی۔ امام عالی مقام خیمے میں گئے۔ بی بی شہر بانو نے عرض کیا یہ چھ (6) ماہ کا بچہ

پانی کے بغیر مَر رہا ہے۔اس کے لیے تو دو قطرے پانی مانگ لیں۔امام نے بچّے کو گود میں اُٹھایا اور میدان میں تشریف لائے۔فرمایا چلو تُم میرے تو دُشمن ہو۔اس بچے کا کیا قصور ہے۔اسے تو تھوڑا سا پانی دے دو۔اتنا کہنا تھا کہ ایک لعلین حُرملہ نے تیر مارا۔جو سیدھا علی اصغر کے حَلق پر لگا۔حلق سے گزر کر امام کے بازو میں پیوست ہو گیا۔اور وہ ننھا شہزادہ شہید ہو گیا۔

امام عالی مقام نے شہر بانو سے فرمایا۔تیرا شہزادہ اب پانی پی کے آ گیا ہے۔

ننھی سی قبر کھود کے اصغر کو گاڑ کر
شبیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کر

ابھی امام عالی مقام علی اصغر کو دفنا کے اُٹھے ہی تھے کہ دُور سے ایک ڈاچی سوار آتا ہوا نظر آیا۔وہ قریب آیا تو پوچھنے لگا۔آپ میں سے حُسینؑ کون ہیں۔آپ نے فرمایا مجھے ہی حُسین کہتے ہیں۔اُس نے کہا میں مدینے سے آ رہا ہوں۔میں نے ایک بچّی کو روتا ہوا پایا۔تو پوچھا کہ بیٹی روتی کیوں ہو۔تو اُس نے آپ کے بارے میں سب کچھ بتایا۔میں نے کہا بیٹی جو پیغام دینا ہے۔دے دو۔میں تمہارے والد اور بھائیوں تک پہنچا دوں گا۔

صغریٰ دا خط

اکبر ویرا موڑ مہاراں
کلی مدینے وچ تینوں پکاراں
امی بانو تے زینب پھوپھی
جا پردیسیں بات نہ پچھی
گھلیا نہ خط نہ بھیجیاں تاراں
اکبر ویرا موڑ مہاراں
لین نہ آئیوں وعدہ کر کے
یاد نہ آئی صغراں مر کے
غم دے ہنیریاں چہ ٹکراں ماراں
اکبر ویرا موڑ مہاراں
اصغر دا جھولا خالی ہلاواں
اندر خیالاں دے لوریاں گاواں
تڑکے میں اٹھ تیرے سہرے سنواراں
اکبر ویرا موڑ مہاراں
ویہڑا مینوں کھان نوں دوڑے
میرے ماپے نہ رہے سوہرے
کلی اے جند تائیں دکھ نیں ہزاراں
اکبر ویرا موڑ مہاراں
مینوں بھلایا جے میرے بھائیاں
بابل توں وی خبراں نہ پائیاں
لنگیاں کسے ناں میریاں ساراں
اکبر ویرا موڑ مہاراں

امامِ عالی مقام نے خط پڑھا تو اشکبار ہو گئے اور فرمایا اے قاصد تُو نے کب مدینے جانا ہے۔ یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ اور بتا دینا کہ کربلا میں فاطمہ زہرا کے گلشن کی پتی پتی بکھر گئی تھی۔

امام حسینؑ کا صغریٰ کو جواب

آکھیں صغراں نوں قاصدا باپ تیرا کربل وسدی جھوک لٹا بیٹھا
بچے عون و محمد تے اصغر اکبر نالے قاسم عباس کُہا بیٹھا
اپنے وِچ مقصد کامیاب ہو کے سیّد ربّ دا شکر بجا بیٹھا
ہووے دلے دی پئی مُراد پوری جے میں سجدے وِچ سیس کٹا بیٹھا
باقی دَم دا دَم مہمان ہاں میں لگی پریت نوں توڑ نبھا بیٹھا
آکھیں قاصدا خط نوں چُم بابا رو رو اکھیوں نیر وگا بیٹھا

یہ پیغام قاصد کو دینے کے بعد امام خیمے میں آئے اور اپنی بہن زینب سے فرمایا اب میری شہادت کا وقت قریب ہے۔ میری نصیحت سُن لے۔

میرے بعد بے صبری کا مظاہرہ نہ کرنا
سر سے چادریں نہ اُتارنا
اپنے بال نہ نوچنا
سینہ کوبی نہ کرنا

بلکہ سب کو دلاسے دینا اور فاطمہ زہرا کی بیٹی ہونے کی لاج رکھنا۔ جب مدینے پہنچ جانا تو سب سے پہلے نانا جان کے روضے پر جا کر سلام عرض کرنا۔ کہنا نانا جان

کربل والا حُسین سلام کہتا تھا۔اور میری اسلام کی خاطر قربانی کو قبول فرمائیں۔
امام عالی مقام نے عابد بیمار کا مُنہ چوما۔فرمایا بیٹے۔تُو نے میرے بعد اپنی بہن صغریٰ اور سکینہ کا خیال رکھنا ہے۔جب میرا سر کٹ کر نیزے پر چڑھ جائے۔تو رونے کی بجائے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرنا۔کہ آج میرے والد امتحان میں کامیاب ہوگئے۔
پھر امامِ عالی مقام نے میدان میں جانے کی تیاری کی۔اور گھوڑے پر سوار ہونے لگے۔تو بی بی سکینہ نے گھوڑے کے پاؤں کو پکڑ لیا۔امام حُسین عالی مقام نے فرمایا بیٹی اس کے پاؤں کو چھوڑ دے۔بی بی سکینہ نے عرض کیا ابا جان۔

یہ قاسم کو لے کر گیا تو خالی واپس آیا۔ ○ علی اکبر کو لے کر گیا تو خالی واپس آیا
چچا عباس کو لے کر گیا تو خالی واپس آیا ○ عون ومحمد کو لے کر گیا تو خالی واپس آیا

اب آپ کو لے کر جا رہا ہے میں اسے جانے نہیں دوں گی۔

چلے حُسین جدوں آئی سکینہ اَگے
بابل وچھوڑے والا زخم لگاوَن لگے
آکھے امام ایہو لکھیا تقدیر دَا
حوصلہ ویکھو کِناں زینب دے ویر دا

امام عالی مقام نے بی بی سکینہ کو سینے سے لگا لیا فرمایا بیٹا یہ خدا کی رَضا ہے۔اور اپنی بہن زینب سے فرمایا کہ سکینہ کو سنبھالو۔
اب امام عالی مقام میدان میں تشریف لائے اور فرمایا۔یزیدیو! میں خود نہیں

آیا۔ مجھے خط لکھ کے بُلایا گیا ہے۔ اب بھی وقت ہے میرے قتل سے باز آجاؤ۔ اور جان لو کہ میں نواسۂ رسول ہوں۔ فرزندِ علی ہوں۔ جگر گوشۂ بتول ہوں۔
میں وہ ہوں کہ جسے اللہ کے رسول ﷺ نے جنت کے نوجوانوں کا سردار کہا ہے
اے لوگو۔ جلدی نہ کرو۔ میں حق پر ہوں۔ آؤ توبہ کرلو۔ اب بھی وقت ہے۔
مگر یزیدیوں کے دلوں میں لالچ اور کُفر بس چکا تھا۔ اُنھوں نے کہا۔ آپ یزید کی بیعت کریں یا شہادت کے لیے تیار ہو جائیں۔
آپ نے فرمایا۔ میں کبھی بھی بیعت نہیں کرسکتا۔ پھر آپ تلوار لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر یزیدیوں کی طرف بڑھے۔

لباس ہے کٹا پھٹا.....غبار سے اَٹا پڑا
تین دِن کی پیاس ہے .....رحمتوں کی آس ہے
یہ کون ذِی وَقار ہے .....بَلا کا شہسوار ہے
یہ بالیقین حسین ہے .....نبی کا نورِ عین ہے

میدان میں گئے۔ یزیدیوں نے تیروں کی بارش کردی۔ نیزوں کا مینہ برسا دیا تلواروں کی چمک بجلی بن کر گری۔ امام یزیدیوں میں گھِر گئے۔

نیزہ اِک نے ماریا وچ سینے
فیر تیراں دا مینہ برسان لگ پئے
وَل کعبے دے سجدے کرن والے
جتھیں اپنے کعبے نوں ڈھان لگ پئے

روای کہتا ہے کہ میدانِ کربلا میں ایک برقعہ پوش خاتون نظر آئی۔ اور اُس نے امامِ عالی مقام کا سَر اپنی جھولی میں رکھا اور اپنی چادر سے چہرے کو صاف کیا۔ امام نے دیکھا تو عرض کیا اماں تیرے بیٹے نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔

قرآن رحلِ زین سے سرِ فرش گر پڑا
دیوارِ کعبہ بیٹھ گئی اور عرش گر پڑا

میرا امام زمین پر تشریف لے آیا۔ تیروں سے، نیزوں سے، جسم چھلنی تھا کبھی میدان کو دیکھتے کبھی خیموں کو دیکھتے۔

اِدھر بھائی جب گھوڑے پر نظر نہ آیا تو زینب نے کہا عابد تیرے ابّو نظر نہیں آتے ۔عابد بھائی نظر نہیں آتے ۔رو کر کہا بھائی حسین کہاں ہو۔ شہر بانو ذرا آ کر دیکھو حسین نظر نہیں آتے ۔دیکھا تو امام حسین زمین پر گرے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے۔ اے شمر کیا وقت ہے۔ کہا نماز کا وقت ہے۔ کہا مجھے نماز پڑھ لینے دے۔ امام حسین نے اپنا سَر سجدے میں رکھ دیا اور شمر لعین نے آپ کو شہید کر دیا۔ میدان میں تمام لاشے پڑے تھے۔

امامِ عالی مقام کا سَر مُبارک کاٹ کر نیزے کی نوک پر چڑھا دیا۔ اور یزیدی خوشیاں منانے لگے۔ امام حسین میدان میں سجدہ کر کے ایک سبق دے گئے کہ

چڑھ جائے کٹ کے سَر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بیت کی محبت عنایت فرمائے ﴿آمین﴾

سیّد نے کربلا میں وعدے نبھا دیئے
دینِ محمدی کے گلشن کھِلا دیئے ہیں
دینِ نبی پہ واری اکبر نے بھی جوانی
عباس نے بھی اپنے بازو کٹا دیئے ہیں
بولے حُسینؑ مولا تیری رضا کی خاطر
اِک ایک کرکے میں نے ہیرے لُٹا دیئے ہیں
غنچہ جو اِک بچا تھا اُس کو بھی پیش کرکے
سیّد نے جھاڑ کے یوں دامن دکھا دیئے ہیں
زینب کے باغ کے دو پھول تھے مہکتے
زینب نے وہ بھی دونوں نامِ خدا دیئے ہیں
تنویرِ حیدری نے دے دے لہو کے قطرے
کربُ وبلا کے ذرّے تارے بنا دیئے ہیں

شاہ اَست حُسینؑ بادشاہ اَست حسینؑ
دیں اَست حُسینؑ دیں پناہ اَست حُسینؑ
سَر داد نہ داد دَست دَر دَستِ یزید
حقا کہ بنائے لا اِلٰہ اَست حُسینؑ

○وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن○

تقریر نمبر ﴿3﴾

کربلا سے مدینے تک

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمُ o اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ o

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ o

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ﷺ

تمام بہنیں صلوٰۃ وسلام پڑھیں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ جس نے زبانوں کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ کانوں کو قوت سماعت دی۔ آنکھوں کو بصارت کا نور دیا۔ دلوں کو بصیرت کی روشنی عنایت فرمائی۔ دماغ کو کمپیوٹر بنایا۔ پھر اُسے یادوں سے سجایا۔ انسان کو عقل دے کر اور شرف بارگاہ بخش کر اشرف المخلوق بنایا۔ علم دے کر فرشتوں سے اعلیٰ

کردیا۔ وہی اللہ ساری کائنات کا مالک وخالق ہے۔ اُسی کے حضور ہماری جبینیں جھکتی ہیں

میری بہنو!

درود وسلام کے گجرے سرورِ کائنات۔ رحمتِ جہاں۔ شافعِ محشر۔ نورِ مجسم۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہِ مقدسہ میں پیش کرتی ہوں۔ کہ جس بارگاہ میں جبرئیل بھی بلا اجازت نہیں آتے۔ جس بارگاہ میں آنے والا بدنصیب نہیں رہتا۔ جس بارگاہ سے ہر ایک کو بھیک کے ساتھ دُعا بھی ملتی ہے۔

جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرتے گئے
کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولی بھرتے گئے

میری بہنو!

میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی جن آیات کی تلاوت کی ہے۔ اُس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے ایمان والو! جب تُم پہ کوئی مصیبت آجائے تو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ کیونکہ صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی امداد ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔

اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ

مطلب یہ ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ صبر کی مثال ایسے ہے جیسے گردن کے اوپر والا حصہ اگر کاٹ دیا جائے تو انسان ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر انسان صبر سے کام نہ

لے تو نیکیوں سے دُور ہو جاتا ہے۔

میری بہنو!

کربلا میں امامِ حسین علیہ السلام نے صبر بھی کیا اور نماز بھی پڑھی۔ آپؑ نے اس آیت کی تفسیر بن کر دکھائی۔ مسجد میں نماز پڑھنا آسان ہے۔ گھر میں نماز پڑھنا آسان ہے۔ بیت اللہ کے سائے میں نماز پڑھنا آسان ہے۔ مگر نیزوں اور تلواروں کی چھاؤں میں نماز پڑھنا امام عالی مقام ہی کی شان ہے۔

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

امامِ حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یزیدیوں نے تمام خیموں کو آگ لگا دی۔ اور شمر نے ستر (70) گھوڑ سواروں سے کہا کہ اہلِ بیت کے تمام شُہداء کی لاشوں پر گھوڑے دوڑاؤ۔ اُس وقت زمین و آسمان کانپ رہے تھے۔ زمینِ کربلا میں خون ہی خون تھا۔ ہر طرف کہرام مچا ہوا تھا۔ بی بی زینب تمام عورتوں اور بچوں کو ایک جگہ اکٹھا کر رہی تھی۔ رات ہو گئی۔ حضرت بی بی زینب نے زین العابدینؓ سے کہا۔ بیٹے عابد عشاء کا وقت ہے۔ اذان دو۔ اُنھوں نے اذان دی۔ اور سب نے نماز پڑھی۔

میری بہنو!

کوئی بھی مصیبت آجائے۔ کتنی بڑی بیماری ہو۔ کتنا ضروری کام ہو۔ کربلا والوں نے ہمیں سبق دیا کہ نماز بہت ضروری ہے۔ قریبی گاؤں سے کچھ

لوگ کھانا اور پانی لے کر آئے۔ بی بی زینب نے قبول فرمایا۔ اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو پانی پلایا۔ بچے اپنی ماؤں کی گود میں سہمے ہوئے بیٹھے تھے۔ حضرت زینب نے فرمایا۔ گھبراؤ نہیں۔ ابھی زینب زندہ ہے۔ جب تک حُسینؑ کی بہن زندہ ہے۔ تُمھیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پھر ہاتھ میں تلوار لے کر لاشوں کا پہرا دینے لگی۔ ایک ایک لاشے کو چومتی جاتی تھی۔ اور اللہ کے دربار میں صابرہ بی بی التجاء کرتی تھی۔ اے اللہ۔ ہماری قربانی قبول فرما۔ کچھ دیر کے بعد ایک گھوڑ سوار نظر آیا۔ حضرت زینب آگے بڑھی اور کہا۔

اَگے نہ آویں گھوڑ سوارا ایتھے ہین شہزادے سُتے
متاں گھوڑے دا پیر اُتے آوے اے پیاسے ہین دِناں دے

پُکار کے کہا۔ یہاں تو چمنستانِ بتول کی پتی پتی ہو چکی ہے۔ اہلِ بیت کے پھول بکھرے ہوئے ہیں۔ اے گھوڑ سوار آگے مت آنا۔

دے آواز نبی ﷺ نے اَگوں اے جواب سُنایا
میں محمد غریب دا نانا بچڑی تیرا پہرا ویکھن آیا

حضور ﷺ خود کربلا میں تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا بیٹی میں یہاں تُم سب کا امتحان دیکھ رہا تھا اور امتحان میں کامیابی کی دُعا کر رہا تھا۔ ثابت ہوتا ہے کہ کربلا میں خود حضور ﷺ حضرت فاطمہ زہراؓ اور حضرت علی المرتضٰی اس واقعے کو دیکھ رہے تھے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت اُمِ سلمہ نے خواب میں حضور ﷺ

کو دیکھا کہ آپ کی داڑھی شریف پر گردوغبار ہے اور کپڑوں پر بھی گردوغبار ہے۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ اُمِ سلمہ نے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کا یہ حال کیوں ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں ابھی ابھی کربلا سے آرہا ہوں۔ میرے نواسے حُسین علیہ السلام کو مظلومیت سے شہید کردیا گیا۔ اے اُمِ سلمہ کربلا کی مٹی دیکھنا خون بن گئی ہوگی۔ اُمِ سلمہؓ بیدار ہوئیں تو دیکھا کربلا کی مٹی خون بن چکی تھی۔ آپ کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے۔ جب پتہ کروایا تو یہ عاشورہ کا ہی دِن تھا

میری بہنو!

صبح ہوئی۔ کربلا میں بیبیوں نے نمازِ فجر ادا کی۔ ابھی سَلام پھیرا ہی تھا کہ یزیدیوں نے عورتوں کو۔ بچیوں کو۔ رسیوں سے باندھ دیا۔ اور امام زین العابدینؓ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنادیں۔

ہے گرم زمین پاؤں جَلے جاتے ہیں
رُخسار پہ آنسو بھی ڈھلے جاتے ہیں
اس دھوپ میں پہنے ہوئے بیڑیاں عابد
تلواروں کے سائے میں چلے جاتے ہیں

پھر یہ قافلہ شام کے وقت کوفہ میں پہنچا۔ خولی بن یزید نے سرِ اقدس امام علیہ السلام رات کو اپنے گھر رکھا اور سو گیا۔ اُس کی بیوی جاگ رہی تھی۔ اُس نے دیکھا کہ بہت سی حسین وجمیل عورتیں آآ کر سرِ مبارک کو چُوم رہی ہیں۔ اور گود میں اُٹھا اُٹھا کر آنسو بہا رہی ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر اَشک بار ہوگئی۔ صبح ایک طشت میں سرِ اقدس

امام حسین علیہ السلام رکھ کر ابنِ زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔

ابنِ زیاد نے اپنی چھڑی امامِ حسین علیہ السلام کے دانتوں پر ماری۔ اور کہا ایسا حسین چہرہ میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ جب اُس نے دانتوں پر چھڑی ماری تو صحابی رسول زید بن ارقمؓ نے کہا۔ او لعین ۔ شرم کر۔ جس منہ کو کملی والے چُوما کرتے تھے۔ اس پر تو اپنی ناپاک چھڑی مار رہا ہے۔ بے غیرت شرم کر۔ ابنِ زیاد غصّے میں آ گیا۔ بولا اے بوڑھے۔ اگر تُو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتا تو میں تیری گردن اُڑا دیتا۔ ابنِ زیاد نے حضرت زین العابدینؓ کی طرف دیکھا کہنے لگا۔ یہ کون ہے؟ کسی نے کہا۔ یہ امام حسین علیہ السلام کا بڑا بیٹا ہے۔ جو بیمار ہے۔

بولا زیاد تُجھ کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا
کاٹوں کا جو سے نخلِ تمنا حُسینؑ کا
امام زین العابدینؓ جوش کے ساتھ بولے
بیمار ہوں یتیم ہوں بے کس ہوں بے وطن
پوتا ہوں میں علیؑ کا بیٹا حُسینؑ کا
عابد نے ڈانٹ کر کہا خاموش بے اَدب
میں زندہ ہوں تو نام ہے زندہ حسینؑ کا

یہ سُن کر زیاد پہ سکتہ طاری ہو گیا۔ اور بولا ۔ اِن سب کو کوفے کے بازاروں میں پھیراؤ۔ اہلِ بیت کی خواتین کو اونٹوں پر بٹھا کر اور سروں کو نیزوں پر لٹکا کر بازاروں میں پھیرایا گیا۔ چھتوں پر چڑھ کر کوفی عورتیں اور مَرد دیکھ دیکھ کر رو

رہے تھے۔اُمِ کلثومؓ سے رہانہ گیا۔فرمایااو بے وفاؤ۔کمینو!تُم سب نے میرے بھائی امامِ حسین علیہ السلام کی بیعت کر کے توڑ دی۔خود ہی بُلایا اور خود ہی مقابلے پہ آ گئے۔

تمہاری وجہ سے آئیں بلائیں
خطائیں ہیں تمہاری سب خطائیں
لٹایا ہے تمھیں نے گھر نبی کا
کٹایا تم نے سب کنبہ علیؑ کا
تُمھیں تو باعثِ جورو جفا ہو
تُمھیں سب قاتلِ آلِ عبا ہو
اے لعینو! اب تُم رو رہے ہو
تُمھیں ہو شرم جا کے ڈوب مرو

پھر قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا۔راستے میں ایک کلیسا کے قریب رات ہوگئی۔قافلے والوں نے پادری سے کہا۔کہ ہم نے جہاں رات بسر کرنی ہے۔اُس نے کہا۔آجایئے۔پھر پوچھا۔یہ تمہارے پاس کیا ہے۔یزیدیوں نے کہا۔یہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سر ہے۔پادری نے کہا۔اگرتُم آج کی رات سرِ اقدس مجھے دے دو۔تُو میں تُجھے بارہ ہزار(12000)درہم دُوں گا۔یزیدی مان گئے۔سب نے وہاں رات بھر قیام کیا۔اُس پادری نے جب اپنے کمرے میں سرِ اقدس رکھا تو دَرودیوار سے رونے کی آواز آنے لگی۔پھر اُس نے دیکھا۔آسمان سے

سرِ اقدس تک نور کی شعاعیں پھیل گئیں۔ یہ دیکھ کر پادری حیران ہو گیا۔ صبح ہوئی تو پادری مسلمان ہو گیا۔ کہ جب نواسے کی یہ شان ہے تو نانے کی شان کیا ہو گی۔ دوپہر کے وقت قافلہ شام کے بازاروں میں تھا۔ لوگ اردگرد کھڑے قافلے کو دیکھ رہے تھے۔ پھر سب کو یزید کے دربار میں لے جایا گیا۔ اور سب سَر پیش کیے گئے۔ یزید نے کہا۔ اُن کی رسیاں کھول دو۔ اور اِن کو پانی پلاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دُشمن کو رسوا کیا۔ اور مجھے عزت عطا فرمائی۔ یہ سُن کر حضرت بی بی زینب۔ کہ جنہوں نے اپنا منہ چھپایا ہوا تھا۔ بولی اے لعین! عزت صرف ہمارے لیے ہے۔ ساری کائنات کو جو عزت ملی ہے۔ وہ میرے ناناجی کے قدموں کا صدقہ ہے۔ غور سے سُن۔ میرا بھائی امام حسین علیہ السلام شہید ہو کر عزت پا گیا۔ تُو ذلیل تھا۔ ذلیل ہے۔ ذلیل رہے گا۔

یزید نے کہا۔ یہ کون ہے؟ ☆.............. ☆ کسی نے کہا۔ یہ علیؓ کی بیٹی ہے۔

اسنے میں مسجد سے اذان کی آواز آئی۔ جب موذن نے کہا۔

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ

تو بی بی زینب نے پُکار کے کہا۔ اے لعین بتا۔ کہ اذان میں تیرے نانے کا نام ہے کہ ہمارے نانے کا نام ہے۔

اے یزید۔ تُو مٹ جائے گا۔ تیرا خاندان مٹ جائے گا۔ لیکن ہمارے نانا جان کا دین باقی رہے گا۔ یہ سُن کر یزید خاموش ہو گیا۔ پھر تمام بیبیوں کو قید خانے میں بھیج دیا گیا۔

بی بی سکینہ اپنے ابو کو یاد کر کر کے رو رہی تھی۔ حضرت زینب بھائی کو یاد کر کے رو رہی تھیں کہ حضرت سکینہ پھوپھی کے گلے لگ گئی۔ اور ایک لمبا سانس لیا اور کہا۔ ہائے ابو۔ ہمیں مدینے کون پہنچائے گا۔ یہ کہتے ہی بی بی کا دم نکل گیا۔ امام کی مظلوم بیٹی قید خانے میں وفات پا گئی۔

میری بہنو!

چند دنوں کے بعد یزید نے شامیوں کے مشورے سے قافلے کو نعمان بن بشیر کی قیادت میں کربلا روانہ کیا۔ بیس صفر کو یہ قافلہ دوبارہ کربلا میں آیا۔ ان سے قبل جابر بن عبداللہؓ اپنی جماعت کے ہمراہ وہاں پہنچ چکے تھے۔ اور نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد سب شُہدا کو دفنا چکے تھے۔ حضرت بی بی زینب کربلا کی مٹی کو چوم رہی تھی اور کہہ رہی تھے۔ یہاں میرے بیٹے عون و محمد لیٹے تھے۔ یہاں علی اکبر لیٹا تھا۔ یہاں قاسم کا لاشہ تھا۔ یہاں عباس بھائی کے بازو قلم ہوئے تھے۔ یہاں علی اصغر کے حلق پر تیر لگا تھا۔ یہاں میرے بھائی امامِ حسین علیہ السلام کا لاشہ پڑا تھا۔ اور پکار کے کہہ رہی تھی۔ بھائی حسینؑ تُو نے اپنے خون سے کربلا کو سجا دیا۔ اور اسلام کا پرچم بلند کر دیا

میری بہنو!

پھر یہ قافلہ مدینہ منورہ آیا۔ قافلے کی آمد کا مدینے والوں کو پہلے ہی علم ہو چکا تھا۔ کہرام مچا ہوا تھا۔ امام حنیفؓ، مسلم بن عقیلؓ کی بیٹیاں اُمّ المومنین اُمِّ سلمہؓ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیٹی فاطمہ صغریٰ قافلے کے انتظار میں کھڑی

تھیں۔ جب قافلہ آیا تو حضرت صغریٰ پھوپھی زینب کے گلے لگ کر رونے لگی۔ اور پوچھتی ہے۔

پھوپھی امّاں ابّا کدھرے مینوں نظر ناں آوے
گل صغریٰ دی زینب دا سینہ چیر دی جاوے
چاچا عباس بھی نئیں آئے ناں آیا اکبر بھائی
لین دا وعدہ کرن والے نیں کیوں اینی دیر اے لائی
عون و محمد نظر نئیں آندے ناں سکینہ ماں دی جائی
اصغر میرا ویر کدے وے میں جھدی ہاں ترسائی

حضرت بی بی زینب نے صغریٰ کو بہت پیار کیا اور فرمایا۔ بیٹی یہ اللہ کی رضا تھی۔ تولئہ رسول نے قربانی دے کر اپنے نانے دا دین بچایا۔

دھی صغراں نوں دیکھ کے زینب رووے تے کرلاوے
ہُکل وچ لکو کے دھی نوں صبر دا سبق پڑھاوے
آ میں تینوں سینے لگاواں تے میں ہاں زہرا جائی
دین نانے دا بچ گیا صغراں پاویں لٹ گئی کل کمائی

میری بہنو!

وہ منظر دیکھنے والا تھا۔ وہ قافلہ! جس میں علی اصغر نہ تھا۔ علی اکبر نہ تھا۔ قاسم نہ تھا۔ عباس نہ تھے۔ عون و محمد نہ تھے اور امامِ حسین علیہ السلام بھی نہ تھے۔ گلشنِ بتول کے پھول نظر نہ آتے تھے۔ اُس وقت صغریٰ کے دِل سے پوچھئے! کہ کیا حال

تھا۔اُس کا دِل کہہ رہا تھا۔

بابل دے وچھوڑے نیں میرا چین گوایا
جیندیاں ہی مینوں اوہنے مار مُکایا
بابل توں گیا نال تیرے گیاں بہاراں
جھلاں گی کیویں ہجر دیاں غم دیاں ماراں
جاندی واری ناں سانوں تُساں گل نال لایا
بابل دے وچھوڑے نیں میرا چین گوایا

پھر سارا قافلہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوا۔سب دست بستہ کھڑے ہوگئے۔سب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔حضرت بی بی زینب نے روضہ انور پر دونوں ہاتھ رکھے اور عرض کیا۔

نانا جان ہم سب سلام کو آئے ہیں
تیرے نواسے کا بھی سلام لائے ہیں
تیرے گلشن کی پتی پتی ہو گئی نانا
پھر بھی وعدے سبھی نبھائے ہیں

میری بہنو!

کربلا والوں نے صبر بھی کیا اور نماز بھی پڑھی۔قربانیاں دے کر اسلام کو زندہ و جاوید کر دیا۔آج جو قرآن کی شان ہے۔جو دین اسلام کا مقام ہے۔یہ اُن ہی کا مرہونِ منت ہے۔

معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے۔

شاہ اَست حُسینؓ بادشاہ اَست حسینؓ
دِین اَست حُسینؓ دِینِ پناہ اَست حُسینؓ
سَر دَاد نہ دَاد دَست دَر دَستِ یزید
حقا کہ بِنائے لَآ اِلٰہ اَست حُسینؓ

کرلیا نوش جس نے شہادت کا جام — اُس حسینؓ ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام
جس نے حق کربلا میں ادا کردیا — اپنے نانا کا وعدہ وفا کردیا
گھر کا گھر سب سپردِ خدا کردیا — اُس حسینؓ ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام
جس کے نانے کا کوئی بھی ثانی نہیں — جس کے ابا سا شیرِ ربانی نہیں
اس کی لتاں سی دُنیا میں آنی نہیں — اُس حسینؓ ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام
جس کی بیٹی مدینے میں روتی رہی — جس نے چھوڑا مدینہ حسینؓ وہی
جس کی منزل شہادتِ عظمیٰ بنی — اُس حسینؓ ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام
نیزے کی نوک پر ہے امام کا سر — بولی زینب اے بابا لٹا تیرا گھر
یا علی دیکھ لو یہ ہے تیرا پسر — اُس حسینؓ ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

○وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ○

تقریر نمبر﴿4﴾

حضرت ایوب علیہ السلام

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّم عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم o اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِااللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَاَیُّوْبَ اِذْنَا دٰی رَبَّہٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ o

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ﷺ

اور حضرت ایوب کا ذکر کہ جب اُس نے اپنے رب کو پکارا۔

کہ مجھ کو تکلیف پہنچی۔اور تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

سب تعریف اُس ذات بابرکات کے حضور جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔

جو ہمارا خالق و مالک ہے۔جس کا شکر ادا کرتے کرتے ساری زندگی بسر کر دیں

پھر بھی کافی نہیں۔جو شکر کا اَجر بھی دیتا ہے اور صبر کا اَجر بھی دیتا ہے۔

درود و سلام کا ہدیہ بارگاہ حبیب کردگار کل عالم کے مختار، نبیوں کے سردار حضرت محمد

مصطفےٰ ﷺ میں پیش کرتی ہوں کہ جن کے نام کی مٹھاس زبانوں سے کبھی نہیں جاتی۔

سب بہنیں مِل کر نعت شریف پڑھیں

رَبِّ سلِّم علیٰ رسول اللہ
مرحبا مرحبا حبیب اللہ

تُم پہ لاکھوں ہزاروں درودو سلام
اے میرے پیشوا رسول اللہ

بے قراری ہے ہم غلاموں کو
اپنی صورت دکھا رسول اللہ

تیری چوکھٹ پہ دم نکل جائے
ہم غریبوں کا یا رسول اللہ

صدقہ حسنین کا کرم کر کے
لو مدینے بُلا رسول اللہ

آویں مرقد میں جب نکیر میرے
وہاں لینا بچا رسول اللہ

پاس اپنے بُلا **نسیمہ** کو
دِل میں ہے پیار آپ کا رسول اللہ

قرآن کریم میں پہلے انبیاء کرام کے قصے بیان کیے گئے ہیں تا کہ ہم تلاوت کریں

اور عمل کریں جیسے اُن پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے آزمائش آئی۔ اور اُنھوں نے صبر کیا یقین سے، ایمان سے۔ اُن آزمائشوں کو پورا کیا اور کامیاب ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات کو بلند فرمایا۔

انہیں انبیاء کرام میں سے حضرت ایوب علیہ السلام بھی ہیں۔ جن کا صبر بہت مشہور ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی بیٹی کے خاندان سے تھے۔ آپ کو اللہ نے سات بیٹے اور سات بیٹیاں عطا فرمائیں۔ بے شمار جانور عطا فرمائے۔ رہنے کیلئے محل تھا۔ کھیتی باڑی کے لیے بہت زیادہ سرسبز و شاداب زمین تھی۔ اور سب سے بڑی دولت خداوند تعالیٰ کی عبادت تھی۔ کہ آپ ہر وقت خدا کے ذکر میں محو رہتے تھے۔ دن کو روزہ رکھتے۔ رات کو ساری ساری رات کھڑے ہو کر نفل ادا فرماتے۔ اور ہمیشہ خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔ ایک دن شیطان نے خداوند تعالیٰ کے حضور عرض کیا۔ کہ اے باری تعالیٰ، تیرا یہ بندہ حضرت ایوبؑ اس لیے تیری عبادت کرتا ہے۔ اور تیرا شکر ادا کرتا ہے کہ تو نے اسے بہت مال و دولت عطا فرمائی ہے۔ اولاد اور صحت جیسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اگر یہ تنگ دست ہوتا یا بیمار ہوتا تو کبھی یہ تیری عبادت نہ کرتا اور تیرا شکر ادا نہ کرتا۔

خداوند کریم نے ارشاد فرمایا۔ اے لعین ابلیس یہ بات نہیں ہے بلکہ میرے بندے مجھے یاد کرتے ہیں، چاہے دکھ ہو یا سکھ، بیماری ہو یا صحت امیری ہو یا غریبی دیس ہو یا پردیس، محفل ہو یا تنہا، دن ہو یا رات راحت ہو یا مصیبت۔ میرے بندے مجھے کبھی نہیں بھولتے۔

دُکھ سکھ اندر میرے بندے یاد مینوں ہن کردے
یاد میری وچہ جیندے ریندے نام میرے توں مردے

شیطان لعین نے کہا۔ میں تیرے اس بندے حضرت ایوب کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنی اجازت دے کہ میں اس کے مال و دولت جانور اور اولاد سے اس کی آزمائش کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا تجھے اجازت ہے۔ مگر مجھے یہ معلوم ہے کہ میرا بندہ ثابت قدم رہے گا۔ شیطان نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اُس نے ایک دن آگ بن کر حضرت ایوب علیہ السلام کے جانوروں کو جلا دیا۔ یہ دیکھ کر چرواہا روتا ہوا۔ دوڑتا ہوا آپ کے پاس آیا رو کر کہا حضرت غائب سے آگ آئی اور تمام جانوروں کو جلا کر راکھ کر گئی۔ یہ سُنا تو حضرت ایوب علیہ السلام سجدے میں گر گئے اور عرض کیا مولا تیرا شکر ہے۔ الحمد للہ ربّ العالمین۔

یہ دیکھ کر شیطان شرمندہ ہو گیا۔ پھر اُس نے ایک دن اُس مکان کو آگ لگا دی۔ جہاں اناج، روئی اور دوسری چیزیں پڑی ہوئی تھی۔ لوگ دوڑے ہوئے آئے۔ اور پکار پکار کر کہا۔ یا حضرت آپکے اناج، روئی اور دوسری قیمتی چیزوں کو آگ لگ گئی۔ آپ نے سنا تو مسکرا دیئے۔ پھر سجدے میں سر رکھ دیا۔ اور عرض کیا اے باری تعالیٰ تیرا شکر ہے کہ جب تُو دیتا ہے۔ تو بھی شکر کرتا ہوں۔ اور جب تُو لیتا ہے تو پھر بھی شکر ادا کرتا ہوں۔ یہ سُنا تو شیطان کی چیخیں نکل گئیں۔ اُس نے کہا اب اس کی اولاد کی آزمائش ہونی چاہیے۔

بچے ایک کمرے میں اُستاد سے پڑھ رہے تھے۔ اُستاد صاحب تھوڑی

دیر کو باہر کسی کام کیلئے تشریف لے گئے۔ شیطان نے اُس کمرے کی چھت گرادی حضرت ایوب علیہ السلام کے سات بیٹے اور سات بیٹیاں سب کے سب چھت کے نیچے دب گئے اور سارے کے سارے شہید ہو گئے۔ اُستاد صاحب آئے۔ جب یہ منظر دیکھا تو روتے ہوئے بھاگے اور حضرت ایوب علیہ السلام کو بتایا۔ آپ نے سنا تو سجدے میں سر رکھ دیا اور عرض کیا۔ اے میرے مالک تیرا شکر ہے، سب کے جنازے جب اُٹھائے گئے تو سارا شہر زارو قطار رو رہا تھا۔ عورتوں کی چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔ مگر حضرت ایوب علیہ السلام کے چہرے پر شگفتگی تھی۔ اور زبان پر یہی کلمہ جاری تھا۔ اے اللہ تیرا شکر ہے۔ اے اللہ تیرا شکر ہے۔ چند دنوں کے بعد اچانک آپ کے محل کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آگ کے شعلے بلند ہوئے تو سارا شہر جمع ہو گیا اور لوگ آگ بجھانے لگے۔ جب سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا تو لوگوں نے کہا حضور محل اور محل کی ہر چیز جل گئی۔ آپ خدا کے حضور دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امتحان سے نجات دے۔ آپ نے فرمایا یہ سب خدا کی طرف سے ہے تو پھر میرا گلہ یا شکایت ناشکری ہے۔ میں تو صرف یہ کہوں گا کہ

خالق مالک داتا میرا جو کر دا سب سوہنا
میں کیوں دِل تے غم لیاواں جو ہونا سو ہونا
مال بھی اُوہدا جان وی اُوہدی دخل میرا ناں کوئی
کیوں ناں اُسدا شکر گذاراں جس عنائیت ہوئی

چند دن بعد آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ نماز کی حالت میں آپ کے ہاتھ

پر ایک پھنسی نکلی اور پھر دوسرے دن وہ بہت بڑی ہوگئی۔اسی طرح پھر آہستہ آہستہ سارے جسم پر پھنسیاں نکل آئیں۔اُن میں پیپ پڑ گئی۔حکیموں نے اس مرض کو لاعلاج قرار دے دیا۔چند دنوں کے بعد زخم ہی زخم ہو گئے۔اندازہ کریں کہ ایسی حالت میں کوئی خدا کی عبادت کر سکتا ہے مگر حضرت ایوب علیہ السلام نے عبادت ترک نہ کی۔خدا کی یاد میں زبان اور دل محو رکھتے تھے۔ایسی حالت میں دعا کی اے میرے باری تعالیٰ میرا یہ سب جسم تیرا ہی تو ہے۔سارے جسم میں بیماری ڈال دے مگر میری زبان اور دل باقی رکھ۔تاکہ میں زبان سے تیرا ذکر کرتا رہوں اور میرے دل میں تیری یاد رہے۔اے اللہ تیرا شکر ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ہر حال میں اے اللہ تیرا شکر ہے

بیماری کی وجہ سے آپ کے بدن سے بدبو آتی تھی۔اردگرد کے لوگ رشتے دار تمام آپ سے دور ہوتے گئے۔کوئی بھی آپ کے قریب نہ جاتا۔کہ ناجانے یہ مرض ہمیں نہ لگ جائے۔آپکی چار بیویاں تھیں۔تین بیویاں آپ کو چھوڑ کر چلی گئیں۔مگر ایک بیوی جس کا نام بی بی رحمت تھا۔وہ آپ کی خدمت میں موجود تھی۔آپ نے فرمایا اے رحمت تو بھی چلی جا۔سب مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔یہ سن کر بی بی رحمت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور زار و قطار روتی ہوئی آئی اور آپ کے قدموں کو چھو لیا اور کہنے لگی۔

خوشیاں تھیں میں عمر گزاری نال تیرے سلطاناں
دیکھ مصیبت کیوں ٹر جاواں میریا مہرباناں

نال تیرے میں اوڑھ نبھاواں نفرت مول نہ کھاواں

اے ایوبؑ پیغمبر رب دے نال تیرے مرجاواں

کہ میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ میں بے وفا نہیں ہوں وفادار بیوی ہوں۔ جب آپ سلطان تھے۔ امیر تھے۔ صحت مند تھے۔ مال دار تھے۔ میں آپ کے ساتھ تھی۔ اب آپ بیمار ہو گئے۔ غریب ہو گئے۔ بیمار اور لاچار ہو گئے ہیں۔ میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ قیامت کے روز خدا کے دربار میں کیا جواب دوں گی؟ آپ نے خدا کا شکر ادا فرمایا۔

میری بہنو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ لائق ہوتا تو میں بیویوں سے کہتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ اتنی عظمت ہے اسلام میں خاوند کی۔

جو اچھی بیویاں ہوتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہیں۔ اس کا حکم مانتی ہیں۔ اس کا ساتھ دیتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ سنو وہ عورت جو پانچ وقت نماز پڑھتی ہے۔ اور اپنے خاوند کی تابعدار ہو۔ میں اُسے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند کو ناراض کرتی ہے یا حکم نہیں مانتی تو جنت کی حور پکار کر کہتی ہے۔ اے عورت یہ مرد ہمیشہ تیرے پاس نہیں رہے گا۔ اس کو تو ہمارے پاس جنت میں آنا ہے۔ اس لیے تو اس کی خدمت کر کے جنت حاصل کرو۔ اگر تو اسے ستائے گی یا اس کو ناراض

کرے گی تو جنت کی خوشبو تک نہ پائے گی۔

میری بہنو!

جب کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتحان ہوا۔ ہزاروں یزیدی آپ کو شہید کرنے کیلئے اکٹھے ہو چکے تھے۔آپ نے رات کے وقت عشاء کی نماز کے بعد اپنی بیوی حضرت شہر بانو سے کہا اے شہر بانو مجھ پر امتحان کی گھڑی آ گئی ہے۔ یہ لوگ میری جان کے دشمن ہیں۔ اس لیے تو اپنے بچوں کو لے کر اپنے بھائیوں کے پاس چلی جا۔ یہ سن کر حضرت شہر بانو کی چیخیں نکل گئیں ۔عرض کی یا امام حسینؓ ساری عمر آپ کے ساتھ گزر گئی۔ دُکھ سکھ میں آپ کے ساتھ رہی آج کربلا میں آپ پر بہت بڑا امتحان ہے۔اس حالت میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں تو کل قیامت کے روز حضرت بی بی فاطمہ زہرا کے دربار میں کونسا منہ لے کر جاؤں گی۔ اے میرے سرتاج میں آپکی باندی ہوں۔ آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑ کر جاؤں گی۔حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ سنو! جس کو دنیا میں تین چیزیں مل جائیں تو اس کے لیے دنیا میں بھی جنت ہے اور آخرت میں بھی جنت ہے۔ پوچھا یارسول اللہ ﷺ وہ کونسی چیزیں ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا۔

دل شاکر......

زبان ذاکر ......

اور مومنہ بیوی

میری بہنو

عورت کا مقام اسلام نے بہت بلند کیا ہے اگر بیٹی ہے تو اس کی پرورش پر جنت ملتی ہے۔ اگر بیوی ہے تو تابعداری پر جنت ملتی ہے۔ اگر ماں ہے تو اُس کے قدموں میں جنت ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا نے ساری زندگی حضرت علی کی خدمت کی اور کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ تا کہ دنیا کی عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ عورت جو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہے جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور شہیدوں کی ماں ہے وہ اپنے خاوند کی اتنی خدمت اور قدر کرتی ہے۔ اتنا اس کا حکم مانتی ہے کہ خاوند کو کبھی شکایت کا موقع نہیں ملتا۔ اے میرے رسول ﷺ کی اُمتی عورتو آپ بھی حضرت بی بی فاطمہ زہرہؓ کی طرح زندگی بسر کرو۔

چنگی عورت خاوند اپنے دی تابعداری کر دی
مندی عورت نال خاوند دے رہوے ہمیشہ لڑدی
چنگی عورت خاوند اَگے جی جی کر دی رہندی
مندی عورت خاوند اَگے کی کی کر دی رہندی
چنگی عورت پنج نمازاں شوقوں نت ادا وے
مندی عورت فلماں ویکھیں توڑ مہاراں جاوے
سچی گل ہے چنگی عورت نعمت ہے اک بھاری
مندی عورت دُنیا اندر بے شک قہر قہاری

پیاری بہنو!

بات یہ ہو رہی تھی کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی رحمت سے جانے کا کہا مگر اس باوفا اور نیک بیوی نے عرض کیا میری زندگی آپ کے قدموں پر نثار ہو جائے گی۔ گاؤں والوں نے مشورہ کیا کہ اگر یہ مریض یہاں رہا تو ہم بھی بیمار ہو سکتے ہیں۔ اسے اپنے گاؤں سے نکال دینا چاہیے۔ انھوں نے آ کر بی بی رحمت سے کہا اے بی بی اس کو کہیں دور لے جاؤ۔ کل صبح تم یہاں نظر نہ آؤ۔ ورنہ ہم کوئی اور حربہ استعمال کریں۔ یہ سن کر حضرت بی بی رحمت رونے لگی اور حضرت ایوب کے دو شاگرد تھے۔ جو خدمت کر رہے تھے۔ اُن سے کہا انھیں گاؤں سے باہر لے چلو۔ آپ کو چارپائی پر ڈال کر جنگل لے گئے۔ ایک درخت کے نیچے چارپائی رکھ دی۔ چند دنوں کے بعد وہ دو شاگرد بھی چلے گئے۔ اب حضرت بی بی رحمت اکیلی رہ گئی مگر ہمت نہ ہاری دن رات اللہ کے نبی کی خدمت کرتی رہی۔ صبح سویرے اُٹھ کر دوا پلاتیں۔ پھر کسی گاؤں کی طرف نکل جاتی۔ وہاں کام کرتی۔ مزدوری کر کے کچھ کھانے کو لاتی اور پھر ساری رات حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت میں لگی رہتی اسی طرح سات سال گزر گئے۔

میری بہنو

انسان ایسے مریض سے چند دن میں ہی اُکتا جاتا ہے مگر وہ وفا کی پتلی نہ گھبرائی اور نہ اکتائی۔ صرف اُسے خدا کو راضی کرنا تھا اور ثابت کرنا تھا کہ عورت عظیم ہوتی ہے۔ ایک دن بی بی رحمت مزدوری کرنے گاؤں گئی۔

تو شیطان نے لوگوں کو بتایا کہ یہ ایک مہلک بیماری والے مریض کی بیوی ہے۔ کہیں

ایسا نہ ہو کہ اس کے جراثیم تمہیں بھی لگ جائیں۔ اپنے ہاں مزدوری نہ کرنے دو۔
یہ سن کر گاؤں والوں نے حضرت بی بی رحمت کو گاؤں آنے سے منع کر دیا۔

آپ جس گاؤں میں جاتی۔ وہ گاؤں والے نکال دیتے۔ سات دن متواتر مزدوری نہ ملی۔ ان حالات میں بی بی رحمت لاچار ہوگئی۔ اور سوچا میں اپنے خاوند کے کھانے کیلئے کیا لے کر جاؤں۔ ہر روز پانی پر گزارا ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر آنسو بہاتی ہوئی آ رہی تھی کہ راستے میں شیطان انسانی شکل میں ملا۔ اس نے پوچھا اے بی بی کیوں رو رہی ہو۔ کیا مزدوری نہیں ملتی۔ بی بی رحمت نے کہا۔ مریض جھونپڑی میں پڑا بغیر دوا کے مر رہا ہے۔ اس بے چارگی میں میرا کوئی سہارا نہیں خدا کے سوا۔ شیطان نے کہا بی بی گھبرا نہیں! میں ابھی تجھے کھانا دیتا ہوں۔ وہ کھانا لیکر آیا اور یہ بھی کہا کہ میں ایک دوا بتاتا ہوں اگر تیرا خاوند دوا کھالے تو اسے صحت ہو جائے گی۔ حضرت بی بی رحمت نے فوراً پوچھا بھائی جلدی سے بتاؤ وہ دوا کیا ہے۔ شیطان نے کہا۔ بہن دو گھونٹ شراب کے ساتھ دو لقمے سور کے گوشت کے کھلا دے۔ تو پھر آرام آجائے گا۔ کھانا لے کر بی بی رحمت حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آئی۔ اور کھانا پیش کر دیا ابھی کھانا کھایا نہ تھا کہ بی بی نے کہنا شروع کیا یا حضرت ایک آدمی خدا ترس ملا اُس نے یہ کھانا دیا ہے اور ایک دوا بھی بتائی ہے حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا بتاؤ وہ دوا کیا ہے۔ حضرت بی بی رحمت نے کہا وہ کہتا تھا دو گھونٹ شراب کے ساتھ دو لقمے سور کا گوشت کھالے تو آرام آجائے گا۔
یہ بتایا تو حضرت ایوب علیہ السلام کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا اے رحمت وہ

شیطان تھا۔ کھانا بھی اُسی کا ہے میں اسے نہیں کھاؤں گا اور یہ بات تم نے کہی ہے اگر میں تندرست ہوتا تو تجھے سو کوڑے مارتا کہ تو نے حرام چیزوں کو میری دوا بتا دیا اب میں قسم کھاتا ہوں کہ جب میں تندرست ہوں گا تو تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ یہ سن کر بی بی رحمت رونے لگی اور عرض کیا حضور مجھے پتا نہیں تھا کہ وہ شیطان ہے ورنہ میں اس کے مکر میں نہ آتی۔

دوسرے روز صبح سویرے حضرت بی بی رحمت مزدوری کے لیے نکل گئی حضرت ایوب علیہ السلام اپنی جھونپڑی میں پڑے تھے۔ کہ ایک قافلہ قریب سے گزرا قافلہ والوں کو پیاس محسوس ہوئی تو وہ جھونپڑی دیکھ کر آئے۔ جب اندر دیکھا تو ایک مریض پڑا تھا۔ جس کے تمام بدن پر آبلے تھے۔ اور ان آبلوں میں پیپ پڑی ہوئی تھی۔ جسم میں زخم ہی زخم تھے۔ قافلے والوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی حضرت ایوب علیہ السلام ہوں یہ سنا تو وہ مذاق کرنے لگے اور ہنسنے لگے اور بولے تو اللہ کا نبی ہے۔ اگر تو اللہ کا نبی ہے تو پھر تیرا یہ حال نہ ہوتا۔ بولے تو نے کوئی ایسا بڑا گناہ کیا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ گیا ہے توبہ کرتا کہ اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمادے۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور حضرت ایوب چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ سجدے میں سر رکھ دیا اور عرض کیا اے باری تعالیٰ اب تو لوگ تیرے نبی کا مذاق اُڑانے لگے ہیں۔ اے میرے مالک دخالق میں تیرا عاجز بندہ ہوں۔ مجھ پر کرم فرما۔

قافلے والوں نے جو کہا شاید سچ ہے۔ اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما

میری توبہ کو قبول فرمالے میرے خدا شاید میری عبادت میں کمی رہ گئی ہے یا تیرا شکر پوری طرح ادا نہ کر سکا سجدے میں یہی دعا فرما رہے تھے کہ خداوند کریم نے فرمایا اے جبرئیلؑ فوراً جاؤ۔ میرے بندے ایوب کی مدد کرو۔ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور کہا اے خدا کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام خداوند کریم آپ کو سلام کہتا ہے۔ آپکا امتحان ختم ہوگیا۔ اب خداوند کریم آپ سے راضی ہے آپ زمین پر اپنی ایڑی ماریئے۔ جب ایڑی ماری تو گرم پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ پھر جرائیل علیہ السلام نے فرمایا آپ اس پانی میں غسل فرمائیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے گرم پانی کے چشمے میں غسل فرمایا تو آپ کا سارا بدن چاندنی کی طرح چمکنے لگا۔

حضرت ایوب علیہ السلام بالکل تندرست ہوگئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا آپ دوسری ایڑی زمین پر ماریئے۔ جب دوسری ایڑی ماری تو ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ آپ نے خوب پیٹ بھر کے پیا جس سے اندرونی بیماری بھی جاتی رہی حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے ایک چادر لیکر آئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے چادر پہن لی۔ اور ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو کہا کہ دیکھوں بی بی رحمت کہاں ہے۔ جب وہ کہیں نظر نہ آئی تو آپ گاؤں کی طرف چل پڑے۔ راستے میں ندی تھی اُسکے پل پر کھڑے ہوکر دیکھنے لگے اُدھر حضرت بی بی رحمت مزدوری کر کے واپس جھونپڑی میں آئی تو دیکھا وہاں حضرت ایوب علیہ السلام نہ تھے یہ دیکھ کر وہ بہت پریشان ہوئی اور کہنے لگی۔

جے پتا ہندا ایداں ہونی میں چھڈ کے کدی نہ جاندی
شوہر دے بن بن اکیلی ناں ایویں کرلاندی

بی بی رحمت نے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا مگر کہیں نہ پایا اب سوچنے لگی۔ کہ شاید کوئی بھیڑیا...... یا شیر میرے شوہر کو اُٹھا کے لے گیا ہے۔ نجانے کوئی جانور انہیں لقمہ بنا کر چلتا بنا۔ یہ سوچ کر اچانک ندی کے پل پر کھڑا ایک شخص نظر آیا فوراً دوڑی اور اس کے قریب جا کر کہا آپ کون ہیں۔ اور یہاں کس لیے کھڑے ہیں اور وہ اصل میں حضرت ایوب علیہ السلام تھے۔ انہوں نے منہ دوسری جانب ہی رکھا اور کہا بی بی کیا بات ہے۔ تو گھبرائی ہوئی ہے۔ یہ سنا تو بی بی رحمت نے رو کر عرض کیا میرا خاوند اس جھونپڑی میں تھا۔ میں مزدوری کرنے چلی گئی۔ جب واپس آئی تو وہ وہاں موجود نہ تھا۔ اس لیے میں بہت پریشان ہوں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا وہ تمہارا خاوند کس حالت میں تھا۔ بی بی رحمت نے کہا وہ بہت زیادہ بیمار تھا۔ وہ چلنے پھرنے سے بھی عاری تھا۔ اس کے جسم پر آبلے ہی آبلے تھے۔ پوچھا اے بی بی کتنے برس سے بیمار تھا۔ رحمت بی بی نے کہا کہ سات برس سے بیمار تھا۔ اور میں نے اس کی خدمت کی تھی۔ رب جانے کہاں چلا گیا حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا اے بی بی یہ تو اچھا ہوا تیری جان چھوٹ گئی ایسے مریض کی دیکھ بھال بہت مشکل ہوتی ہے۔ اب تو آزاد ہوگئی وہ مصیبت دور ہوگئی ہے۔

یہ سنا تو بی بی رحمت رونے لگی اور کہا۔ اگر مجھے میرا خاوند نہ ملا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گی۔ میری زندگی اس کے دم سے ہے۔ میں خداوند کریم سے اس وقت تک رو رو کے دعا کرتی رہوں گی۔ جب تک وہ مل نہیں جاتے۔ وہ کہہ کر آہستہ آہستہ روتی ہوئی اپنی جھونپڑی کی طرف چل پڑی تو حضرت ایوب علیہ السلام نے

مسکراتے ہوئے آواز دی۔ اے رحمت پیچھے مڑ کر دیکھ۔ جب دیکھا تو حضرت ایوب علیہ السلام تندرستی کی حالت میں کھڑے مسکرا رہے تھے۔

بی بی رحمت کی آنکھیں خوشی کے آنسوؤں سے چمکنے لگی۔ اور خدا کے حضور سجدہ شکر ادا کیا۔

خداوند کریم نے فرمایا اے ایوب علیہ السلام تجھے میں نے آزما لیا اور تو کامیاب ہوا میں تجھ سے راضی ہوں خداوند کریم نے ٹڈیاں بھیجیں جنہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام پر سونے اور چاندی کے پھولوں کی بارش کر دی۔ آپ نے وہ پھول چن لیے۔

پھر خداوند کریم نے فرمایا اے ایوب قبرستان جاؤ اور وہاں اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو آواز دو۔ تو میرے حکم سے وہ زندہ ہو کر آپ کے گلے سے لگ جائیں گے۔ حضرت ایوب اور بی بی رحمت دونوں قبرستان گئے۔ تو ایک ایک کا نام لیکر آواز دی تو بیٹے اور ساری بیٹیاں زندہ ہو گیں۔ حضرت بی بی رحمت نے سب کو سینے سے لگا لیا اور خوب پیار کیا۔ اللہ تعالیٰ پھر اسی طرح آپ کو جانور عطا فرمائے۔ محل بنوا لیا اور شہر میں آپ رہنے لگے۔ لوگوں نے جب آپ کا حال دیکھا تو زیارت کیلئے چلے آئے۔ آپ نے سخاوت کا دروازہ کھول دیا۔

لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ فرمائی اور اپنی نبوت کا سبق دیا۔

میری بہنو!

جب انسان صبر کرتا ہے تو اس کا صلہ ضرور پاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک

میں ہے۔کہ

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ   اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے

ہمیں بھی چاہیے کہ کوئی مصیبت بیماری یا تکلیف کا زمانہ آجائے تو اللہ تعالیٰ سے شکایت کی بجائے صبر کریں۔تو اللہ تعالیٰ ضرور اس صبر کا پھل عنائیت فرمائے گا۔خداوند کریم کی عنایت اسکی رحمت کی بارش ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں صبر کرنے کی اور شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جیناں خدا دے آکھے لگ کے اپنی عمر گذاری
اِتھے اُتھے خوشیاں مانن نالے فضل غفاری

○وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

تقریر نمبر﴿5﴾

اَحسنُ القصص حضرت یوسف علیہ السلام

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ o اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِہٖٓ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ﷺ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ماں کے پیٹ سے لے کر بڑھاپے تک پالنے والا ہے۔ انسانوں اور حیوانوں کو پالنے والا ہے۔ چرندوں اور پرندوں کو پالنے والا ہے۔ اُس کے قبضے میں پوری کائنات کا نظام ہے۔ جب چاہے گا درہم برہم کردے۔ اُس کی بادشاہی ہے۔ سدا اُسی کا حکم ہے۔ زبانیں اُس کا ذکر کر کے حراوت حاصل کرتی ہیں۔ اور روحیں سکون پاتی ہیں۔

درود وسلام کا ہدیہ بارگاہِ رسالت مآب حضور حضرت محمد ﷺ میں پیش کرتی ہوں۔ کہ ہمیں جن کی اُمتی ہونے پر ناز ہے۔ جن کے سر پر لَوْلَاکَ لَمَا

تاج ہے۔جس کا دو جہاں پر راج ہے۔جو صاحب معراج ہے۔جس کے ہاتھ میں ہماری لاج ہے۔جو شافعِ محشر ہے۔مالکِ کوثر ہے۔رحمتِ دو جہاں ہے اور جانِ کائنات ہے۔

آؤ مل کر درود سلام عقیدت اور احترام کے ساتھ پیش کریں۔

الصَّلوٰةُ وَالسَّلَام عَلَيْكَ يَا رَسول الله
وَعَلىٰ آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ الله

میری بہنو!

حضور ﷺ سے یہودیوں نے سوال کیا کہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان میں رہتے تھے۔وہ مصر میں کیسے آئے؟

اس کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ یوسف نازل کر کے ارشاد فرمایا ہے۔ اس قصے کو احسن القصص کہا گیا۔فرمایا یوسف اور اُس کے بھائیوں کے قصے میں سوال کرنے والوں کے لیے نشانی ہے۔

قرآن پاک فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ

میری بہنو!

حضرت ابراہیم کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔اُن کے دو بیٹے ہوئے۔حضرت عیص اور حضرت یعقوب علیہ السلام۔یہ دونوں جڑواں بھائی تھے

حضرت اسحاق نے یعقوب علیہ السلام کے لیے دُعا کی کہ تیری اولاد میں نبوت رہے۔اور عیص کے لیے دُعا کی کہ تیری اولاد میں بادشاہت رہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس رہنے لگے۔ماموں نے اپنی بیٹی سے نکاح کر دیا۔اُس کے دو بیٹے ہوئے۔وہ فوت ہو گیں۔پھر دوسری بیٹی سے نکاح کر دیا اُس میں سے بھی دو بیٹے ہوئے وہ بھی فوت ہو گئیں پھر ماموں نے تیسری بیٹی سے نکاح کر دیا۔اُس سے بھی دو بیٹے ہوئے۔اس کے فوت ہونے پر ماموں نے اپنی چوتھی بیٹی آپ کے نکاح میں دے دی۔اس طرح پھر ایک لونڈی سے نکاح کیا۔پھر حضرت راحیل جو حضرت یوسفؑ اور حضرت بنیامینؑ کی والدہ تھیں۔آپ نے اس سے نکاح کیا۔ابھی بنیامین پیدا ہی ہوئے کہ ماں کا سایہ سَر سے اُٹھ گیا۔پھر آپ نے ایک اور لونڈی سے نکاح کیا۔اس طرح آپ کے بارہ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔

چونکہ حضرت یوسف میں نبوت کا نور تھا۔اس لیے آپ زیادہ اُن سے محبت کرتے تھے۔بنیامین سب سے چھوٹے تھے اس لیے اُن سے زیادہ لگاؤ تھا باقی بڑے بیٹے آپس میں جلتے رہتے تھے۔کہ باپ ہم سے زیادہ پیار نہیں کرتا۔یوسف اور اُس کے بھائی بنیامین سے زیادہ پیار کرتا ہے۔یہی وجہ تھی کہ وہ دِل میں خار رکھتے تھے۔ایک رات حضرت یوسف کو خواب آیا کہ گیارہ ستارے ایک سورج اور چاند حضرت یوسف کو سجدہ کرتے ہیں۔

قرآن کہتا ہے کہ حضرت یوسف نے کہا!

یٰاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا
وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ

اے بابا میں سورج ڈٹھا تے چن ستارے یاراں
اے سب مینوں سجدہ کردے کر کر عجز ہزاراں

جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ کا خواب سُنا تو فرمایا اے بیٹے یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سُنانا۔ کیونکہ اگر انھوں نے سُن لیا تو وہ حسد کریں گے اور تیرا بُرا چاہیں گے۔

میری بہنو!

یہ سب باتیں وہ لونڈی سُن رہی تھی اس نے جا کر سب کو خواب والی بات بتائی۔ خواب سُن کر تمام بھائیوں کے دِل میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوسف نے اس خواب کی تعبیر پوچھی
تو انھوں نے فرمایا

اے سُفنہ تعبیر اچھری قدر ملے رحمانوں
خالہ چند، ستارے بھائی، سورج باپ پچھانوں
فرزندا توں سرور ہوسیں۔ اندر دو ہاں جہاناں
ماں پیو تے بھراواں تیریاں ہون وڈیاں شاناں

اے بیٹے یوسف تو نبی ہوگا اور تیری بادشاہی ہوگی۔ ایک وقت آئے گا کہ تیری ماں اور میں تیرے سارے بھائی تجھے تعظیم کا سجدہ کریں گے۔ تیری قدر

اور عزت سب سے بلند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تیرا رُتبہ اور مرتبہ اعلیٰ کرے گا۔

سچ کیہا یعقوب پیغمبر...... خواب نہ دَسیں بھائیاں
جد اے خواب دَسی سی یوسف...... تاں پیش مصیبتاں آئیاں

اب بھائیوں کو حسد کی آگ سونے نہ دیتی تھی۔ مِل کر مشورہ کیا کہ اب کیا کریں۔ سب نے مشورہ دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بہانے سے لے جا کر قتل کر دیں اور بہانہ بنائیں کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ یہ مشورہ کر کے سب بھائی مِل کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا۔ ابا جان آپ یوسف کو اپنے سے جُدا نہیں کرتے۔ کبھی ہمارے ساتھ شکار کے لیے بھیج دیں۔ اس کا دِل خوش ہو جائے گا۔ ہمارا بھائی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ بھی شکار دیکھے۔ شکار کرنا سیکھے۔ ابا جان اسے کل ہمارے ساتھ شکار کے لیے جنگل میں بھیج دیں۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔

میری بہنو!

حضرت یعقوب علیہ السلام نے سُنا تو رونے لگے۔ فرمایا......

سیر کیسی دوستو کیسا شکار...... فُرقتِ یوسف کی یاں کس کو سہار
تُم تو صحرا میں کرو سیر و شکار...... باپ بس روتا رہے زار و قطار
ایک دَم مجھ سے نہ یہ ہوگا جُدا...... جاؤ اپنی راہ لو بہرِ خُدا

اے میرے بیٹو

خبردار پھر ایسی بات نہ کرنا۔ میں یوسف کو کبھی بھی اپنے سے جُدا نہ کروں گا اس کے بغیر تو میں مَر جاؤں گا۔ جاؤ جاؤ۔ یہ شکار کے لیے جنگل میں نہیں جائے گا۔ جب باپ سے نا اُمید ہو گئے تو مشورہ کیا کہ جا کر یوسف کو شوق دلائیں۔ سب مِل کر حضرت یوسف کے پاس آئے اور پیار کرنے لگے۔ بولے بھائی گھر میں بیٹھے بیٹھے دِل اُکتا جاتا ہو گا۔ کبھی ہمارے ہمراہ جنگل میں چلو۔ وہاں پر شکار کھیلیں گے۔ کھُلی فضا میں دِل بہل جائے گا۔ ایک بولا بھائی یوسف ہم تمہیں پھل کھلائیں گے۔ تماشہ دکھائیں گے۔ کرتب دکھائیں گے۔ جاؤ۔ ابا جان سے اجازت لے لو کل ہمارے ساتھ چلو۔ یہ سُنا تو حضرت یوسف خوش ہوئے اور مان گئے۔ دَوڑے دوڑے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس گئے۔ اور بولے ابا جان۔ آپ میری بات مان لیں۔ اس کی اجازت دے دیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے غور سے بیٹے کو دیکھا۔ فرمایا پیارے یوسف۔ کہو باپ قربان ہو جائے۔ تیری بات ضرور پوری کروں گا۔ حضرت یوسف نے کہا ابا جان میں کل بھائیوں کے ساتھ جنگل شکار کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ اس لیے اجازت دے دیں۔ یہ سُنا تو حضرت یعقوب علیہ السلام زار و قطار رونے لگے۔

ہَس ہَس حضرت یوسف آکھے میں جاناں، میں جاناں
رو رو باپ سیانا آکھے مَیں جاناں، مَیں جاناں
مُدھ ناں معالم سختی جنگل توں نازاں وچ پلیوں
مینوں چھڈ اکلا یوسف ہُن کیتھے ٹُر چلیوں

پھر بھی حضرت یوسف نے کہا۔ ابا جان گھبرائیں نہیں۔ میں بھائیوں کے ساتھ جا رہا ہوں کوئی غیروں کے ساتھ تو نہیں جا رہا ہوں۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ بھائی بھی آ گئے۔ سب نے سفارش کی تو حضرت یعقوب علیہ السلام مان گئے۔ مگر کہنے لگے۔

بیٹو! یوسف کو لے جاؤ مگر اس کی حفاظت کرنا۔

باپ کہے جی ڈردا میرا جے تسیں نال لے جاؤ
گرگ پوے، کوئی کھاوے اس نوں تسیں نہ خبراں پاؤ

مگر بھائیوں نے کہا ہم دس جوان ہیں۔ شیر کو پکڑ کر تو اُس کے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ ہم یوسف کی حفاظت نہ کر سکیں گے۔ ضرور کریں گے۔

میری بہنو!

صبح ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کی زُلفوں میں کنگھی کی۔ آنکھوں میں کاجل لگایا۔ پوشاک پہنائی۔ اور سینے سے لگا کر فرمایا جاؤ یوسف خیر سے اور آنا خیر سے۔

توں چلیوں تے میرے پلیوں کر چلی نقد تسلّی
جے مالک نے بخت کھلی میں راضی ہو ملّی

پھر کہا اے میرے بیٹو!

یہ کھانا ہے۔ میرے یوسف کو بھوک لگے گی۔ کھانا اس کو کھلا دینا۔ یہ

شربت ہے۔ میرے یوسف کو پیاس لگے گی۔ پلا دینا۔ اس کو رنجیدہ نہ کرنا۔ اسے پیدل نہ لے جانا۔ کندھوں پر سوار کر لینا۔

اب بھائیوں نے سارا سامان لے لیا۔ اور یوسف کو شمعون نے کندھوں پر سوار کر لیا اور چل پڑے۔

حضرت یوسف کی بہن زینب سوئی ہوئی تھی۔ اس کو خواب آیا کہ حضرت یوسف کو بھیڑیا کھا گیا وہ ڈر گئی۔ اُٹھی۔ دوڑی دوڑی حضرت یعقوب کے پاس آئی۔

روندی اُٹھی یوسف کتھے۔ سُیاں کھڑیا بھائیاں
دوڑی آئی باپ ڈٹھا سو کھڑا اڈیکاں لائیاں

اے ابا جان میرے بھائی یوسف کہاں ہیں۔ حضرت یعقوب رو پڑے بیٹی وہ بھائیوں کے ساتھ جنگل میں گیا ہے۔ شکار دیکھے گا۔ مگر بیٹی تو کیوں روتی ہے بولی ابا جان۔ اسے واپس لے آؤ۔

ورنہ ساری عمر کے لیے ہم سے جدا ہو جائے گا۔

ایہہ گل کہہ نسی سی فوراً مِل بھائیاں جا روئی
یوسف ڈٹھا ٹریا جاندا تے دامن پکڑ کھلوئی
تیرے باجھوں میں مَر جاواں تے کی باپ کرے گا
بنیامین تیرے وِچ درداں میرے وانگ مرے گا

اور کہنے لگی!

نہ جا یوسف مُڑ چل گھر نوں اساں قرار سدھائے
جے چلیوں تے ساڑھے اُتے وقت غماں دے آئے

اے بھائی۔ واپس گھر کو چل۔ میں تجھے ان کے ساتھ نہیں جانے دُوں گی۔ مگر حضرت یوسف نے کہا میں گھر نہ جاؤں گا۔ بہن غم نہ کھا۔ شام کو گھر واپس آجائیں گے۔ بولی میرا خواب سُن لے۔ تجھے جنگل میں بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت یوسف مسکرائے۔ بہن میرے دس بھائی جوان اور طاقتور ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے کوئی بھیڑیا مجھے کیسے کھا سکتا ہے۔ اے بہن تو گھر جا۔ یہ کہا اور چل پڑے۔ بہن بے ہوش ہوگئی۔ بھائی بھائی کرتی ہوئی گرگئی۔

میری بہنو!

جب بھائی حضرت یوسف کو جنگل میں لے آئے تو جس بھائی نے کندھوں پر اُٹھایا ہوا تھا۔ زور سے زمین پر گرا دیا۔ حضرت یوسف کے چوٹ لگ گئی۔ بولے بھائی تو نے زمین پر گرا دیا۔ کہا آج ہمارے ساتھ تمہاری موت تجھے لے کر آئی ہے۔

سَر سے اونچا کرکے پھینکا گود سے
جو ابھی بھائی تھے قاتل بن گئے
ایک نے مارے طمانچے زور سے
پھول سے رخسار ہیں کملا گئے
دوسرے نے بال نوچے آپ کے
تھے جو کنگی سے سنوارے باپ کے

سب نے مارا۔ کوئی طمانچے مارتا ہے۔ کوئی ٹھوکریں مارتا۔ کوئی گالیاں دیتا۔ حضرت یوسف ایک بھائی سے کہتے مجھے بچا۔ وہ مارتا۔ دوسرے سے کہتا۔ مجھے بچا۔ وہ ٹھوکر مارتا۔ حضرت یوسف بے حال ہو گئے۔ سب نے مشورہ کیا۔ کہ اسے قتل کر دیں۔ مگر بڑے بھائی کو ترس آ گیا۔

بولا نہ اس کو قتل نہ کرو مگر اس کو گہرے کنویں میں ڈال دو۔

تمام بھائی ایک کنویں پر گئے جو ستر ﴿70﴾ گز گہرا تھا۔ اور اوپر سے تنگ تھا۔ نیچے سے چوڑا تھا۔ حضرت یوسف سہمے ہوئے کھڑے تھے۔ باپ اور بہن کی باتیں یاد کر رہے تھے۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔

آخری جب ظلم واں ہونے لگا
ساتھ یوسف کے فلک رونے لگا
جانور صحرا کے سب تھرّا اُٹھے
آسمانوں کے فرشتے رو دیئے

اب رسّی گلے میں ڈالی اور حضرت یوسف کو کنویں میں لٹکا دیا۔

شمعون نے رسی کاٹی۔ یونہی رسّی کاٹی۔ اللہ تعالیٰ نے جبریئلؑ کو حکم دیا کہ میرا یوسف پانی میں گرنے نہ پائے۔ جنت سے تخت لے جا۔ اور میرے یوسف کو اس پر بٹھا۔ حضرت جبریئلؑ جنت سے تخت اور لباس لائے۔ اور حضرت یوسفؑ کو تخت پر بٹھا دیا۔ جنتی لباس پہنا دیا۔ آپؑ کی وجہ سے تمام کنواں روشن ہو گیا۔ کنویں کے تمام جانور کنویں سے دُور چلے گئے۔ اب بھائیوں نے مشورہ کیا۔ کہ شام ہو گئی

ہے۔گھر جا کر ابا جان سے کیا کہیں گے۔

مشورے کے بعد ایک بکری ذبح کی اور حضرت یوسفؑ کے کپڑے کو خون لگا دیا اور رات کو گھر واپس آگئے۔شام سے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت زینب دروازے میں کھڑے انتظار کر رہے تھے۔جب بیٹوں کو دیکھا تو فرمایا بیٹی میرا یوسف آ گیا۔تمام بیٹے جب قریب آئے تو رونے پیٹنے لگے۔حضرت یعقوب بھی رونے لگے۔فرمایا بیٹو! میرا یوسف کہاں ہے۔

تمام نے کہا

اوہ کہندے اسیں ددوڑن لگے پیش وَدن نوں سارے
یوسف پاس اسباب بٹھایا کھا لیا بگھیاڑے

اے ابا جی۔بھائی یوسف سامان کے پاس تھا۔ہم شکار کو چلے گئے۔بعد میں ایک بھیڑیا آیا۔حضرت یوسف کو کھا گیا۔

یہ سُنا تو حضرت یعقوب علیہ السلام بے ہوش ہوگئے۔جب ہوش آیا تو فرمایا کوئی نشانی تو بتاؤ۔

کُرتا خون والا پیش کیا۔کہ یہ کُرتا ہے

کُرتے کو پکڑ کر چومنے لگے اور دیکھنے لگے۔بڑی سوچ کے بعد فرمایا

ناں کُرتا اے خاک آلودہ ☆☆☆ناں پھٹیا وچہ دنداں
کیڈک گرگ پیارا ہوسی☆☆☆ نبی کے فرزنداں

میرے یوسف کو اگر بھیڑیے نے کھانا تھا تو پہلے نیچے دبانا تھا۔ اور کُرتے پر دانت لگانے تھے۔ مگر یہ کیسا بھیڑیا ہے کہ اُس نے کُرتا اُتار کر کھایا۔

اے بیٹو! یہ تمہارا چکر ہے۔ میں صبر کروں گا۔

اِدھر یوسف کنویں میں تھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے۔ دوسرے روز وہاں پھر بھائی آئے اور حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر گئے کہ کنوئیں میں ہے کہ نہیں۔

تیسرے روز ایک قافلہ مصر سے آیا اور کنویں کے قریب خیمے لگائے۔ ان لوگوں کو پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو قافلے کے سردار مالک ابنِ زغر نے اپنے دو غلام بھیجے کہ جاؤ کہیں سے پانی تلاش کر کے لاؤ۔ وہ پانی تلاش کرتے کرتے وہاں اُسی کنویں کے پاس پہنچ گئے۔ دیکھا کہ اندر روشنی ہو رہی ہے۔ گھبرا گئے دوسرا بولا ڈول ڈالو شاید پانی مِل جائے۔ جب ڈول ڈال دیا تو حضرت جبرئیلؑ نے حضرت یوسفؑ سے کہا کہ اس میں بیٹھ جایئے۔ یہ خدا کی طرف سے ہی ہے۔ اب آپ اس میں بیٹھ گئے غلام نے رسی کھینچی تو ڈول بھارا تھا وہ سمجھے کہ پانی ہے جب نکالا تو وہ ایک حسین وجمیل لڑکا تھا۔ حیران ہو گئے۔ حضرت یوسفؑ کو لے کر اپنے مالک کے پاس آئے۔ مالک نے دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ بولا کہ مجھے میرے خواب کی تعبیر مِل گئی ہے اسے چھپا لو اور صبح ہی صبح چل نکلو۔ صبح سویرے پھر بھائی کنوئیں کے پاس آئے اور دیکھا کہ حضرت یوسفؑ کنویں میں موجود نہیں ہے۔ انہیں غصہ آیا اور قافلے والوں سے مخاطب ہوئے اے قافلے والو۔ اس کنویں میں ہمارا بھاگا

ہوا غلام تھا تم نے نکالا ہے تو بتاؤ ہم اُسے فروخت کریں گے۔ تُم نے اگر نہ خرید ا اور نہ ہی واپس کیا تو تمہاری گردنیں اُڑا دیں گے۔ مالک نے کہا چلو تمہارے غلام سے پوچھ لیتے ہیں اگر تو وہ تمہارا غلام ہوا تو خرید لیں گے۔ اور پوچھا اے لڑکے کیا تُو ان کا غلام ہے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔

میں بندہ ہاں مالک سُن لے تے والی اللہ میرا
یوسفؑ کہندا میں ہاں بندہ کنب گیا سُن ڈیرا

بیس کھوٹے درہم سے فروخت کر دیا۔ حضرت یوسفؑ نے مالک کے کان میں کہا یہ مکر جاتے ہیں کاغذ پر بیع نامہ لکھ کر اپنے پاس رکھ لو۔ مالک نے ایسا ہی کیا۔ شمعون نے مہر لگا کر کہا۔ مالک اسے باندھ کر رکھنا یہ غلام بھاگ جاتا ہے۔ یہ کہا اور چل پڑے۔ مالک نے حضرت یوسفؑ سے کہا مجھے آخری بات اُن سے کر لینے دیں۔ دوڑے اور جا کر یہودا کا دامن پکڑ لیا اور کہا

عرض میری مل جاؤ مینوں بھائی جاندی واری
قہروں چھٹا سر آئی آفت بھاری
باپ میرا پیغمبر رب دا اس دی خدمت کریو
تُساں جو کیتا بخش دیتا میں ہوروں ظلموں ڈریو

مگر بھائیوں نے سختی سے دامن چھڑایا۔ حضرت یوسفؑ گر گئے وہ بھائی بھائی پکار رہے تھے مگر بھائیوں نے پیچھے مُڑ کر بھی نہ دیکھا۔

اب حضرت یوسفؑ قافلے میں آئے تو مالک نے آپ کو بیڑیاں پہنا دیں قافلہ مصر کی جانب روانہ ہوا۔ چلتے چلتے قافلہ مصر کی طرف مُڑا۔ سامنے راستے میں کنعان کا قبرستان تھا۔ حضرت یوسفؑ کو اپنی ماں یاد آگئی۔ جب ماں کی قبر کے نزدیک آئے تو ڈاچی سے چھلانگ لگا دی۔ اور ماں کی قبر پر کھڑے ہو کر رونے لگے

اے مادر فرزند میں تیرا جو نازاں وچ پلیا
پردیساں دے پندھ دراڈے ظلموں بدھا چلیا
تُربت پاک تری دی دیدن میٹھی پئی پریرے
کی جاناں مُن ہوسن میرے کس دھرتی وچ ڈیرے

اے ماں۔ میرے بھائیوں نے مجھے غلام بنا دیا۔ اب نہ جانے تیری قبر پر آنا ہو یا نہ ہو۔ لماں میں دُکھی فریاد کرتا ہوں۔ میرے لیے دُعا کرنا میرا باپ میرے بغیر کس طرح دِن رات گزارتا ہوگا۔ ہائے لماں میں پردیسی ہو گیا۔ آخری سلام قبول فرماؤ۔

اب مالک نے پیچھے دیکھا تو حضرت یوسفؑ نہ تھے۔ قبرستان کی جانب دیکھا تو آپ قبر مادر پر کھڑے رو رہے تھے۔ مالک نے آکر طمانچے مارنے شروع کر دیئے۔ کہ تیرے مالکوں نے سچ کہا تھا کہ یہ غلام بھاگ جایا کرتا ہے۔ ڈاچی پر دوبارہ بٹھایا تو ایک زبردست آندھی آئی۔ سب سامان اُڑ گیا۔ تمام لوگ بکھر گئے اندھیر اچھا گیا۔ اب مالک کو افسوس ہوا کہ میں نے حضرت یوسفؑ کو کیوں پابہ زنجیر کیا آکر بولا۔ اے یوسفؑ ہمیں معاف کر دے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ ہم

بدلہ نہیں لیا کرتے۔ بلکہ معاف کر دیتے ہیں۔ جب معاف کیا تو آندھی رُک گئی۔

میری بہنو!

قافلہ دن رات کا سفر طے کرتا ہوا مصر میں داخل ہوا۔ مالک اپنے محل میں آ گیا۔ حضرت یوسفؑ کے حُسن پر نظر نہ جمتی تھی۔ اب اُس نے آپ کو غُسل کروایا۔ اچھے کپڑے پہنائے۔ تخت پر بٹھایا۔ جب دوبارہ جلوہ دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اب دوسرے روز اُس نے اعلان کر دیا کہ ایک خوبصورت غلام ہے جس کو دیکھنے کا ٹکٹ ایک اشرفی ہے ۔ جو ایک بار دیکھے گا وہ بار بار دیکھے گا۔

یہ اعلان اہلِ مصر نے سُنا تو لوگ دیکھنے کے لیے چلے آئے۔ ایک دن میں چھ لاکھ اشرفی حاصل ہوئی۔ جو ایک بار دیکھتا دوبارہ دیکھنے کی حسرت رکھتا تھا۔ قطاریں لگی ہوئیں تھی۔

میری بہنو!

یہ خبر عزیزِ مصر کی بیوی زلیخا کو بھی مل گئی۔ زلیخا بادشاہ کی حسین بیٹی تھی۔ اُس نے خواب میں حضرت یوسفؑ کو دیکھا اور کئی بار دیکھا۔ ایک بار خواب میں پوچھا کہ

تجھ کو اُس پیارے مصوّر کی قسم .... جس نے یہ تصویر کھینچی محترم
کس جگہ رہتا ہے تو اے نازنیں .... کچھ تو دے اپنا پتہ اے دلنشیں

حضرت یوسفؑ نے جواب دیا

ہوں عزیزِ مصر میں اے نیک خُو...... ☆ ......کر وہاں ملنے کی مجھ سے جستجو

اے زلیخا میں عزیزِ مصر ہوں۔ زلیخا صبح بیدار ہوئی تو اپنے باپ سے کہا میں عزیز مصر سے شادی کروں گی۔ اب بادشاہ نے عزیز کو خط لکھا تو وہ مان گیا جب شادی ہوگئی تو زلیخا عزیز مصر کے محل میں آئی۔ جب عزیز مصر کی صورت دیکھی تو وہ حبشی تھا۔ کالے رنگ کا تھا۔ بدصورت تھا۔ یہ دیکھ کر بے ہوش ہوگئی۔ مگر اب کیا شکوہ اور شکایت کرتی۔ کیونکہ خود ہی شادی کی حامی بھری تھی

میری بہنو!

یہ اعلان زلیخا نے بھی سُنا۔ اُس نے عزیزِ مصر سے کہا۔ چلو ہم بھی اُسے دیکھنے چلتے ہیں۔ دونوں تیار ہو کر گئے۔ جب زلیخا کی نظر یوسفؑ پر پڑی تو بے ہوش ہوتے ہوتے رہ گئی۔

ہائے کہ یہی وہ خوابوں کا شہزادہ ہے جو میرے خوابوں کو سجا تا رہا ہے۔

ہائے اب کیا ہوگا؟ واپس آ کر سوچتی رہی۔ پھر عزیزِ مصر سے بولی اگر مالک اس غلام کو فروخت کر دے تو ہم اس کو خرید لیں۔ شاید ہمیں اُس سے کوئی فائدہ حاصل ہو۔ اُسے اپنا بیٹا بنالیں۔ کیونکہ ہمارے اولاد نہیں۔ عزیزِ مصر مان گیا کہ مالک سے بات ہو۔ مالک سے بات ہوئی تو اُس نے دَس لاکھ اشرفیاں چالیس لاکھ درہم ایک ہزار کافوری ڈلیاں، رومی ریشم کے ہزار تھان، ایک ہزار گھوڑے اور یوسفؑ کے وزن کے برابر سونا چاندی قیمت لگائی۔

عزیزِ مصر نے زلیخا سے بات کی تو فوراً قبول کرلی۔ **کیونکہ**

جس نوں یار وکیندا لبھے تے قیمت ہو وس پلے
اسدے جیٹھ ناں طالع والا اُسدے کرم سولے
جے محبوب خوشی وچ وسے عاشق دا دِل ہسے
جے محبوب غماں وچہ ہوے عاشق دا دل کھسے

میری بہنو!

حضرت یوسفؑ کو زلیخا نے خرید لیا۔ اور اپنے محل میں لے آئی۔ ہر روز غُسل کروا کر تخت پر بٹھا کر سوہنی پوشاک پہنا کر اپنے ساتھ بٹھا لیتی۔ اور دیدار کرتی رہتی۔ میٹھی میٹھی باتیں کرتی رہتی۔ ہر طرح کا خیال رکھتی۔

چند سال گزرے زلیخا نے ایک محل بنوایا۔ جس کو خوب سجایا۔ تصویریں حسین لگائیں۔ موتی ہیرے لٹکائے۔ سیج سجائی۔ اور حضرت یوسفؑ کو اپنے ساتھ لے کر آئی۔ سارا محل دکھایا۔ پھر حضرت یوسفؑ کو اپنے سامنے بیٹھا لیا اور خود قدموں میں بیٹھ گئی۔ حضرت یوسفؑ نے کہا میں غلام ہوں اور تُم مالکہ ہو۔ میں نیچے بیٹھوں گا۔ آپ سیج پر بیٹھیں۔

حضرت زلیخا نے دِل کی بات کہہ دی کہ اے یوسفؑ اصل میں تو میں تیری غلام ہوں تُو میرا محبوب ہے۔ میں تیری مشتاق ہوں۔ میں تجھے چاہتی ہوں۔ تُو میرا بَن جا۔ یہ کہہ کر حضرت یوسفؑ کی طرف بڑھی۔ تو آپؑ دوڑ پڑے۔ کہ یہ تو بُرا ارادہ رکھتی ہے۔

اللہ کے حکم سے آپؑ نے دروازوں کو ہاتھ لگایا

سات دروازے بند کر کے تالے لگے تھے۔ سارے کھل گئے۔

زلیخا پیچھے دوڑی۔ آخری دروازے تک زلیخا نے حضرت یوسفؑ کا کُرتا پیچھے سے پکڑا۔ اور وہ پھٹ گیا۔ دروازہ کُھلا۔ سامنے عزیزِ مصر کھڑا تھا۔ بولا یہ کیا ہو رہا ہے۔

زلیخا بولی اے عزیز۔

جو تیری بیوی کے ساتھ بُرائی کا اِرادہ چاہے۔ اس کا کیا حال کرنا چاہیئے۔

حضرت یوسفؑ نے کہا۔ اے عزیز میں غلام ہوں۔ میں نے بُرا ارادہ بھی نہیں کیا۔ بلکہ اس نے مجھے لبھایا ہے۔

سامنے ایک عورت آتی تھی۔ جس نے پانچ دن کا بچہ گود میں لیا ہوا تھا آپ نے فرمایا اس بچے سے گواہی لے لو۔

بچہ بولا اے عزیزِ مصر...... اگر کُرتا آگے سے پھٹا ہے تو یوسفؑ گنہگار ہے اور اگر کُرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو زلیخا کا مکر ہے۔ بات کھل گئی۔ مگر بدنامی کے ڈر سے حضرت یوسفؑ کو قید خانے بھیج دیا گیا۔

قید خانے میں آپؑ تقریباً گیارہ بارہ سال رہے۔ اس دوران زلیخا نے آپؑ کو پیغام بھیجے کہ اب بھی میری بات مان لے۔ تو عیش کرے گا۔ مگر حضرت یوسفؑ نے انکار کیا۔ مصر میں مشہور ہو گیا۔ کہ ایک مالکہ اپنے غلام پر فریفتہ ہو گئی ہے۔ یہ سُنا تو حضرت زلیخا نے مصر کی چند معزز خواتین کو دعوت دی۔

ہاتھوں میں سیب اور چھُریاں پکڑا دیں

اِدھر حضرت یوسفؑ سے کہا۔ ذرا اِن کو اپنا جلوہ دکھلا دو۔ جب عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو مدہوش ہوگئیں۔ سیبوں کی بجائے انگلیوں پر چھُریاں چلا دیں۔ جب ہوش آیا تو انگلیاں لہولہان تھیں۔ اور کہہ رہی تھیں۔

اے زلیخا ایک بار پھر وہ جلوہ دکھلا دے۔ زلیخا نے کہا تُم مجھے طعنہ دیتی تھیں۔ اب بتاؤ میرا محبوب حسین ہے کہ نہیں۔ سب نے کہا

☆حُسن کا پیکر ہے۔ تجھے مُبارک ہو۔☆

احمد رَضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں

سَر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ مصر کی عورتوں نے حُسنِ یوسف کو دیکھا تو ہاتھوں پہ چھریاں چلالیں۔ اگر وہ میرے محبوب محمد مصطفٰے ﷺ کا حُسن دیکھ لیتیں تو اپنے دِلوں پر چھریاں چلالیتیں۔

میری بہنو!

ایک وقت آیا کہ بادشاہ مصر کو خواب میں سات موٹی گائیں اور سات دُبلی گائیں نظر آئیں۔ دُبلی گائیں، موٹی گائیوں کو کھا گئیں۔ سات ہری بالیاں اور سات خشک بالیاں ہیں۔

بادشاہ نے نجومیوں کو بُلایا اور خواب کی تعبیر پوچھی۔ مگر کسی نے نہ بتائی۔ ایک قیدی جو کہ آزاد ہوکر بادشاہ کا ساقی بَن چُکا تھا۔ اُس نے کہا کہ قید خانے میں

یوسفؑ نام کا ایک شخص ہے۔ جو خوابوں کی تعبیر درست ہی بتا دیتا ہے۔ بادشاہ نے خواب بتا کر ساقی کو قید خانے میں بھیجا کہ اس کی تعبیر بتائیں۔

حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ میں خواب کی تعبیر تو بتا دوں گا۔ مگر پہلے عزیزِ مصر سے پوچھا جائے کہ مجھے قید کیوں کیا ہے۔ اور یہ تعبیر بھی بادشاہ کے روبرو بتاؤں گا۔ اب بادشاہ نے عزیزِ مصر کو بلوایا اور کہا۔

قید میں کیوں ہے وہ بندہ نیک ذات
سُن رہے ہیں ہم جس کی اعلیٰ صفات
جُرم اُس نے کیا کیا تھا اے عزیز
قید خانے کیوں گیا وہ باتمیز
مصر کو بدنام تُو نے کر دیا
اب قیامت تک یہ افسانہ رہا

اے عزیز جواب دے۔ عزیز نے کہا کہ سچی بات ہے۔ کہ میری بیوی نے یہ کہا تھا۔ بادشاہ نے کہا زلیخا کو حاضر کرو۔ زلیخا اور مصری عورتیں حاضر ہوئیں۔ اور اپنی غلطی کا اقرار کیا کہ ہم نے اُسے لبھایا تھا۔ وہ بے قصور ہے۔

بادشاہ نے غصّے میں عزیزِ مصر کو شہر سے باہر نکال دیا۔ اس صدمے سے تو عزیزِ مصر چل بسا۔ مگر حضرت زلیخا شہر سے باہر ایک جھونپڑی میں رہنے لگی۔ حضرت یوسفؑ دربارِ بادشاہ میں تشریف لائے اور بادشاہ نے نہایت عزت کے ساتھ جگہ دی۔ آپؑ نے فرمایا اے بادشاہ۔ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ

سات سال تک مصر میں بہت سی بارشیں ہوں گی۔ غلّہ بہت ہوگا۔ پھر

اَگلے سات سال قحط سالی کا زمانہ ہوگا۔

بادشاہ نے کہا پھر کیا کیا جائے؟

آپؑ نے فرمایا مجھے غلّہ کا وزیر بنا دیا جائے سارا انتظام ہو جائے گا۔اس طرح آپ عزیزِ مصر بَن گئے۔اُن دِنوں مصر میں شادابی کا دَور تھا۔آپؑ نے گندم معہ چھٹوں کے جمع کرنا شروع کر دی۔اس طرح سات بَرس گزر گئے۔

حضرت زلیخا حضرت یوسفؑ کی جُدائی میں سارا دِن اور ساری رات آنسو بہاتی رہتی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ وہ نابینا ہوگئیں۔کمزور ہوگئیں۔بیمار ہوگئیں۔مگر آتے جاتے لوگوں سے حضرت یوسفؑ کا حال ضرور پوچھا کرتی تھی۔جوکوئی حضرت یوسفؑ کا حال بتاتا تو اُس کی جھولی موتیوں سے بھَر دیتی۔

ایک دِن اُس کے دِل میں خیال آیا کہ میرے بُتوں نے تو یوسفؑ کو ملایا نہیں۔اب یوسفؑ کے رَبّ سے دُعا کرتی ہوں۔شاید قبول ہو جائے۔اُس نے اپنا بُت توڑ ڈالا۔اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں قربتِ یوسفؑ کی دُعا مانگی۔

اللہ تعالیٰ میں بُتوں کی پوجا کرتی رہی۔اُن سے یوسف مانگتی رہی۔مگر نہ مِلا۔اب تیرے حضور عرض ہے۔قبول فرما۔

کر اقرار گناہ زلیخا توبہ دے درآئی
استغفار کرے سو باری رو رو عرض سُنائی
کر منظور بندی دیاں عرضاں بخش غموں چھٹکارے
یا رَبّ میل ملا یوسف نوں جان میرے دُکھ سارے

حضرت زلیخا کی دُعا فوراً قبول ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیلؑ جلد

جا۔ اور حضرت یوسفؑ سے کہہ دے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت زلیخا کی طرف جائے۔ اور جو کچھ وہ کہے اُس کی بات مانے۔ کیونکہ اگر آج اُس کی دُعا پوری نہ ہوئی تو وہ مجھے بھی نہ مانے گی۔

یہ سُنا تو حضرت یوسفؑ تیار ہو کر حضرت زلیخا کی جھونپڑی کی طرف چل پڑے۔ حضرت زلیخا جھونپڑی کے باہر کھڑی تھیں۔ کہ آپ تشریف لے آئے حضرت یوسفؑ زلیخا کے قریب آئے اور کہا......☆

اے زلیخا وہ جوانی کیا ہوئی   دھوم تھی عالم میں تیرے حُسن کی
یوسفا حُسن و جوانی وہ میری   تیرے صدقے خاک میں سب مِل گئی

آپ نے فرمایا اے زلیخا مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ جس کے حضور میں تُو نے دُعا کی۔

مانگ کیا مانگتی ہے۔

زلیخا نے کہا اللہ تعالیٰ میری آنکھیں روشن کر دے کہ میں اپنے محبوب کو دیکھ سکوں۔ حضرت یوسفؑ نے دُعا کی تو اُس وقت حضرت زلیخا کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ میری جوانی واپس کر دے۔ حضرت یوسفؑ نے دُعا کی۔ تو دیکھتے ہی دیکھتے حضرت زلیخا جوان ہو گئیں۔ پھر کہا اے یوسفؑ مجھے معاف فرما دیجئے اور ساتھ نکاح فرمائیے۔

یہ سُن کر حضرت یوسفؑ سوچ میں پڑ گئے۔ اتنے میں حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے

تدنوں جبرئیل جنابوں آن حکم سناوے

من جویں تیں کہیے زلیخا پاک اللہ فرماوے

یہ سُن کر حضرت یوسفؑ نے زلیخا کو ساتھ لیا اور محل میں لے گئے۔ وہاں اگلے روز نہایت دھوم دھام سے نکاح ہوا۔ اس طرح حضرت زلیخا حضرت یوسفؑ کی بیوی بن گئیں۔

سات بَرس غلّہ جمع کیا۔ اگلے سات بَرس شروع ہوئے۔ پہلے سال بارش نہ ہوئی۔ غلّہ نہ اُگا۔ کھانے کی کمی ہوگئی۔ حضرت یوسفؑ نے غلّہ فروخت کرنا شروع کیا۔ لوگوں نے درہم دے کر غلّہ خریدا۔

اگلا سال شروع ہوا تو لوگوں نے سونا چاندی دے کر غلّہ خریدا۔

تیسرے سال لوگوں نے گھر کے برتن وغیرہ دے کر غلّہ خریدا۔ یہ دَور بھی گزر گیا۔

چوتھے سال لوگوں نے اپنی جائیدادیں حضرت یوسفؑ کے نام لگا کر غلّہ حاصل کیا۔

پانچویں سال مکانات بھی حضرت یوسفؑ کے نام لگوا دیئے۔ چھٹے برس لوگوں نے اولاد کو حضرت یوسفؑ کا غلام رکھ کر غلّہ لیا۔

ساتویں برس سارا مصر حضرت یوسفؑ کا غلام ہوگیا۔

انھیں دنوں کنعان میں بھی قحط پڑا۔ انھوں نے سُنا کہ مصر کا عزیز سونا چاندی لے کر غلّہ دیتا ہے۔ دسوں بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا۔ مصر جائیں۔ قافلے جارہے ہیں۔ تاکہ غلّہ لے آئیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اجازت دے دی۔ مصر میں گئے۔ اور جب حضرت یوسفؑ کے دربار میں پیش ہوئے تو آپ نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا اور خود چہرہ چھپا لیا اور

رونے لگے۔وزیروں نے عرض کیا کہ حضور بہت سے لوگ غلّہ لینے کے لئے آئے۔مگران کودیکھ کرآپ کیوں زور ہے ہیں۔

آپ نے فرمایا!

بولے حضرت کیا کہوں یہ کون ہیں
واسطے جن کے ہوا بے چین میں
صورتیں ہیں سب میرے یہ باپ کی
یہ میرے اپنے ہیں اور میرے انکی

یہ میرے بھائی ہیں۔مگر اِن کومعلوم نہ ہو۔سب کوکھانا کھلایااور پوچھاتُم کتنے بھائی ہو۔کہنے لگے ہم بارہ تھے۔ایک بچھڑ گیا۔باقی گیارہ ہیں۔فرمایاوہ گیارھواں کون ہے۔بولےاُس کا نام بنیامین ہے۔اُس کے بغیر ہمارے والدنہیں رہتے۔اس سے پیار بہت کرتے ہیں۔حضرت یوسفؑ نے اپنے غلاموں کو کہا۔ان کی بوریاں گندم سے بھر دو اور اِن کی پونجی بھی بوری میں واپس رکھ دو۔شاید دوبارہ آئیں۔جب جانے لگے تو فرمایا پھر آؤ تو بنیامین کو ساتھ لانا۔تمھیں غلّہ زیادہ ملے گا۔اگر نہ لائے توغلّہ نہ ملے گا۔قافلہ روانہ ہوگیا۔کنعان میں بھائی پہنچے۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے حال پوچھا۔بولے ابّا جان مصر کا حاکم مہمان نواز ہے۔رحم دِل اور نیک ہے۔اُس نے یہ بھی کہا کہ بنیامین کوساتھ لے کرآنا۔نہ لائے توغلّہ نہ دوں گا۔یہ سُنا تو حضرت یعقوب علیہ السلام رونے لگے فرمایا پہلے یوسفؑ کے بارے میں اعتبار کیا تھا۔اب بنیامین کو نہ جانے دُوں گا۔

اب بھائیوں نے بوریاں کھولیں۔ دیکھا تو پونجی بھی ساتھ ہی باقی ہے۔ خوش ہوئے اور کہا ابا جان۔ دیکھو مصر کا حاکم کتنا مہربان ہے۔ رحم دِل ہے۔ سخی ہے۔ اب تو ضرور دوبارہ اُس سے ملنا ہوگا۔

میری بہنو!

حضرت یعقوب علیہ السلام مان گئے مگر کہا کہ تم سب مصر میں داخل ہونا تو دو دو ہو کر داخل ہونا۔ تا کہ نظر نہ لگ جائے۔ اب سارے بھائی مصر گئے۔ دروازے سے دو دو ہو کر گزر گئے۔ مگر بنیامین اکیلا کھڑا رونے لگا اور سوچنے لگا کہ میرا بھائی یوسفؑ ہوتا تو میں اُس کے ساتھ مِل کر جاتا۔

وِیر پیارے اماں جایا جے کر توں اَج ہوویں
جوڑا بن کے شہر مصر نوں رَل کر جایئے دونویں

اِدھر بنیامین رو رہا تھا۔ اُدھر حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے بھائی کو لے آؤ۔ حضرت یوسفؑ بگھی پر سوار ہوئے اور فوراً آ کر دروازے پر پہنچے۔ دیکھا بنیامین رُو رہا ہے۔ جا کر سینے سے لگایا اور کہا کیوں روتے ہو۔ کیا ہوا تمہارا کوئی بھائی نہیں۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔ آ میرے ساتھ مِل کر دروازے کے اندر داخل ہو۔ بنیامین کو بگھی پر اپنے ساتھ بیٹھا لیا۔ اور راستے میں دوسرے بھائی ملے اور حسد سے جل اُٹھے۔ کہ ہم پیدل جا رہے ہیں۔ اور یہ حاکم مصر کے ساتھ بگھی میں سوار ہو کر جا رہا ہے۔ محل میں اکٹھے ہو گئے کھانا لایا گیا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا دو دو ہو کر کھانا کھاؤ۔ اب بنیامین اکیلے رہ

گئے۔حضرت یوسفؑ اُس کے پاس گئے۔فرمایا تیرے ساتھ میں کھاتا ہوں۔سب کھانا کھارہے تھے تو ہاتھ دیکھے حضرت یوسفؑ کے۔تو بنیامین نے پہچان لیا۔ تو کھانا چھوڑ کر رونے لگے اور اُن کی حالت غیر ہوگئی۔حضرت یوسفؑ نے دیکھا تو ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے گئے۔چہرے سے پردہ اُلٹ دیا۔

کہا بنیامین میں یوسفؑ ہوں۔آؤ میرے سینے سے لگ جاؤ۔دونوں بھائی مِل گئے۔اور اب بنیامین نے کہا بھائی میں آپ سے جُدا نہ ہوں گا۔اب میں یہیں رہوں گا۔حضرت یوسفؑ نے کہا اچھا کسی طریقہ سے رکھ لوں گا۔

اب بھائیوں کو غلّہ دیا اور بوریوں میں بھر دیا۔مگر بنیامین کی بوری میں پیمانہ جس سے غلّہ ناپتے تھے رکھ دیا۔اب قافلہ روانہ ہوا۔پیچھے سے کسی پکارنے والے نے پکارا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو۔قافلہ رُک گیا۔حضرت یوسفؑ بھی آگئے فرمایا ہمارا پیمانہ چوری ہوگیا ہے اس لیے تلاشی دو۔

یہودا نے کہا اے عزیزِ مصر ہم حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ہم چوری نہیں کرسکتے۔

حضرت یوسفؑ نے کہا تمہارے مذہب میں چور کی کیا سزا ہے؟

یہودا نے کہا چور کو غلام بنالیا جاتا ہے۔اب بوریوں کی تلاشی شروع ہوگئی ایک ایک بوری دیکھی۔اب بنیامین کی باری آئی۔فرمایا جانے دو۔اس کی کیا تلاشی لینا ہے۔شمعون بولا اس کی ضرور تلاشی لو۔جب بوری کو کھولا تو پیمانہ نکل آیا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا اب بنیامین ہمارا غلام ہوگا۔سارے بھائی بولے اے

عزیز مانا کہ اس نے چوری کی ہے۔ مگر اس کے بغیر ابا جان کا دم نکل جائے گا۔ پہلے بھی ہمارا اعتبار نہ کرتے تھے۔ اب اسے چھوڑ جائیں گے تو وہ کیا کہیں گے۔ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیں۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا جو چوری کرتا ہے اُسے ہی رکھا جاتا ہے۔ بے قصور کو ہم نہیں رکھ سکتے۔ اب تو بھائی شرمندہ ہوئے۔ مشورہ کیا کہ اب کیا کریں۔

یہودا بولا۔ میں تو واپس نہ جاؤں گا۔ تُم جاؤ۔ اب بھائی کنعان پہنچے باپ نے بنیامین کا پوچھا۔ بولے قافلے والوں سے پوچھ لیں۔ اُس نے چوری کی اور پکڑا گیا۔ عزیز نے اُس کو غلام بنالیا ہے۔ یہ سُنا تو حضرت یعقوب علیہ السلام رو پڑے ۔ پھر فرمایا تُم سب واپس مصر جاؤ ۔ یوسفؑ اور بنیامین دونوں وہیں ہیں۔ تلاش کرو۔

فرمایا فرزندو جاؤ ڈھونڈو یوسف تائیں
بنیامین لبھو رب میلے رحمت آپ اسائیں ۹۶

جب بیٹے مصر جانے لگے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک خط لکھا اور کہا یہ عزیز کو دے دینا۔ اب تمام بھائی چل کر مصر آئے اور حضرت یوسفؑ سے ملے اور اپنے باپ کا خط حضرت یوسفؑ کو دیا۔ حضرت یوسفؑ نے خط پڑھا تو اشکبار ہو گئے۔

خط پدر دا لیندا یوسف نیر اکھیں وچ بھریا
چُم اکھیں تے رکھ پیاروں ادبوں سر تے دھریا

حضرت یوسفؑ روتے رہے۔تم نے یوسفؑ کے ساتھ کیا کیا تھا۔سب چُپ ہوگئے اور سب سوچنے لگے کہ عزیزِ مصر کو یوسفؑ کا کیا پتہ۔سب بولے کیا تُو ہی یوسفؑ ہے۔

آپ نے فرمایا۔ اَنَا یُوْسُفُ وَهٰذَا اَخِیْ

میں یوسفؑ ہوں یہ میرا بھائی ہے۔تمام بھائی رونے لگے اور شرمسار ہوئے۔بولے اے یوسفؑ ہم سے بہت بڑی غلطی ہوگئی۔ہمیں معاف کردو حضرت یوسفؑ نے جب سب کی بے چارگی دیکھی تو فرمایا

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ

یوسف اُٹھ بھراواں تائیں سینے نال لگاوے
وِیر میرے تُسیں جان اوساڈی رحم میرے دِل آوے

میں نے سب کو معاف کردیا۔ہم سب ایک باپ کی اولاد ہیں۔گلے ملے۔شکوے دُور ہوئے۔محل میں لے گئے۔رخصت کے وقت مشورہ کیا کہ اب ابا جان کو خوش خبری سنائی جائے۔حضرت یوسف نے فرمایا میرا کُرتا لے جاؤ ابا جان کی آنکھوں پر ڈالنا۔اللہ تعالیٰ کی حرمت سے بینائی پیدا ہو جائے گی۔سب بھائی کنعان گئے۔اور جاکر حضرت یعقوب علیہ السلام کو خوشخبری سُنائی اور کُرتا آنکھوں پر ڈالا۔

اوہ جس ویلے کُرتا یوسف منہ دے اُتے پایا
یعقوب پیغمبر دے وچہ اکھیں نور جنابوں آیا

اب تیاری کی سب نے ۔ کنعان چھوڑا اور مصر کو روانہ ہوئے ۔ اِدھر حضرت یوسفؑ کو معلوم ہوا تو آپ ہاتھی پر سوار ہو کر مصر کے باہر چالیس ہزار فوج کے ہمراہ تشریف لائے ۔ تاکہ ابا جان حضرت یعقوب علیہ السلام کا استقبال کیا جائے ۔ اُدھر حضرت یعقوب علیہ السلام ڈاچی پر سوار تھے ۔ جب آمنے سامنے ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا

السلام اے یوسفؑ ماہ جبیں
السلام اے شاہ عماری نشیں
السلام اے گود کے پالے میرے
السلام اے چاند کے ہالے میرے

دونوں سواریوں سے اُتر گئے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے ۔ وہ وقت اتنا دردانگیز تھا کہ سب لوگ رو دیئے تھے ۔ بلکہ آسمانوں کے فرشتے رو دیئے تھے ۔

جوش وہ پیدا ہوا اس کے وہاں
ہوگئے ہر شخص کے آنسو رواں

تمام بھائی رو دیئے ۔ اب وہ وقت آیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسفؑ نے اپنی بانہوں میں لے لیا ۔

یوسفؑ اور یعقوبؑ دونوں مل گئے
جو تھے کئی برس کے بچھڑے ہوئے

اس طرح چمٹے کہ چمٹے رہ گئے

ہوش دونوں باپ بیٹوں کے نہ تھے

پھر روتے روتے دونوں بے ہوش ہو گئے۔ دونوں کو اٹھایا۔ یہودا نے حضرت یعقوبؑ کو سہارا دیا۔ ہوش آیا تو کہا ابّا جان۔ اب یوسفؑ آپ کا خادم ہے۔ نازوں کا پالا ہوا کس طرح تکلیف میں رہا۔ ابا جان آپ کیسے جدائی میں روتے رہے۔ پھر اس شان سے مصر میں داخل ہوئے کہ سارا شہر سجا ہوا تھا۔ لوگ یعقوب علیہ السلام کے قدموں کو بوسے دیتے تھے۔ اب سواریاں محل میں داخل ہوئیں۔ سارے راستے قالین بچھے ہوئے تھے۔ جس پر قدم رکھ کر یعقوب علیہ السلام محل میں داخل ہوئے۔ ایک تخت بچھایا گیا جس پر سارے بھائی اور ماں اور حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹھ گئے۔ سامنے حضرت یوسفؑ بیٹھے۔

سب نے حضرت یوسفؑ کو سجدہ کیا۔ اور کہا یہ میری خواب کی تعبیر ہے۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیٹوں کے لیے دعا کی۔

اللہ تعالیٰ نے سب کو معاف فرما دیا۔ اس طرح تمام خوش رہنے لگے۔ ان بارہ بھائیوں کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

تقریر نمبر ﴿6﴾

میلادِ مصطفےٰ ﷺ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ (پ 6)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ﷺ

بے شک تمہاری طرف آیا اللہ سے نور اور روشن کتاب

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دُنیا بنانے پر قادر ہے اور دُنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہوسکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
مگر ربّ کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں، سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب وسینہ، امام الانبیاء وامام المرسلین، شب اسریٰ کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

یہ ماہِ ربیع الاول شریف ہے۔ اس میں سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس مہینے میں اولیاء اللہ کائی ۔ ۔ خیرات

کرتے تھے۔اور خوشی مناتے تھے۔ایک بزرگ پہلی ربیع الاول کو ایک ہزار دینار صدقہ کرتے ۔دُوسری کو دو ہزار اور تیسری کو 3 ہزار صدقہ کرتے۔ ایسے ہی 12 تاریخ کو 12 ہزار دینار صدقہ کرتے تھے۔اور فرماتے تھے۔یہ دن وہ ہے۔ جس میں سرکارِ دو عالم رحمت اللعالمین تشریف لائے۔

اس مہینے میں ہم میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے ہیں اور بازاروں گلیوں اور گھروں کو سجاتے ہیں۔جلوس نکالتے ہیں۔نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔کھانے تقسیم ہوتے ہیں۔یہ سب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منائی جاتی ہے۔

بخاری شریف کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ جس روز سرکار دو عالم پیدا ہوئے۔اس دِن ابولہب جو حضور ﷺ کا چچا تھا (وہ کافر تھا)۔اُس کی لونڈی جس کا نام ثوبیہ تھا۔وہ دوڑی دوڑی آئی اور ابولہب سے کہا۔اے سردار آمنہ کے گھر ایک حسین وجمیل بچہ پیدا ہوا ہے۔آپکے بھائی عبداللہ کا گھر روشن ہوگیا۔یہ سنا تو ابو لہب نے خوش ہو کر کہا اے لونڈی تو نے مجھے خوشخبری سنائی ہے۔اس لیے جا۔میں نے تجھے آزاد کردیا۔جب ابولہب مرگیا تو اسے حضرت عباسؓ نے خواب میں دیکھا پوچھا اے ابولہب تیرا کیا حال ہے۔اس نے کہا بہت برا حال ہے۔جہنم کی آگ میں جل رہا ہوں۔مگر جب پیر کا دن آتا ہے تو مجھے اس انگلی سے راحت ملتی ہے۔

جس کا اشارہ کر کے حضور کی پیدائش کی خوشی میں......میں نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا تھا وہ کافر تھا۔اگر اُسے حضور کی ولادت کی خوشی میں خوش ہو کر لونڈی آزاد کرنے پر راحت نصیب ہوسکتی ہے۔تو ہم تو حضور کے اُمتی ہیں ہمیں تو

خوشی منانے پر حضور کی رحمتوں کے خزانے ملیں گے۔ اور خداوند تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

فلک کے نظاروں زمین کی بہارو نظریں جھکاؤ۔ حضور آگئے ہیں

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ۔

بے شک تمہاری طرف آیا اللہ سے نور اور روشن کتاب

اس آیت مبارکہ میں پہلے نور کا ذکر ہے اور بعد میں کتاب کا ذکر ہے۔ نور سے مراد ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا نور ہے۔ اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہلے نور کو ماننا ہوگا اور پھر کتاب پر ایمان ہوگا۔ جو لوگ نور کو نہیں مانتے اور کتاب کو مانتے ہیں۔ خداوند کریم اُن کو ہدایت عطا فرمائے۔

ایک بات یاد رکھیں کہ بغیر روشنی کے ہم کتاب نہیں پڑھ سکتے اگر روشنی نہ ہو تو کتاب نظر ہی نہیں آئے گی۔ اسی طرح اگر نور محمد ﷺ نہ ہوتا تو قرآن پاک بھی نہ ہوتا۔ اس لیے قرآن پاک پر ایمان سے قبل حضور پر ایمان لانا ضروری ہے۔

یہ نور کب بنا اور کب کا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے کس چیز کو بنایا۔ حضور نے فرمایا اے جابر بن عبداللہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے بنایا۔

اس وقت صرف اللہ تعالیٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نور بنایا پھر وہ نور خداوند کریم کی لاکھوں سال تسبیح کرتا رہا اور جب عرش بنایا گیا تو اس عرش کی

نوری قندیل میں آپ کو رکھا گیا۔ پھر یہی نور قطب ستارے میں جلوہ گر ہوا۔

ایک دن حضور نے جبرئیلؑ سے پوچھا اے جبرئیلؑ تیری عمر کتنی ہے جبرئیلؑ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے یہ تو معلوم نہیں۔ مگر اتنا یاد ہے کہ جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ میں نے چوتھے حجاب میں ایک ستارہ طلوع ہوتا ہوا دیکھا ہے۔ جو ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا تھا۔ اور میں نے اُسے بہتر ہزار بار دیکھا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ وہ ستارہ اب کبھی تو نے دیکھا ہے۔ عرض کیا نہیں فرمایا۔ اَنَا ذٰلِكَ کَوْ کَبٌ کہ وہ ستارہ میں ہی تھا۔ جب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام کرتا تھا۔ تو نظر آتا تھا اور جب سجدہ کرتا تھا تو نظر نہیں آتا تھا اس سے ثابت ہوا کہ جبرئیلؑ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی حضور کا نور موجود تھا۔

صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ آپ کب سے نبی بنائے گئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا

کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ

یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے یعنی اس کا قالب بن رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا اے فرشتو! میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ سب نے کہا۔ اے مولا۔ اگر تسبیح و تہلیل کرانا ہے۔ تو ہم موجود ہیں۔ فرمایا نہیں۔ جو میں جانتا ہوں۔ وہ تم نہیں جانتے۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام زمین سے مٹی لائے اور کوہ نعمان کی وادی میں رکھی گئی۔ چالیس دن اُس مٹی پر

بارش ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دستِ قدرت سے حضرت آدمؑ کا قالب بنایا۔ جب پورا جسم بن گیا تو روح کو حکم دیا اے روح آدم کے قالب میں داخل ہو جا۔ اُس نے اندر جھانکا تو اندھیرا تھا وہ ڈر گئی۔ کہنے لگی اے باری تعالیٰ اندر تو اندھیرا ہے۔ میں اندر نہ جاؤں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی پیشانی میں نور مصطفیٰ رکھا۔ جس سے قالب کے اندر اُجالا ہو گیا اور روح خوشی کے ساتھ داخل ہو گئی۔

﴿☆﴾ آدم علیہ السلام کی پہلی نگاہ عرش پر پڑی۔ عرش پر لکھا تھا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

دِل میں شوق پیدا ہوا کہ اے باری تعالیٰ یہ تیرے نام کے ساتھ دوسرا نام کِس کا ہے۔ خداوند کریم نے فرمایا۔ یہ میرے حبیب ﷺ کا نام ہے۔ جس کے صدقے میں نے تمام دُنیا بنائی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو میں یہ ساری دُنیا نہ بناتا۔ بلکہ اپنا آپ بھی ظاہر نہ کرتا۔

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا

حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتے ادب سے کھڑے تھے پھر یکدم پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اے باری تعالیٰ یہ فرشتے پہلے میرے سامنے کھڑے تھے۔ اب یکدم پیچھے کھڑے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے آدمؑ تیری پیشانی میں میرے حبیب کا نُور تھا۔ اس لیے فرشتے سامنے کھڑے تھے۔ اب وہ نُور تیری پُشت میں چلا گیا ہے اس لیے تمام فرشتے اس کے احترام میں پیچھے کھڑے ہیں۔ حضرت آدمؑ نے عرض

کی یا اللہ میں تیرے حبیب کا وہ نُور دیکھنا چاہتا ہوں۔ خداوند کریم نے فرمایا اپنے دونوں انگوٹھوں کو دیکھو۔ حضور ﷺ کا نُور خداوند کریم نے حضرت آدمؑ کے انگوٹھوں میں روشن کر دیا۔ حضرت آدمؑ کو اس نور سے اتنی عقیدت ومحبت ہوئی کہ دونوں انگوٹھوں کولبوں سے لگا کر چوم لیا اور پھر دونوں آنکھوں کو لگا کر فرمایا

قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَارَسُولَ الله

ہمارے مصطفٰے ﷺ آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

اس لیے اذان میں یا نعت خوانی میں جب بھی حضور ﷺ کا نام مبارک آتا ہے۔ تو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا کرتے ہیں۔ یہ ہمارے باپ حضرت آدمؑ کی سنّت ہے

پھر یہ نُور مبارک پاک پشتوں اور پاک رحموں سے منتقل ہوتا ہوا جناب حضرت عبداللہ کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ آپ کے نُور کی برکت سے حضرت عبداللہ بہت خوش رہتے تھے۔ اگر زمین پر بیٹھتے تو سبزہ اُگ آتا تھا۔ کسی خشک درخت کو ہاتھ لگاتے تو وہ سرسبز وشاداب ہو جاتا۔ اُن کے کانوں میں یہ آواز آتی تھی۔

مُبارک ہو جہاں کی جان آتے ہیں
مُبارک ہو نبی سلطان آتے ہیں
مُبارک ہو یہ سیّد اَبرار آتے ہیں
مُبارک ہو نبی غم خوار آتے ہیں

پھر آپ کی شادی ہوئی اور حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ کے شکم اَطہر میں وہ نُور جلوہ فرما ہوا حضرت آمنہ فرماتی ہیں ۔ میرے صحن میں سفید سفید کپڑوں والی حسین وجمیل عورتیں جمع ہو کر گایا کرتی تھیں ۔ میرا دِل بہلایا کرتی تھیں ۔ اور کہتی تھی اے آمنہ تجھے مُبارک ہو ۔ کہ تیری گود میں ایسا بچہ آنے والا ہے ۔ جو کہ ساری کائنات کا سردار ہوگا ۔ تمام نبیوں کا امام ہوگا ۔

اُن دِنوں بارش نہیں ہوتی تھی ۔ لیکن جن دنوں حضور پیدا ہونے والے تھے ۔ اتنی بارش ہوئی کہ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہوگیا ۔

اے کون آیا جیدے آئیاں بہاراں مُسکرا پیاں
کھلے نیں پھُل تے کُلیاں ہزاراں مُسکرا پیاں

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ ایک بزرگ تشریف لائے ۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں ۔ تو انہوں نے فرمایا میں حضرت آدمؑ ہوں اور خوشخبری دینے آیا ہوں کہ اے آمنہ تیری گود میں وہ نُور جلوہ فرما ہونے والا ہے ۔ کہ جس کے صدقے سے میری توبہ قبول ہوئی ۔ پھر اس طرح حضرت نوحؑ آئے ۔ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ آئے ۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ آئے ۔ سب نے مجھے حضور کے آنے کی خوشخبری سُنائی ۔

پھر وہ گھڑی آن پہنچی ۔ حضور کی ولادت مبارکہ کا وقت قریب تھا ۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے پیاس لگی اور دِل گھبرایا ۔ اتنے میں دیکھا کہ چاروں طرف حسین وجمیل عورتیں ہاتھوں میں پیالے لیے آگئیں اور مجھے پانی

پلایا وہ پانی اتنا میٹھا اور ٹھنڈا تھا کہ میری پیاس بُجھ گئی اور دِل کو اطمینان حاصل ہوگیا میں نے پُوچھا آپ قریش کی عورتیں ہیں۔انھوں نے کہا کہ ہم جنت سے آئی ہیں۔ہم مریم، آسیہ، حوا اور سائرہ ہیں۔ یہ تمام جنتی بیبیاں حضرت آمنہ کا دِل بہلانے آئیں تھیں اور بشارت دی کہ تیری گود میں دونوں جہان کی رحمت تشریف لائے ہیں۔

مُبارک ہو کعبے کے پاسباں تشریف لائے ہیں
مُبارک ہو خدا کے راز داں تشریف لائے ہیں
مُبارک ہو بتوں کو توڑنے والے ہوئے پیدا
مُبارک ہو دِلوں کو جوڑنے والے ہوئے پیدا

☆◐☆◐☆◐☆◐☆◐

دو جگ دے وِچ ہوئے اُجالے
آئے محمد رحمتاں والے
رحمتاں والے ...... برکتاں والے

☆◐☆◐☆◐☆◐☆◐

حوراں رَل مِل ویکھن آئیاں
آمنہ تائیں دین وداّئیاں
کھُلے بہشتاں دے اَج تالے
آئے محمد رحمتاں والے

☆◐☆◐☆◐☆◐☆◐

دیکھو نبی اوہ ہادی آیا
حق دی کرن منادی آیا
لگن پہاڑیں باطل والے
آئے محمد رحمتاں والے

☆☾☆☾☆☾☆☾☆☾

دیکھ کے خلقت ہوئی دیوانی
پیاری پیاری شکل نورانی
کُل نبیاں توں ہین نرالے
آئے محمد رحمتاں والے

☆☾☆☾☆☾☆☾☆☾

مُبارک ہو حبیب کبریا تشریف لے آئے
مُبارک ہو محمد مصطفٰے ﷺ تشریف لے آئے

☆☾☆☾☆☾☆☾☆☾

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جب میرا لال تشریف لایا تو آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا۔ میں حیران ہوگئی اور آپ کچھ کہہ بھی رہے تھے۔ حضرت صفیہ جو حضور کی پھوپھی تھی۔ اُس نے کان لگا کر سُنا تو یہ آواز آئی۔

رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ

سوہنا دُنیا اُتے جدوں آیا
پہلاں سجدے چ سر نوں جھکایا
پھر نبی مصطفےٰ ہنجو اکھیوں بہا لب نکے جئے ہلا
کیتا اُمت دے درداں دا چارہ
مُکا دُکھ سارا تے عاصیاں ناکاریاں دی گل بن گئی
آیا ربّ دا حبیب پیارا عرب دا ستارہ
تے دُکھاں دیاں ماریاں دی گل بن گئی
اساں اَج ساریاں دی گل بن گئی

حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ میرے دل میں آئی کہ میں اپنے بھتیجے کو نہلا دوں۔ دیکھا تو حضور صاف ستھرے پائے گئے۔ میں نے سوچا آپ کو خوشبو لگا دوں لیکن آپ کے جسم سے پہلے ہی سے مشک وعنبر کی خوشبو آرہی تھی۔

وہ نورِ پاک آیا کرنے کو پاک آیا
خوشبو نے گھر بسایا صبح شب ولادت

حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔ میں نے چاہا حضور کی آنکھوں میں کاجل لگا دوں تو دیکھا آپ کی پیاری پیاری آنکھوں میں ﴿مَازَاغَ الْبَصَرُ﴾ کا پہلے ہی سُرمہ لگا ہوا تھا۔

حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا کہ حضور کا ناڑ و کاٹ دوں تو معلوم ہوا کہ آپ کا ناڑو نہ تھا۔

میری بہنو!

ہر طرف سے خوشبو آرہی تھی۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک زمین کانپ اُٹھی۔ خانہ کعبہ حضرت آمنہ کے حجرے کی طرف جھک گیا۔

عرشِ عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبح شب ولادت

میں حیران تھا اور حیرانی کے عالم میں اُٹھ کر خانہ کعبہ کے اندر گیا تو دیکھا تمام بُت خانہ کعبہ کے اندر سجدے میں پڑے ہوئے تھے۔ میں ابھی سوچ رہا تھا کہ نہ جانے آج زلزلہ آگیا یا کوئی اور بات ہوگئی ہے۔ تو کسی کہنے والے نے کہا اے عبدالمطلب گھبرا نہیں۔ آج حضرت آمنہ کی گود میں وہ بچہ تشریف لایا ہے جس نے بُتوں کو توڑنا ہے اور ایک خدا کی توحید کا پرچار کرنا ہے۔ حضرت عبدالمطلب دوڑے دوڑے حضرت آمنہ کے گھر گئے۔ اندر سے دروازہ بند تھا۔ دروازہ کھٹکایا تو ایک حسین و جمیل شخص تلوار لے کر نکلا۔ حضرت عبدالمطلب کو روکا کہ تُم اندر نہیں جاسکتے۔ کہا میرے پوتے کو مجھے دیکھ لینے دو۔ اُس شخص نے کہا۔ تُو اُسے نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ آسمان کے فرشتے، حورو، غلمان اور رسول و نبی۔ جب تک اس کی زیارت نہ کرلیں۔ کوئی اس کو نہیں دیکھ سکتا۔

جبرئیل سر جھکائے قُدسی پَرے جمائے
ہے انبیاء کا میلہ صبح شب ولادت

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ اچانک میرا بچہ غائب ہوگیا۔ میں بہت پریشان ہوئی اور حضرت صفیہ سے پوچھا تو وہ بھی حیران تھی۔ اتنے میں غائب سے آواز آئی۔ اے آمنہ گھبرانہیں۔ اس عظیم نُور کو ساری دُنیا کی سیر کرائی جارہی ہے پھر فرمایا میں نے دیکھا کہ سبز مخمل میں حضور لپٹے ہوئے تھے۔ اور میرے ساتھ پڑے تھے۔ میں نے پیار سے آپ کا منہ چوم لیا تو یوں لگا جیسے میرے دِل کو سرور آ گیا ہو۔

اُس روز اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیلؑ جنت سے تین جھنڈے لے جا۔

ایک جھنڈا خانہ کعبہ کے اوپر گاڑ دے۔ دوسرا جھنڈا حضرت آمنہ کے حجرے کے اوپر لگادے اور تیسرا بیت المقدس پر لگادے۔ تا کہ خوشی کا اظہار ہو جائے اور دُنیا والوں کو معلوم ہو جائے کہ آج کا دِن خوشی کا دِن ہے۔

اس دِن خوشی منانا فرشتوں کا کام ہے اور اس روز غمگین ہونا شیطان کا کام ہے

جس روز حضور پیدا ہوئے۔ مُلکِ فارس میں ہزار سال سے آگ جل رہی تھی۔ وہ لوگ آگ کی پُوجا کرتے تھے۔ اُس دِن وہ بُجھ گئی۔ تمام حیران تھے کہ آج آگ یکا یک کیوں بُجھ گئی۔ تو کہنے والے نے کہا۔ ﷺ ......

آج وہ نبی دُنیا میں تشریف لے آئے کہ جن کی تعلیم سے صرف ایک خدا کی پُوجا ہوگی۔ سب کا خالق و مالک ایک اللہ ہے۔ یہی بات بتانے کے لیے وہ تشریف لائے ہیں۔ اس لیے آگ بُجھ گئی۔

اس روز قیصر و کسریٰ کے محلات میں زلزلہ آ گیا اور کئی عمارتیں زمین بوس

ہوگئیں اور اُن کے مینارے گر گئے۔ جو بہت مضبوط بنائے ہوئے تھے۔ وہاں یہودی پادریوں نے پکار کر کہا اے لوگو سُن لو۔ آج دُنیا میں خدا کا آخری رسول تشریف لے آیا ہے۔ جس کی رسالت قیامت تک باقی رہے گی اور ساری کائنات اُس کا کلمہ پڑھے گی۔

فارس کے بُجھ گئے تھے آتش کدے بھی سارے
بے نشاں ہوا تھا کسریٰ صبحِ شب ولادت

حضرت عبدالمطلب تیسرے روز تشریف لائے اور اپنے پوتے کو گود میں اُٹھالیا اور پیار کرتے کرتے رونے لگے۔ حضرت آمنہ نے پوچھا باباجان آپ کیوں روتے ہیں...... کہا...... اے آمنہ ...... آج اگر عبداللہ ہوتے تو کتنے راضی ہوتے کتنے خوش اور شاد ہوتے۔

اور افسوس یہ یتیم پیدا ہوا۔ جب اتنا کہا تو غائب سے آواز آئی۔

اے عبدالمطلب یہ یتیم نہیں بلکہ یتیموں کا سہارا بن کے آیا ہے۔ یہ تو دُرِ یتیم بن کے آئے ہیں۔ غریبوں کا ہمدرد بَن کے آیا ہے۔ ساری دُنیا کا غم خوار اور آسرا بن کر آئے ہیں۔

یہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مُرادیں غریبوں کی بَر لانے والا

پھر حضرت عبدالمطلب نے سوچا کہ اِس پیارے اور سوہنے کا نام کیا رکھیں تو آپ پر غنودگی چھا گئی۔ اور کسی کہنے والے نے کہا اس کا نام محمد

صلی اللہ علیہ وسلم رکھ۔ کیونکہ ساری کائنات اس کی تعریف کرتی رہے گی۔ اور یہ نام سب سے اعلیٰ ہے۔ سب سے اچھا ہے۔

حضرت آمنہ کو بتایا تو حضرت آمنہ نے کہا ابا جان مجھے بھی یہی بتایا گیا ہے۔ کہ اس کا نام ☆☆ محمد ☆☆ ﷺ رکھوں۔ اور یہ نام بہت پیارا ہے

کیڈا سوہنا نام محمد دا — اس ناں دیاں ریساں کون کرے

دو جگ تے سایہ رحمت دا — اس چھاں دا ریساں کون کرے

تن بھاگ نیں آمنہ مائی دے — جہنوں مل گئے نبی خدائی دے

جہنے گودی چکیا سوہنے نوں — اُس ماں دیاں ریساں کون کرے

چند روز مائی آمنہؓ نے دودھ پلایا۔ مگر عرب کے دستور کے مطابق گاؤں کی دائیاں آتی تھیں اور وہ بچوں کو لے جاتی تھیں۔ اس طرح کے میں بے شمار دائیاں آئیں اور امیروں کے بچوں کو لے گئیں۔ مگر حضور ﷺ کی طرف کسی کا دھیان نہ گیا۔ اِدھر حضرت حلیمہ سعدیہ۔ جس کی ڈاچی کمزور تھی۔ سب سے آخر میں کے میں آئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سب سے آخری رسول بن کر تشریف لائے تھے اس لیے آپ کی دائی بھی آخر میں آئی۔

چونکہ آپ حلیم اور رحمت والے تھے۔ اس لیے حلیمہ سعدیہ کو یہ سعادت ملی تھی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ حضرت آمنہ کے گھر آئیں تو حضور ﷺ کی طرف دیکھا دیکھتے ہی عاشق ہو گئیں۔ دل میں محبت نے جوش مارا۔ اور دوڑ کر حضور کو گود میں اُٹھا لیا۔ خوب پیار کیا۔ پھر عرض کیا اے آمنہ بی بی اس پیارے سے بچے کو مجھے

دے دے۔تا کہ میں اس کو دودھ پلاؤں۔حضرت آمنہؓ نے فرمایا کیوں نہیں۔اے حلیمہ سعدیہ اس بچے کو تو دودھ پلا۔حضرت عبدالمطلب تشریف لے آئے۔فرمایا حلیمہ سعدیہ گھبرانا نہیں۔دودھ پلائی میں وہ کچھ دُوں گا جو آج تک جہان والے نہیں دے پائے۔

جب حضرت آمنہؓ نے حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی گود میں حضور ﷺ کو ڈالا تو حضرت آمنہؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔اپنے بیٹے کو پھر سینے سے لگا کر خوب پیار کیا۔اور پھر دوبارہ حلیمہ سعدیہؓ کی گود میں دے دیا اور فرمایا......

میرے دِل دا توں لے جا نی قرار میرے کولوں
دوہاں عالماں دی لے جا نی بہار میرے کولوں
دیکھیں نیں حلیمہ میرے لال نوں روائیں ناں
کلیاں نوں چھڈ کے تے ہور کیتے جائیں ناں
جے تیں کول تیرے لے جا نی پیار میرے کولوں
دوہاں عالماں دی لے جا نی بہار میرے کولوں
میرے دِل دا توں لے جا نی قرار میرے کولوں

حضرت حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ کو اپنی ڈاچی پہ بٹھایا اور اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئیں۔تمام دائیاں بچے لے کر جا چکی تھیں۔مگر حضرت حلیمہ سعدیہ کی ڈاچی اتنی تیز ہو چکی تھی کہ بہت تیز دوڑنے لگی۔جس جگہ ڈاچی قدم رکھتی تھی۔وہاں سبزہ اُگ آتا تھا۔جب وہ ڈاچی اُن دائیوں کے قریب آئی تو وہ تمام حیران ہو گئیں

کہ اے حلیمہ سعدیہ تیری ڈاچی تو کمزور تھی اور یہ چل نہ سکتی تھی۔ اب کیا ہوا۔ تُو نے اسے کیا کھلایا ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ نے خوش ہو کر فرمایا۔ **سنو**...... اے دائیوں۔

تُساں کیتا نہ پسند اے یتیم جان کے
میں تے چاہ لیااے دلاں دا حکیم جان کے
جن آمنہ دا جھولی وچ پائی جاندی آں
تائیوں اپنی میں ڈاچی نوں دوڑائی جاندی آں
جینوں تُساں نہیں سی چایا اونوں چائی ویندی آں
لال آمنہ دا گودی وچ اٹھائی ویندی آں
ایدے ہتھ وچ میری ڈاچی دی مہار اے
تائیوں وَدھ گئی ہن ایدی رفتار اے
میں تاں اسیں تائیں دِل وچ وسائی ویندی آں
جنوں تُساں نہیں سی چایا اونوں چائی ویندی آں

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ

حضور ﷺ کی برکت سے ڈاچی کا دودھ بڑھ گیا۔ جس سے صحت ہو گئی۔ میرا بھی دودھ زیادہ ہو گیا۔ ہمارے گھر میں بہت غربت تھی۔ تنگی تھی۔ حضور ﷺ کے تشریف لانے سے سب دُور ہو گئیں۔ میرے جانور ڈاچی کے پیچھے چلتے۔ ڈاچی جدھر جاتی تھی۔ سبزہ ہی سبزہ ہوتا تھا۔

میرا گھر مجھے محل لگتا تھا۔
اور کوئی کہنے والا کہتا تھا۔

واہ حلیماں مقدر اے تیرے
تیرے گھر لائے آقا نے ڈیرے
گودی سوہنے نوں اُٹھا
پئی خوشیاں منا نالے لوریاں سُنا
تینوں ملیا خزانہ اے بھارا۔ جگ توں نیارا
نی تیرے کچے ڈھاریاں دی گل بن گئی
آیا ربّ دا حبیب پیارا۔ عرب دا ستارہ
تے اساں اَج ساریاں دی گَل بَن گئی

○ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ○

ذکرِ مصطفٰے ﷺ
دِل سے فکر و غم دُور کرتا ہے
اور دِل کو مسرور کرتا ہے

تقریر نمبر﴿7﴾

معجزاتِ رسول ﷺ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ○ (پ 6)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ﷺ

اے لوگوں بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آئی اور تم پر کتاب کھلی نازل کر دی۔

سب بہنیں جھوم جھوم کر درود و سلام پڑھیں!

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں ۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دُنیا بنانے پر قادر ہے اور دُنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے

بڑے سلطان، بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
مگر ربّ کائنات کی تعریف ختم نہ ہو گی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک دَر دَر کی
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دوعالم رحمت جہاں، سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب و سینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شب اسریٰ کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آ جاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو لوگوں کے واسطے اپنی دلیل بنا کر بھیجا۔ دلیل پکی ہوگی تو دعویٰ بھی پکا ہوگا۔ اگر دلیل کمزور یا ناقص ہو تو دعویٰ بھی کمزور اور ناقص ہو تا ہے اب دعویٰ کیا ہے۔ دعویٰ یہ ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اس دعوے کی دلیل کیا ہے۔ دلیل یہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کہ **محمد** اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

جس نے اللہ تعالیٰ کو ماننا ہے وہ پہلے دلیل کو مانے گا اور اگر دلیل سے مطمئن ہو گیا تو دعویٰ تسلیم کر لیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ایسا مکمل بنایا۔ ایسا حسین بنایا۔ ایسا بے مثال بنایا۔ کہ کوئی عیب۔ کوئی نقص۔ کوئی خرابی رہنے نہ دی۔ تا کہ دلیل کمزور نہ ہو جائے ورنہ دعویٰ کمزور ہو جائے گا۔

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے
ایسی تصویر محبوب کی کھینچ دی
خود خدا کو بنا کے پیار آ گیا

میری بہنو!

پہلے رسولؑ اور نبی معجزات لے کر آئے۔ مگر میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سر سے لے کر پاؤں تک معجزہ بن کر تشریف لائے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ ان میں یہ کمی ہے ان میں یہ نقص ہے۔ اس لئے مکمل بنا کر بھیجا کہ یہ میری دلیل ہے اور میری اس دلیل سے میرے دعوے کی سچائی ثابت ہوگی۔

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر — سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے
رحمت دو جہاں آپ کی ذات ہے — اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے
روح کون و مکان پہ نکھار آ گیا — سب کی بے چینیوں کو قرار آ گیا
مرحبا مرحبا ہر کسی نے کہا — آمد مصطفیٰ تیری کیا بات ہے

1۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال معجزہ

جب سرکار مدینہ اپنے بال کٹاتے تو صحابہ گرنے نہ دیتے بلکہ جھولیوں میں بھر لیتے تھے۔

2۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ٹوپی میں حضور کا بال سجا رکھا تھا جب بھی جنگ کو جاتے وہ ٹوپی پہن لیتے۔ جس سے فتح ہو جاتی تھی ایک جنگ میں ٹوپی بھول گئے تو آپ کی بیوی ٹوپی دے کر آئی۔ تو پھر اُس کی برکت سے فتح حاصل ہوئی۔

3۔ حضرت اسماء کے پاس حضور کا ایک بال تھا جس کو پانی میں حل کر کے جس مریض کو پلاتے شفا ہو جاتی تھی۔

4۔ آپ کا چہرہ انور جو بھی دیکھ لیتا تھا دیوانہ ہو جاتا۔ ایک دفعہ کافروں کا سردار ولید حضور کے پاس آیا۔ جب واپس گیا تو کافروں سے کہنے لگا غور سے سنو! میں نے اُس کا چہرہ غور سے دیکھا ہے۔ اُس کا چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔

یعنی کافر بھی حضور میں عیب نہ پاتے تھے۔ بلکہ مکہ کے تمام لوگ جان کے دشمن تھے مگر پھر بھی کہتے تھے کہ تو صادق ہے امین ہے۔ تو بے عیب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دلیل بن کر تشریف لائے تھے۔

5۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک رات چودھویں کا چاند چمک رہا تھا میں کبھی حضور کے چہرے کو دیکھتا تھا اور کبھی چاند کو دیکھتا تھا۔ خدا کی قسم!

مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ

میں نے کسی چیز کو بھی رسول اللہؐ سے حسین نہیں دیکھا۔

6۔ معراج کی رات حضورؐ نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا اے جبریلؑ تو نے آدمؑ سے عیسیٰ علیہ السلام تک رسولوں اور نبیوں کو دیکھا ہے۔ بتا ہم کیسے ہیں؟

معراج میں جبریلؑ سے کہنے لگے شاہ امم
تم نے دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
روح الامیں کہنے لگے اے حسیں تیری قسم
آفاق ہا گردیدہ اَم مہرِ بُتاں ورزیدہ اَم
بسیار خُوباں دیدہ اَم لیکن تُو چیزے دیگری

حضرت جبریلؑ نے کہا۔ سب کو دیکھا۔ مگر آپ سا حسین و جمیل کوئی نہ پایا۔ آپ سب سے اعلیٰ مرتبے والے ہیں۔

تیرے جھیا آوناں ایں ناں آیا کملی والیا
ربّ نے بھی دوجا نئیں بنایا کملی والیا

7۔ **حضورؐ کی آنکھیں معجزہ**...... ابوبکرؓ کی طرف اُٹھیں صدیقؓ بنا دیا۔ عمرؓ کی طرف دیکھا فاروق بنا دیا۔ عثمانؓ کو دیکھا۔ غنی بنا دیا۔ علیؓ کو دیکھا اسد اللہ بنا۔ دیا۔ بلالؓ کو دیکھا رشکِ قمر بنا دیا۔ بدنصیب کو دیکھا بانصیب بنا دیا۔ گمراہ کو دیکھا ہادی بنا دیا۔ ذلیل کو دیکھا معزز بنا دیا۔ جاہل کو دیکھا عالم بنا دیا۔ کمزور کو دیکھا شہ زور بنا دیا۔

خزاں کو دیکھا بہار بنا دیا دشمن کو دیکھا یار بنا دیا
جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

8۔ **آپ کی زبان معجزہ** ۔میرے حبیب کی زبان سے قرآن نکلا۔ یا حدیث مبارکہ نکلی اور جو کچھ بھی نکلا۔ وہ پورا ہو گیا۔ ایک دفعہ ایک یہودی آیا اور کہنے لگا۔ ایمان لے آؤنگا۔ اگر وہ درخت آپکی گواہی دے۔ فرمایا اس سے کہو تجھے خدا کا رسول بلاتا ہے۔

قدماں چوں اُکھڑ کے پیراں اچ آ گئے
جدوں کدی درخت بلائے حضور نے

درخت حاضر ہو گیا اور گواہی دی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔
ایک دن ابو جہل آیا۔ اپنی مٹھی میں کنکریں لے کر کہنے لگا۔ اے محمد اگر تم سچے ہو تو بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ آپ نے فرمایا اے چچا پھر تو ایمان لے آئے گا۔ ابو جہل نے کہا ہاں میں ایمان لے آؤں گا۔
آپ نے کنکریوں سے فرمایا میری گواہی دو۔ مٹھی میں سے آواز آئی ہم سات کنکریاں ہیں اور گواہی دیتی ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں ۔میرے نبی کی شان یہ ہے کہ

او پتھراں نوں کلمہ پڑھا جان دا اے
او سکیاں کھجوراں اُگا جان دا اے
او شجراں نوں لاگے بلا جان دا اے
او اُنگلاں چوں چشمے چلا جان دا اے
او سورج نوں الٹا پھرا جان دا اے
او چن دے ٹکڑے کرا جان دا اے
خدا دی حقیقت نوں اوہو جانے
تے اوہدی حقیقت خدا جان دا اے

میری بہنو!

خدا کے پیارے رسول کا لعاب دہن بھی معجزہ۔ حضرت علی کی آنکھیں دکھ رہی تھی۔ میرے رسول عربی نے ان کی آنکھوں پہ اپنا لعاب دہن لگا دیا تو آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

حضرت قتادہ جنگ اُحد میں لڑ رہے تھے کہ ایک تیر آ کر آنکھ پر پڑا۔ اور آنکھ باہر آ گئی۔ وہ فوراً دوڑے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ یا رسول اللہ میری آنکھ باہر نکل آئی۔ سرکار مدینہ نے فرمایا۔ لاؤ ٹھیک کر دوں۔ آپ نے اپنا لعاب دہن لگا کر آنکھ جوڑ دی۔ صحابی کہتے ہیں وہ آنکھ ایسی روشن ہوئی کہ اُس کی روشنی کم نہ ہوئی۔

مدینے میں ایک کنواں تھا جس کا پانی کڑوا تھا۔ لوگوں نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ ہم پانی کہاں سے پئیں کنواں کڑوے پانی کا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ چلو دیکھیں کہ پانی کیسا ہے۔ کنویں پر گئے۔ آپ نے کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ فرمایا پانی نکالو جب پانی نکالا گیا تو وہ پانی اتنا ٹھنڈا اور میٹھا تھا کہ صحابہ نے پہلے کبھی نہ پیا تھا۔

میری بہنو!

یہ سب میرے نبی کے لعاب دہن کا معجزہ تھا کہ کڑوا پانی میٹھا ہو گیا۔

جنگ خندق ہونے والی تھی۔ صحابہ کرام خندق کھود رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود خندق کھود رہے تھے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ آئے اور عرض کیا

یارسول اللہ آپ کی میرے گھر میں دعوت ہے۔آپ نے اعلان فرما دیا کہ اے میرے صحابہ آج شام کو جابر کے گھر تم سب کی دعوت ہے۔حضرت جابر نے عرض کیا یارسول اللہ کھانا تو بہت تھوڑا ہے۔فرمایا جابر فکر نہ کرو۔کھانا تھوڑا نہیں رہے گا۔ شام سے پہلے جابر نے چند سیر جو کا آٹا گوندھا اور سالن کے لئے ایک بکری ذبح کی۔حضرت جابر کے دو بچے تھے۔انہوں نے اپنے باپ کو بکری ذبح کرتے دیکھ لیا تھا۔ایک بھائی نے دوسرے سے کہا ذرا چھت پر آؤ۔جب وہ دونوں چھت پر گئے تو بڑے نے چھوٹے کو لٹایا اور چھری لے کر کہا ابو نے بکری کو یوں ذبح کیا ہے اور چھری چھوٹے بھائی کی گردن پر چلا دی۔ جب وہ ذبح ہو گیا تو خود بھی چھت سے کود گیا۔ ماں نے چیخ سنی تو دوڑی آئی اور دونوں بچوں کی لاشوں کو اُٹھایا۔ کمرے میں پلنگ پر لٹا کر چادر ڈال دی کہ حضور ﷺ جب دعوت کھا کر تشریف لے جائیں گے۔پھر انہیں دفنا دیں گے۔

اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جابر کے گھر میں صحابہ کے ساتھ تشریف لے کر گئے حضور نے فرمایا جابر ہنڈیا لاؤ۔حضرت جابر ہنڈیا لائے حضور نے اُس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔پھر آٹے میں بھی حضور نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور اوپر چادر ڈال دی۔دس دس صحابہ آئے اور کھا کر چلے جاتے۔ایسے ہی پندرہ سو صحابہ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔مگر کھانے میں کمی نہ آئی۔﴿سبحان اللہ﴾

میرے رسول عربی کے لعاب دہن کی برکت سے کھانے میں زیادتی ہوگئی

اب حضور کے کھانے کا وقت آیا آپ نے فرمایا اے جابر میں اُس وقت

تک کھانانہیں کھاؤں گا۔ جب تک تیرے بچے میرے ساتھ نہ کھائیں۔ حضرت جابر نے عرض کی یارسول اللہ! وہ کہیں باہر کھیلنے گئے ہیں۔ آپ کھانا کھا لیجئے۔ مگر آپ نے فرمایا اے جابر سچی بات بتاؤ۔ یہ سُنا تو بچوں کی ماں رونے لگی اور عرض کیا یارسول اللہ وہ دونوں بچے اندر ہیں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود اندر تشریف لے گئے اور چادر اُٹھا کر فرمایا اے جابر کے باغ کے پھولو۔ اُٹھو اور میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اتنا کہنا تھا کہ بچے اُٹھ گئے اور دسترخواں پر آ کر بیٹھ گئے عرض کیا! یا رسول اللہ ہم اُس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے۔ جب تک ہماری بکری زندہ نہ ہو جائے۔ حضور نے فرمایا بکری کی ہڈیاں جمع کرو۔ ہڈیوں پر آپ نے اپنی کالی کملی ڈال کر فرمایا اے بکری اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ تو وہ بکری بھی زندہ ہو گئی۔ ﴿سبحان اللہ﴾

میری بہنو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک بھی معجزہ

مکہ میں یمن سے ایک آدمی آیا۔ جس کا نام حبیب یمنی تھا۔ اُس کو معلوم ہوا کہ مکے میں آخرالزماں رسول تشریف لے آئے ہیں۔ ابوجہل سے ملا۔ ابوجہل نے کہا اُس کے پاس نہ جانا وہ بڑا جادوگر ہے تجھ پر جادو کر دے گا۔ حبیب یمنی نے کہا آج ایسا سوال کروں گا۔ اس کا تعلق آسمان سے ہوگا۔ دونوں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ حبیب یمنی نے کہا کہ اگر آپ خدا کے رسول ہیں۔ تو اُدھر چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے۔ اُس کے دو ٹکڑے کر دیں اگر آپ نے چاند کے ٹکڑے کر دیئے

تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔آپ نے فرمایا ذرا غور سے دیکھنا یہ نہ ہو کہ تم بھی کہہ دو کہ جادو ہو گیا۔حضور نے اپنی انگلی کا اشارہ فرمایا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا ایک پہاڑ کی طرف ہو کر دوبار جڑ گیا۔حبیب یمنی نے دیکھا تو حضور کے قدموں پر گر گیا اور کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور پکار کر یوں کہنے لگا۔

خطا کار ہوں میں عطا چاہتا ہوں
تیرے فضل کی انتہا چاہتا ہوں
مجھے ساری دُنیا نے ٹھکرا دیا ہے
سہارا حبیب خدا چاہتا ہوں
نہ دنیا کی خواہش نہ جنت کی خواہش
آپ کی ایک پیاری نگاہ چاہتا ہوں

دیکھو سرکار دو عالم کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔
چاند بھی رسولِ عربی کے اشارے پر چلتا ہے۔جس کے اشارے پہ چاند چلے۔
اُس کی شان کی انتہا بس خدا ہی جانتا ہے۔

آپ ﷺ خیبر سے واپس آرہے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا حضورؐ نے نماز ادا فرمائی اور حضرت علی کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔نماز عصر کا وقت جا رہا تھا۔سورج غروب ہو رہا تھا۔یہ سوچ کر کہ میری عصر کی نماز قضا ہو رہی ہے قیامت کے روز خدا کی بارگا میں شرمندگی نہ ہو۔حضرت علی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔حضور کی آنکھ کھلی پوچھا اے علی کیوں روتے ہو۔عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم میری عصر کی نماز قضا ہوگئی۔حضور مسکرائے اور فرمایا اے علی اب ادا پڑھنا چاہتے ہو یا قضا۔حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ہوتے ہوئے قضا پڑھوں۔حضور ﷺ مُسکرائے اور سورج کی طرف انگلی کا اشارہ فرمایا۔حضور کی انگلی کی طاقت کا اندازہ لگائیں۔کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہونا شروع ہوا۔جیسے جیسے انگلی اوپر اُٹھ رہی تھی۔سورج اوپر آتا جارہا تھا اور پھر عصر کے وقت پر آگیا۔حضرت علی نے نماز عصر ادا فرمائی۔یہ تمام حضور کے ہاتھ کے معجزات ہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی دلیل ہر طرح سے مکمل ہے اور حضور سراپائے معجزہ بن کر تشریف لائے۔

اب ایک اور معجزہ بیان کرتی ہوں۔حدیبیہ کے سفر میں پندرہ ہزار صحابہ کے ہمراہ حضور جارہے تھے کہ راستے میں ایک مقام پر قیام فرمایا۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے پاس پانی بہت کم ہے وضو بھی نہیں کر سکتے۔جانور بھی پیاسے ہیں یارسول اللہ دعا فرمایئے کہ بارش ہی ہو جائے۔سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا جتنا پانی ہے میرے پاس لے آؤ ایک مشکیزے میں پانی بھر کر صحابہ حضور کے دربار میں لے آئے۔حضور نے اُس مشکیزے کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔یونہی پیارا پیارا ہاتھ رکھا آپ کی پانچوں اُنگلیوں سے پانی جاری ہوگیا۔یوں لگتا تھا کہ پانچ نہریں بہہ رہی ہیں فرمایا کہ سب مشکیزے بھر لو تمام صحابہ نے وضو بھی کیا۔سب نے پیٹ بھر کر پانی بھی پیا۔جانوروں کو پلایا۔تمام برتن بھی بھر لئے۔مگر وہ پانی ختم نہ ہوا۔حضور نے فرمایا اب اور تو نہیں چاہیے سب نے عرض کیا یا رسول اللہ اب پانی بہت ہے۔

آپ نے مشکیزے کے منہ سے اپنا ہاتھ اُٹھالیا۔ مشکیزے میں اتنا ہی پانی تھا۔

میرے کملی والے کی شان ہی نرالی ہے
دینے والا داتا ہے سارا جگ سوالی ہے
شہر مصطفےٰ تیری بات ہی نرالی ہے
خلد جسے کہتے ہیں میری دیکھی بھالی ہے
ہم گنہگاروں کو رب سے بخشوا لیں گے
ان کے رب نے کب ان کی بات ٹالی ہے

میری بہنو!

میرے حضور اللہ پاک کی بُرھان بن کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی دلیل بے مثال بن کر تشریف لائے۔ کہ آپ بے عیب اور بے مثال ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ آپ کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی کیونکہ مکھی گندگی پر بیٹھتی ہے۔ اس لئے کوئی گندی چیز کا حضور سے واسطہ ہی کیا۔ میرے حضور تو گندوں کو پاک کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ آپ کا پسینہ مبارک خوشبودار تھا۔ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ اگر ہم نے کبھی حضور کو تلاش کرنا ہوتا تھا تو ہم خوشبو سونگھتے جاتے تھے آپ جس گلی سے گزر جاتے وہاں سے عنبر و کستوری کی خوشبو آیا کرتی تھی (سبحان اللہ)

مدینے میں ایک غریب عورت رہتی تھی اُس کی بیٹی کی شادی تھی اُس نے بازار سے خوشبو خریدنے کا ارادہ کیا۔ چل پڑی چلتے چلتے وہ دربار رسالت میں حاضر ہوگئی۔ سرکار دو عالم نے پوچھا۔ اماں تم بہت پریشان ہو۔ کیا بات ہے۔ اُس

عورت نے حضور کے دربار میں عرض کی!

عرض کیتی اُس عورت آ کے پاک نبی دے آگے
میں لڑکی دی شادی کرنی خوشبو ہتھ نہ لگے

یارسول اللہ ﷺ کل میری بیٹی کی شادی ہے اور خوشبو لینے آئی تھی۔ خوشبو کہیں سے ملی ہی نہیں۔ اگر ہو سکے تو میرا یہ کام ضرور کر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اماں برتن دیں۔ جس میں عطر لینا ہے۔ اُس عورت نے برتن دیا تو

لاہ چہرے توں مُڑکا دیتا حضرت اُس دے تائیں
گئی نہ خوشبو اُس دی نسلوں کہیاں پُھلاں تائیں

فرمایا یہ خوشبو میرے پسینے کی لے جا اور اپنی بیٹی کو لگا دے۔ وہ عورت حضور ﷺ کا پسینہ لے گئی اور بیٹی کو عطر کے طور پر دیا سارے محلے میں خوشبو پھیل گئی لوگوں نے پوچھا اماں یہ اتنی اچھی خوشبو کس نے تجھے دے دی۔ اتنی مہنگی خوشبو اور اتنی زیادہ پھیلنے والی خوشبو ہے۔ اماں بتاؤ کہاں سے لائی۔ اماں نے کہا یہ میرے نبی کے پسینے کی خوشبو ہے۔

ایسی خوشبو کہاں ہے کسی پھول میں
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

احادیث میں آتا ہے۔ اُس لڑکی کی شادی ہو گئی اُس کے بچوں میں سے بھی خوشبو آیا کرتی تھی۔ (سبحان اللہ)

میرے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن

اطہر جس چیز سے لگ گیا وہ بھی بے مثال ہو گئی۔ حضرت انس ابن مالک کے پاس لوگ آئے اور کہا آپ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ حضور کی کوئی بات سنائیں حضرت اُنس اپنے گھر گئے اور دستر خواں اُٹھا کر لے کر آئے فرمایا اے لوگو! بتاؤ یہ صاف ہے کہ میلا۔ سب نے کہا میلا ہے۔ حضرت اُنس نے وہ دستر خوان قریب ہی ایک تنور جل رہا تھا اُس میں ڈال دیا پھر چند منٹوں کے بعد ہاتھ ڈال کر نکال دیا سب لوگ حیران ہو گئے کہ دستر خواں جلا نہ تھا بلکہ صاف ستھرا ہو گیا تھا۔ سب نے عرض کیا کہ اے پیارے اُنس یہ کیا راز ہے۔ حضرت اُنس نے فرمایا کہ ایک دن میرے گھر حضور تشریف لائے تھے آپ نے کھانا تناول فرمایا اور دستر خواں سے ہاتھ صاف فرمائے تھے۔ اب یہ کپڑا جب میلا ہو جاتا ہے تو اسے صابن سے نہیں دھوتا بلکہ آگ میں ڈال دیتا ہوں آگ میل کو کھا جاتی ہے مگر کپڑے کو نہیں جلاتی۔

میری بہنو!

ذرا غور کرو جس کپڑے سے حضور ہاتھ صاف فرمالیں اُسے آگ نہیں جلاتی تو جس ماں کی گود میں کھیلتے رہے جس دائیہ کی گود میں پرورش پائی ہو ایسی ماں کا کیا مقام ہوگا اور جن کے دل حضور کا درود سلام پڑھیں۔ تو بتاؤ وہ کیا دوزخ کی آگ میں جل سکتی ہے۔ اب جھوم جھوم کر درود وسلام پڑھو۔

ایک صحابی بہت بیمار تھے اُنھوں نے دو اونٹ بطور تحفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجے اور عرض کیا کہ میرے لیے دُعا بھی کروانا۔ جب دو اونٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش

کیے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے صحابی کو کیا ہوا۔ ساتھی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ سخت بیمار ہے۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے مٹی کا ایک ڈھیلا اُٹھایا اور اُس کے ساتھ اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ فرمایا یہ لے جاؤ۔ اُسے پانی میں گھول کر پلا دو۔ وہ صحابی مٹی کا ڈھیلا لے گئے اور پانی میں گھول کر پلا دیا۔ جب اُس نے پانی پیا۔ تو اُسی وقت شفا ہو گئی۔

جن کے قدموں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی ﷺ

میری بہنو!

میرے سوہنے رسول ﷺ جب مدینہ تشریف لائے۔ مدینہ کا نام یثرب تھا۔ یعنی دکھوں اور غموں کی جگہ۔ جب سرکار دو عالم تشریف لے آئے تو شہر مدینہ منورہ بن گیا۔ اُس کی خاک شفا بن گئی۔ جو ایک دفعہ مدینہ منورہ چلا جاتا ہے پھر دوبارہ مدینے جانے کی تمنا کرتا ہے۔ مدینے کے در و دیوار سے خوشبو آتی ہے۔ مدینے کی گلیاں وہ گلیاں ہیں۔ جن میں حضور کی تلیاں لگی ہوئی ہیں۔ ایسے ایسے مریض جو لا علاج ہو جاتے ہیں۔ جب مدینے کی فضاؤں میں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں میں سانس لیتے ہیں۔ تو بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اور بیمار رو کر پکارتا ہے۔ یا رسول اللہ میں آپ کے دَر کا بھکاری ہوں۔ آپ کے در کا فقیر ہوں۔ جیسے میری ظاہری بیماری دُور فرمائی ہے۔ ایسے ہی میرے دِل کو روشن فرما دیجئے۔

پیام لے کے جو آئی صبا مدینے سے
مریض عشق کی لائی دوا مدینے سے
بتاؤ کوئی کہیں اور سے بھی کچھ پایا
جسے ملا جو ملا وہ ملا مدینے سے
نہ چین پائے گا یہ غم زدہ کسی صورت
مریض غم کو ملے گی دوا مدینے سے
چلے جو طیبہ کو مسلم تو خلد میں پہنچے
کہ سیدھا خلد کا ہے راستہ مدینے سے

اپنے تو اپنے رہے اگر بیگانے بھی آئے۔ تو بے فیض نہ رہے مدینے میں ایک یہودی رہتا تھا۔ وہ نابینا تھا۔ اس کی بیٹی کو اللہ پاک نے ایمان کی دولت عطا فرمادی اور وہ اسلام لے آئی۔ مگر اپنے باپ کی برابر خدمت کرتی رہی۔ بڑے علاج کرائے مگر اس کی آنکھوں کو آرام نہ آیا۔ ایک روز وہ لڑکی روتی ہوئی سرکار مدینہ کے دربار میں حاضر ہوگئی۔ اور عرض کیا یارسول اللہ کرم فرمائیں۔ میرا باپ آنکھوں کا اندھا بھی ہے اور دل کا اندھا بھی۔ یارسول اللہ کرم فرمائیں۔ اُس کی آنکھوں میں نور آجائے۔

اور دل میں اسلام کا شعور آجائے۔

وہ بار بار حضور ﷺ سے فریاد کررہی تھی کہ میرا واحد سہارا میرا باپ ہے۔ آپ کرم فرمائیں اور اُس کی بینائی لوٹا دیں۔

حضور نے اپنے پاؤں کی مٹی مبارک عطا فرمائی اور فرمایا بیٹی جا اسے اپنے باپ کی آنکھوں میں ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ لڑکی گھر گئی۔ اور کہا ابا جان میں آپ کے لئے ایسی دوا لے کر آئی ہوں کہ شفا ضرور ہوگی۔ یہودی نے کہا بیٹی تو پھر جلدی سے میری آنکھوں میں ڈال دو۔ اُس لڑکی نے اپنے باپ کی آنکھوں میں حضور کی خاک پاء جب ڈالی۔ تو اُس کی آنکھوں میں نور آ گیا۔ اور بولا اے بیٹی یہ دوا بہت اچھی ہے۔ بتا یہ کہاں سے لے کر آئی ہو۔ لڑکی نے کہا ابا جی یہ میرے رسول کے پاؤں کی خاک تھی۔ جو میں نے آپ کی آنکھوں میں ڈالی ہے۔ یہ سنا تو یہودی نے پکار کے کہا اے بیٹی میں اس خدا کے پیارے رسول پر ایمان لاتا ہوں۔ تیرا رسول سچا ہے۔ اس کا پیغام سچا ہے۔ اے بیٹی چل مجھے حضور کے قدموں میں لے چل حضور کے دربار میں یہودی حاضر ہو گیا اور توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ سرکار دو عالم نے فرمایا بیٹی دیکھنا آنکھوں میں نور کیسا پیدا ہوا اور دل میں اسلام کا سرور کیسا پیدا ہوا۔ یہ سن کر وہ لڑکی خوشی سے اشکبار ہو گئی۔

قرآن پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی دلیل کہا اور دلیل کا ہر طرح سے مکمل ہونا اور پاک ہونا ضروری ہے قولی طور پر بے عیب ہو۔ فعلی طور بے عیب ہو کاروباری طور پر لین دین کا کھرا ہو۔ امانت میں خیانت نہ کرتا ہو۔ سچی بات کرتا ہو الغرض ہر معاملہ میں اعلیٰ ہو۔ تو پھر وہ دلیل صادق بن سکتا ہے۔

خود قرآن نے کہا۔

اَطِیْعُو اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ

اطاعت کرواللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی

سوچنے کی بات ہے۔ اطاعت اُسؐ کی ہوتی ہے۔ جو ہمارے سامنے کوئی کام کر کے دکھائے۔ اللہ تعالیٰ کو ہم نے دیکھا نہیں۔ اب زندگی میں اس کی اطاعت کیسے کریں۔ اللہ تعالیٰ نہ نماز پڑھتا ہے۔ نہ روزہ رکھتا ہے۔ نہ حج کرتا ہے اُس کے لئے نہ کھانا۔ نہ پینا۔ نہ سونا۔ نہ لیٹنا۔ نہ چلنا۔ نہ دوڑنا۔ نہ شادی کرنا۔ نہ جہاد کرنا۔ کوئی بھی فعل نہیں ہے۔ تو پھر اُس کی اطاعت کیسے ہو۔ تو فرمایا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

رسول کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

پھر بات وہیں آکر ختم ہوتی ہے۔ کہ دعویٰ صادق بنانے کیلئے دلیل صادق ہونا ضروری ہے۔ اطاعت کرانے کیلئے جس کو بھیجا۔ وہ ہر طرح سے مکمل ہو۔ وہ مکمل ہوگا تو اس کی اطاعت ہو سکے گی۔ زندگی کے ہر مرحلے میں میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکمل پائے جاتے ہیں۔ کسی بھی مقام پر کوئی دشمن انگلی اُٹھاکے یہ کہتا ہوا نظر نہیں آتا کہ فلاں موقع پر اس رسول نے یہ خرابی کی۔ فلاں موقع پر ہم سے دھو کا کیا۔ بلکہ یہ کہتے ہوئے نظر آئیں گے کہ اس کا دین ہم نہیں مانتے مگر اس کی ذات میں کوئی نقص نہیں۔ اس کی ذات بے عیب ہے۔ یہ صادق ہے۔ یہ امین ہے۔ پھر کہنا پڑتا ہے۔ تیرے جیہا آوناں اے ناں آیا کملی والیا

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

تقریر نمبر ﴿8﴾

فضائلِ والدین

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ○(پ۱۵)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیِّ الْکَرِیْمُ ﷺ

میری بہنو!

سب مل کر درود و سلام پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ جس نے زبانوں کو قوتِ گویائی عطا فرمائی۔ کانوں کو قوتِ سماعت دی۔ آنکھوں کو بصارت کا نور دیا۔ دلوں کو بصیرت کی روشنی عنایت فرمائی۔ دماغ کو کمپیوٹر بنایا۔ پھر اُسے یادوں سے سجایا۔ انسان کو عقل دے کر اور شرف بارگاہ بخش کر اشرف المخلوق بنایا۔ علم دے کر فرشتوں سے اعلیٰ

کردیا۔ وہی اللہ ساری کائنات کا مالک وخالق ہے۔ اُسی کے حضور ہمارے جبینیں جھکتی ہیں۔

میری بہنو!

درود وسلام کے گجرے سرورِ کائنات۔ رحمتِ جہاں۔ شافعِ محشر۔ نورِ مجسم۔ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی بارگاہِ مقدسہ میں پیش کرتی ہوں۔ کہ جس بارگاہ میں جبرئیل بھی بلا اجازت نہیں آتے۔ جس بارگاہ میں آنے والا بدنصیب نہیں رہتا۔ جس بارگاہ سے ہر ایک کو بھیک کے ساتھ دُعا بھی ملتی ہے۔

فضلِ رَبّ العُلٰی اور کیا چاہیئے	مِل گئے مصطفٰے اور کیا چاہیئے
دامنِ مصطفٰے جن کے ہاتھوں میں ہو	اُن کو روزِ جزاء اور کیا چاہیئے
سبز گنبد نگاہوں میں رہنے لگا	حاضری کا صِلہ اور کیا چاہیئے
اُن کے دربار میں حاضری ہوگئی	دردِ دِل کی دوا اور کیا چاہیئے
بھیک کے ساتھ اُن کے دربار سے	مِل رہی ہے دُعا اور کیا چاہیئے
جیتے جی لُطف سرکار سے لے لیا	خُلد میں داخلہ اور کیا چاہیئے
ہر جُرم پہ کرم ہر خطا پہ عطا	رحمتِ مصطفٰے اور کیا چاہیئے
بخش کر نعمتیں دو جہاں کی مجھے	پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہیئے
میرے آقا کے در سے میرے ہمدموں	جو بھی مانگا ملا اور کیا چاہیئے
اُمتی ہوں میں سیدِ کونین کی	اِس سے رُتبہ سوا اور کیا چاہیئے
ہے سکندر ثناء خوانِ شاہِ اُمم	عزت و مرتبہ اور کیا چاہیئے

☆ **میری بہنو!**

یہ محفل والدین کی عظمت اور اُن کی فضیلت کو بیان کرنے کے لیے منعقد کی گئی ہے۔ میں نے قرآن پاک کی جو آیتِ کریمہ کا حصہ تلاوت کیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ○

اور والدین پر احسان کرو۔ مطلب یہ کہ والدین کو کبھی ناراض نہ کرو۔ اُن کی خدمت میں کوئی کمی نہ ہونے دو۔ اُن کی ہر ضرورت کو اپنی ضرورت جانو۔ اُن کے سامنے عاجزی اور محبت سے بات کرو۔ ہر کام اُن کے مشورے سے کرو۔

قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر والدین کی عظمت بیان کی گئی ہے اور اُن کی نافرمانی پر خُدا کی ناراضگی کا تذکرہ آیا ہے۔

☆ **میری بہنو!**

حضور ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز بہت سے لوگ عرش کے سائے میں ہوں گے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ وہ خوش قسمت لوگ کون ہوں گے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو اپنے والدین کے فرمانبردار ہوں گے اور اُن کا احترام کرنے والے ہوں گے۔

حضرت اُمِ المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ حضور ﷺ معراج کی رات جنت میں داخل ہوئے تو وہاں قرآن پڑھنے کی آواز آئی۔ آپ نے پوچھا

اے جبرئیلؑ یہ کون پڑھتا ہے۔

جبرئیلؑ نے عرض کیا یہ حارثہ بن نعمانؓ ہے۔ یہ فضیلت اُسے اس لیے ملی ہے کہ یہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرتا تھا۔

حضور ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے اوپر کس کا حق زیادہ ہے۔

فرمایا۔ تیری ماں کا۔ پھر اُس نے پوچھا اس کے بعد۔ فرمایا۔ تیری ماں کا۔ تیسری بار پھر پوچھا۔ اس کے بعد کس کا حق ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا۔ تیری ماں کا۔ اُس نے پھر پوچھا۔ اس کے بعد کس کا حق ہے۔ فرمایا تیرے باپ کا۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ خدا کی رضا باپ کی رضا میں ہے

نسائی شریف میں ہے۔ کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ میں جہاد پہ جانا چاہتا ہوں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ کیا تیری ماں حیات ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں حیات ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جا کر اُس کی خدمت کر۔ یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ کیونکہ

اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اِقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے

☆ میری بہنو!

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ اپنے والدِین کو گالی نہ دیا کرو۔ صحابہ نے

عرض کیا۔کون بدبخت ہوگا جو اپنے والدین کو گالی دیتا ہوگا۔

سرکارِدوعالم ﷺ نے فرمایا۔کہ جب تُم کسی کے والدین کو گالی دیتے ہو تو وہ لَوٹا کر تمہارے والدین کو گالی دیتا ہے۔تو گویا تُم نے خود اپنے والدین کو گالی دی۔

☆ میری بہنو!

والدین کو گالی دینا تو ایک طرف اُن کے سامنے اُف کہنا بھی گناہ ہے۔ اُونچی آواز سے بولنا بھی بے اَدبی ہے۔والدین کو گالی دینے والے کا حشر عبرت ناک ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السّلام ایک قبرستان میں سے گزرے۔تو اچانک دیکھا کہ ایک قبر پھٹی اور اُس میں سے ایک شخص کی گردن نمودار ہوئی۔اور اُس نے کتے کی طرح بھونکنا شروع کردیا۔پھر وہ قبر دوبارہ ویسے ہی بن گئی۔یہ دیکھ کر آپؑ بہت حیران ہوئے۔کسی سے پوچھا۔یہ کیا واقعہ ہے۔اُس نے بتایا کہ اے اللہ کے نبی۔وہ سامنے ایک مکان ہے۔اُس میں ایک بڑھیا رہتی ہے۔اُس سے ساری حقیقت معلوم فرمائیں۔حضرت سلیمان علیہ السّلام اُس بڑھیا کے پاس گئے۔تو بڑھیا نے عرض کیا۔اے اللہ کے نبی یہ میرے بیٹے کی قبر ہے۔یہ جب بھی بات کرتا تھا تو یہی کہتا تھا۔اے ماں کتے کی طرح نہ بھونکا کر۔میں سُن کر صبر کرتی تھی۔ایک دِن میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔مجھ سے رہا نہ گیا۔میں نے کہا۔اللہ کرے۔تو مجھے ایسے کہتا ہے۔تو کتے کی طرح بھونکتا ہوا مر جائے۔یہ کہنا تھا کہ وہ بیمار ہوگیا۔اور کتے کی طرح بھونکنے لگا۔پھر وہ مَر گیا۔اب اُس کے مرنے کا جب

وقت ہوتا ہے۔ تو اُس کی قبر پھٹ جاتی ہے۔ تو وہ کتے کی طرح بھونکنے لگتا ہے۔

اَدب کریا کرو سارے اے ماواں جنتی چھاواں
اوناں نوں رونا عمراں دا جنہاں دیا ں مرگیاں ماواں

☆ میری بہنو!

حضور ﷺ نے فرمایا۔ ماں باپ کا چہرہ دیکھیں تو حج کا ثواب ملتا ہے
ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی اپنے ماں باپ کو بار بار دیکھے تو کتنا ثواب ملے گا۔
سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا۔ جتنی بار بھی دیکھے گا۔ اُسے اُتنے حجوں کا ثواب ملے گا۔ کیونکہ اللہ کی رحمت بے کنار ہے۔

☆ میری بہنو!

ہمیں چاہیئے کہ اپنے والدین کا چہرہ پیار سے دیکھتی رہیں۔ کیونکہ جیسے قرآن کو دیکھنا عبادت ہے۔ جیسے بیت اللہ کو دیکھتے ہی حاجی کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ ایسے ہی والدین کی زیارت کرنے سے حج کا ثواب بھی ملتا ہے اور گناہوں کی معافی بھی ہوتی ہے۔

ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ میں نے منت مانی تھی کہ آپ مکہ فتح فرمائیں گے تو میں خانہ کعبہ کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا۔ اب میں جا نہیں سکا۔ آپ فرمائیں۔ کہ میں اپنی منت کیسے پوری کروں۔
حضور ﷺ نے فرمایا۔ جا اپنی ماں کے قدموں کو بوسہ دے دے۔ تیری منت

پوری ہو جائے گی۔

نذر تیری اے پوری ہوسی جو توں لے کے آیا
چُم جا ماں دے قدماں تائیں آقا نے فرمایا

دیکھنا یہ ہے کہ کہاں خانہ کعبہ کی چوکھٹ اور کہاں ماں کے قدم۔ ثابت ہوتا ہے کہ ماں کی فضیلت حضور ﷺ کی پیاری پیاری نظروں میں بہت بلند ہے۔

حضور ﷺ ایک مرتبہ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ ایک بوڑھی عورت لاٹھی ٹیک ٹیک کر آہستہ آہستہ آپ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ آپ نے اُسے دیکھا تو تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے اُس بوڑھی عورت کی طرف تشریف لے گئے اُسے سہارا دیا اور لے کر آئے۔

جب وہ بڑھیا بیٹھنے لگی تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی کالی کملی بچھا کر فرمایا۔ لمّاں جہاں بیٹھو۔

☆ میری بہنو!

غور کرو! ساری کائنات کے والی و مختار، نبیوں کے سردار، حبیب پروردگار ﷺ خود زمین پر بیٹھ گئے اور لمّاں کو اُس کالی کملی پہ بٹھایا۔ جس کا سایہ ساری کائنات پر ہے۔ آپ ﷺ نے اُس بڑھیا سے پیاری پیاری باتیں کیں۔ سب گھر والوں کا حال پوچھا۔ جب وہ جانے لگی۔ تو خود آپ ﷺ نے سہارا دے کر اُٹھایا اور ایک اونٹ پر سوار کرایا۔ چند صحابیوں سے فرمایا کہ تھوڑا سا سامان لے کر انہیں چھوڑ کر آؤ۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ یہ اتنے نصیبے والی بڑھیا کون تھی۔ جس کا آپ نے اتنا احترام فرمایا۔ حضور ﷺ مسکرائے۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر یہ میری دایہ حلیمہ سعدیہؓ تھی جس نے مجھے بچپن میں دودھ پلایا۔

بڑی تُو نے توقیر پائی حلیمہ
بنی تو ہے آقا دِی دائی حلیمہ

☆ میری بہنو!

دیکھو حضور ﷺ نے اپنی دائی اماں کا اتنا احترام کیا اور کائنات والوں کو بتا دیا کہ جب اللہ کا رسول ﷺ دائی اماں کی اتنی عزت کرتا ہے۔ تو اگر اصلی ماں ہوتی تو کتنا احترام ہوتا۔

ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنی ماؤں کا اتنا احترام کریں کہ مثال بن جائے۔

حضرت اویس قرنیؓ عاشقِ رسول تھے۔ وہ عاشقِ رسول کہ جنہوں نے سُنا کہ غزوہ اُحد میں حضور ﷺ کا ایک دانت مبارک شہید ہوگیا۔ تو اپنے بتیس (32) دانت پتھر مار کر نکال دیئے۔ یہ سوچ کر کہ میرے محبوب کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی۔

بتی دند یار اُتوں دین قربانیاں
عاشق رسول دیاں ایہو نیں نشانیاں

وہ اویس قرنیؓ ماں کی خدمت کی بدولت عظیم مرتبہ پا گئے۔ جب تک ماں زندہ رہی

۔اُس کی خدمت کرتے رہے۔ایک مرتبہ حضرت اویس قرنیؓ نے عرض کیا۔امّاں جی۔میں حضور ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔امّاں نے فرمایا۔بیٹے جا۔زیارت کرتے ہی واپس آجانا۔ٹھہرنا نہیں۔اگر حضور ﷺ مسجد میں ہوں۔تو زیارت کرلینا۔ورنہ واپس آجانا۔

حضرت اویس قرنیؓ لمبا سفر پیدل کر کے آئے۔مدینے آتے ہی نظریں جھکالیں اور سیدھے مسجدِ نبوی میں گئے۔لوگوں سے پوچھا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔کسی نے جواب دیا۔نہیں۔

مدینے سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔تھوڑی دیر کے بعد آجائیں گے آنکھوں میں آنسو لا کر کہا۔حضور ﷺ کو میری طرف سے سلام عرض کر دینا۔اور پھر واپس چلے گئے۔

☆ میری بہنو!

سرکارِ دوعالم تشریف لائے تو فرمایا۔اے میرے صحابہ۔مجھے میرے عاشق کی خوشبو آرہی ہے۔قرن میں میرا ایک عاشق رہتا ہے۔جس کا نام اویس قرنی ہے۔اور قیامت کے دِن اُس کی دُعا سے میری بہت سی اُمت بخشی جائے گی۔وہ اپنی ماں کی خدمت کی وجہ سے اس عظیم مرتبے پر فائز ہے۔

اَدب کریا کرو مِل کے اے ماواں جنتی چھاواں
اوناں نوں رونا عمراں دا جنہاں دیاں مرگیاں ماواں

حضرت بایزید بسطامی کو خدا کی طرف سے مرتبہ ماں باپ کی خدمت سے ملا۔ایک

رات کا ذکر ہے۔ اُن کے ماں باپ سوئے ہوئے تھے۔ کہ اُن کی ماں نے خواب میں پانی مانگا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پیالہ لے کر حاضر ہو گئے۔ مگر والدہ تو سو رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں جگایا نہیں۔ ساری رات پانی کا پیالہ لے کر والدہ کے سرہانے کھڑے رہے۔ تہجد کا وقت ہوا۔ والدہ بیدار ہوئیں۔ اور دیکھا۔ فرمانبردار بیٹا۔ اُس کا نورِ نظر۔ آنکھوں کا تارا بایزید بسطامی پانی کا پیالہ لے کر کھڑا ہے۔ امّاں نے پوچھا۔ بیٹا...... ایسے کیوں کھڑے ہو؟

انہوں نے عرض کیا۔ امّاں جان۔ آپ نے خواب میں پانی مانگا تھا۔ اس لیے میں پانی کا پیالہ لے کر حاضر ہو گیا۔ آپ سو رہی تھیں۔ میں نے آپ کو جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ امّاں نے پانی پیا۔ اور بیٹے کو سینے سے لگایا۔ تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد دُعا فرمائی۔ اے میرے اللہ۔ میرے بیٹے کو اپنی ولایت کی نعمت عطا فرما۔

☆ میری بہنو!

یہی وہ ماں کی دُعا تھی کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے قطب الاقطاب بنے اور بڑے بڑے اولیاء اللہ اُن کا پانی بھرتے تھے۔ اور بادشاہ اُن کی درگاہ میں ننگے پاؤں آتے تھے۔

ماں باپ کی دُعائیں لیا کرو۔ اِن کی دُعا اللہ کی بارگاہ میں بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ ان کی خدمت کر کے قبر کو روشن کرو۔ وہ ماں باپ جو تُمہیں بچپن سے لے کر جوانی تک پالتے بھی ہیں اور پیار بھی کرتے ہیں۔ تُم بیمار ہو جاؤ۔ تو اُن کو چین نہیں ملتا۔

ایک مرتبہ ایک شخص خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ اُس نے اپنی بوڑھی والدہ کو کپڑے میں ڈال کر اُٹھایا ہوا تھا۔ وہاں حضرت حَسن بصری رحمۃ اللہ علیہ طواف کر رہے تھے۔ آپ نے اُسے فرمایا۔ اے شخص یہ بوجھ اُتار کر طواف کر۔ اُس نے کہا۔ حضرت جی۔ یہ بوجھ نہیں۔ یہ میری ماں ہے۔

آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میرا نام حَسن بصری ہے۔ اُس نے کہا۔ ایک مسئلہ بتائیں۔ میں نے اپنی ماں کو اُٹھا کو شام کے مُلک سے لا کر سات (۷) حج کرائے ہیں۔ کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تُو شام کے مُلک سے ننگے پاؤں اپنی ماں کو اُٹھا کر لائے اور ستر (۷۰) حج بھی کروائے تو تُو نے اپنی ماں کے پیٹ میں ایک کروٹ لینے کا بھی حق ادا نہیں کیا۔ (سبحان اللہ)

ماں باپ کا حق ادا ہی نہیں ہو سکتا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ

میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو

یعنی میں تو تمہارا خالق و مالک ہوں۔ تمہیں ہر نعمت دینے والا ہوں۔ میرا شکر ادا کرنا تُم پہ واجب ہے۔ مگر میرے شکر کے ساتھ ساتھ اپنے ماں باپ کو بھی نہ بھولنا۔ اُن کا بھی شکر ادا کرو۔ کہ وہ بھی تُمہیں محبت سے، پیار سے بچپن میں پالتے ہیں۔ تمہارے خوش ہونے پر خوش ہوتے ہیں۔ تمہارے رونے پر غمزدہ ہوتے ہیں۔ تمہاری بیماری اور تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جینوں جنت بھی اُٹھ سلام کر دی
اے ہے مرتبہ باپ ذی شان والا
صبح توں لے کے جیڑا شام تائیں
سبھناں واسطے روزی کمان والا

دُکھی ویکھ اولاد نوں دُکھی ہو وے
بھکھا رہ کے رَج کھلان والا
چک کے پیار دے نال او موڈھیاں تے
دھیاں پُتاں نُوں جیہڑا کھیڈون والا

کدی اَکیا ناں کدی تھکیا ناں
ناں او بنیا غصّے نوں کھان والا
بڈا ہو گیا پال اولاد تائیں
پھر او ویلا نہیں مڑ کے آن والا

☆ میری بہنو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ اَوْ اَحَدَ هُمَا فِیْ
کُلِّ یَوْمِ الْجُمُعَةِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَ کُتِبَ بِراً (ترمذی)

جو کوئی ہر جمعے کے دن اپنے ماں باپ یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش فرما دیتا ہے اور وہ نیکوں میں لکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کی قبور پر ہر جمعے فاتحہ پڑھنے کی توفیق فرمائے

دِن جمعے دے اللہ کولوں توبہ کر کے ڈریو
ماں باپ دیاں قبراں اُتے فاتحہ جا کے پڑھیو
بیٹھ مسیتے وچ صحابہ تے سوہنا نبی فرماوے
ماں باپ دی جو بخشش منگے او وِی بخشیا جاوے

☆ میری بہنو!

اوپر والی حدیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرنا ثواب کا کام ہے۔ اس لیے ہر جمعے قبرستان جانا، فاتحہ پڑھنا بہت احسن فعل ہے۔ بلکہ صحابہ کی سُنت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں بیان فرمایا کہ جو کوئی جمعے کے دِن اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرے اور سورۃ یٰسین کی تلاوت کرے تو سورۃ

یٰسین کے حرفوں کے برابر اُس کے والدین کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ جب وہ پڑھنے والا خود مر جائے گا تو اُس کی قبر کی زیارت کو فرشتے آئیں گے۔

☆ میری بہنو!

ماں باپ کا حق ادا تو نہیں ہو سکتا پھر بھی ہمیں اُن کی خدمت کرتے رہنا چاہیئے۔ اگر وہ زندہ ہوں تو اُن کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ اُن کے آرام کا خیال رکھیں۔ اُن کی خواہشات کا خیال رکھیں۔ اُن کی زیارت کریں۔ اگر وہ فوت ہو جائیں تو اُن کے لیے ایصالِ ثواب کریں۔ ختم شریف دلوائیں۔ اُن کی قبروں کی زیارت کریں۔

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شب جمعہ مغرب وعشاء کے درمیان دو نفل ادا کرے۔

ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پانچ بار (5) سورۃ اخلاص پانچ بار (5) سورۃ فلق پانچ بار (5) سورۃ والنّاس پانچ بار (5) پڑھے۔ پھر سلام کے بعد پندرہ بار (15) استغفار اور پندرہ بار (15) درود ابراہیمی پڑھ کر والدین کو ایصالِ ثواب کرے تو گویا اُس نے اپنے والدین کا حق ادا کر دیا۔ اور اس کا ثواب پڑھنے والے کو اتنا ملتا ہے کہ سوائے خُدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کا احترام کرنے اور اُن پر احسان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

○ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن ○

تقریر نمبر ﴿9﴾

حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (30)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیّ الْکَرِیْمُ جل جلالہ ﷺ

آؤ سب ہمیں مل کر درود سلام عقیدت اور احترام کے ساتھ پیش کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے جس کی حمد وثنا سے زبانیں تر رہتیں ہیں۔ جس کا ذکر کائنات کی ہر چیز کی روح ہے۔ جس کے قبضہ قدرت سے کوئی نکل نہیں سکتا۔ جو ازل سے ہے اور اَبد تک بلکہ ہمیشہ سے قائم ودائم ہے۔ جو کائنات کا خالق ومالک ہے۔ جو چاہے تو کائنات کے چرخ کو تہہ بالا کردے۔ سکندر کو گدا کردے ۔اور گدا کو بادشاہ کردے۔ جس کے در کے رسول بھی بھکاری ہیں۔ کائنات محتاج

ہے۔اور اللہ تعالیٰ مالک ومختار ہے۔

آؤ مل کر اُس کی تعریف کریں کہ جس کی شان یہ ہے۔ ہر نعمت عطا فرما کر احسان نہیں جتاتا۔ جو مانے اُسے بھی دیتا ہے اور جو نہ مانے اُسے بھی دیتا ہے۔

ہم پہ خدا نے کیسا یہ احسان کردیا
ہم کو بنایا بندہ اور مسلمان کردیا
بے عقل تھے نہ ہوش تھا اپنے ہی آپ کا
دے کر ہمیں شعور انسان کردیا
مروادیا شاہین کو چڑیا کے ہاتھ سے
چھوٹی سی ایک لہر کو طوفان کردیا
یا ربّ شکر ادا تیرا کیسے کرے **نسیم**
اِک بے نوا کو تُو نے مداح خوان کر دیا

میری بہنو!

درود وسلام کا ہدیہ بارگاہِ رسالت مآب حضور پُر نور شافعِ یوم النشور۔ سرکارِ دو عالم آقائے کُل۔ مختارِ کُل۔ سردارِ کُل۔ عقلِ کُل۔ علمِ کُل۔ باعثِ تخلیقِ کائنات رسولِ موجودات۔ سیّد المرسلین سیّد الانبیاء۔ نورِ اوّل۔ نورِ آخر۔ نورِ کامل۔ نورِ ظاہر نورِ باطن۔ نورِ قلوب۔ نورِ قبور۔ حضور حضرت محمد ﷺ کے دربار میں پیش کر کے عرض کریں۔ تا کہ روحوں کو تسکین ملے۔ دلوں کو سکون ملے۔ زبانوں کو لذت ملے آنکھوں کو نور ملے۔ قلب کو سرور ملے۔

آؤ اُن کی بارگاہ میں نعت کا ہدیہ پیش کریں۔

نبی ہمارے...... جگ مگ جگ مگ

سب کے سہارے...... جگ مگ جگ مگ

اُمّت کی ناؤ تھی گردابے

لگا دی کنارے...... جگ مگ جگ مگ

معراج کی رات اُن کی خاطر

فلک سنوارے...... جگ مگ جگ مگ

غارِ حرا میں آپ کے آنسو

نور کے تارے...... جگ مگ جگ مگ

سرخم ہووے تاجوروں کا

تورے دِوارے...... جگ مگ جگ مگ

عرشِ الٰہی نے بھی چُومے

قدم تمہارے...... جگ مگ جگ مگ

نام پہ تورے نسیم تمہاری

جان ہے وارے...... جگ مگ جگ مگ

میری بہنو!

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک ہونے کا اعلان کروایا تو اپنے محبوب کی پیاری زبان سے کروایا۔ فرمایا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

اے محبوب فرمادیں کہ اللہ ایک ہے۔ آپ ﷺ نے مکہ کے بازار میں جب یہ کہا تو کفار برہم ہوگئے۔ مشتعل ہوگئے۔ پتھروں کی بارش شروع ہوگئی آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو چاہے میری جان چلی جائے۔ مگر میں کہوں گا۔ اللہ ایک ہے۔ تمہارے بُت معبود نہیں ہوسکتے۔ یہ جھوٹے اور باطل ہیں۔ نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔ کائنات کو بنانے والی صرف ایک ذات ہے۔ اور وہ ذات ہے اللہ تعالیٰ کی۔

میری بہنو!

اُس دَور میں یہ جُملہ کہنا آسان نہ تھا۔ جس نے کہا اُس پر ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ عرصہ دراز تنگ کر دیا گیا۔ مصائب ہی مصائب جنم لینے لگے دُکھ ہی دُکھ پیدا ہو گئے۔ مگر اللہ کے بندے ظلم سہہ کر بھی صبر کا پیکر بن گئے۔

استقلال کا پہاڑ بَن گئے۔

بَس ایک بات زبان پر تھی کہ

اللہ اَحَد ہے اور بُت بَاطل ہے۔

میری بہنو!

حضرت عمار بن یاسر نے یہی جملہ کہا۔ کافروں نے سرِ بازار گھسیٹا۔ اتنا مارا کہ بے ہوش ہو گئے۔ اُن کے والد حضرت یاسر آئے تو کافروں نے غصے میں اُن کی آنکھیں نکال دیں۔ اُن کی والدہ دوڑی آئیں اور وہ بیٹے پر گر پڑیں۔ حضرت عمار نے کہا گھبرا نہیں۔ اگر اللہ کے نام پر میری جان بھی چلی جائے تو پروا نہیں۔ یہ کہا اور حضرت عمار شہید ہو گئے۔

مگر عشاق اپنی جان کی پروا نہیں کرتے
خُدا سے ڈرنے والے موت سے ہرگز نہیں ڈرتے

میری بہنو!

اللہ ایک ہے۔ کہنا اُس زمانے میں آسان نہ تھا۔ حضرت زید نے کہا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

تو مکے کے مشرکوں نے انہیں اذیتیں دے دے کر ہلاک کر دیا۔

حضرت خبیب نے کہا۔ هُوَ اللّٰہُ اَحَد۔ تو انہیں گرفتار کیا اور بار بار کہا۔ اے خبیب باز آجا۔ اب بھی کہہ دے کہ بُت میرے معبود ہیں تو ہم تمھیں چھوڑ دیں گے۔ حضرت خبیب نے فرمایا اے مشرکو! میری جان جا سکتی ہے ایمان نہیں جا سکتا۔

اُساں تے مُن توڑ نبھائی جان دِتّی راہ تیرے
روزِ حشر نوں شرماں رکھیں تے کج لئیں پردے میرے

میری بہنو!

ھُوَ اللّٰہُ اَحَد کہنے کی یہ سزا ملی۔ اُن کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اُنھوں نے پھانسی کے مقام سے مدینے کو منہ کیا ہوا تھا۔

میری بہنو!

ھُوَ اللّٰہُ اَحَد کہنے والوں میں حضرت بلالؓ بھی تھے جو اُمیہ کے غلام تھے اور آپ مسلمان ہو چکے تھے۔ جب کلمہ پڑھتے تو اُمیہ پتھروں پر لٹا کر کوڑے مارتا۔ جس سے پورا جسم لہولہان ہو جاتا مگر آپ پھر بھی اللہ کے نعرے لگاتے شب و روز تکالیف سہہ کر اسلام پر کاربند رہنے والے حضرت بلالؓ کی استقامت کو دیکھ کر مسلمان خون کے آنسو روتے تھے۔ ایک دِن حضرت بلالؓ کو اُمیہ گرم ریت پر ننگے بدن لٹا کر کوڑے مار رہا تھا اور آپؓ کی چیخ و پکار مکہ کے بازاروں میں گونج رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ اللّٰہ اَحَد کا نعرہ بھی بلند ہو رہا تھا۔ اُس وقت وہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ اے بلالؓ تو تکلیف میں ہے۔ حضرت بلالؓ نے روتے ہوئے عرض کیا۔

ایس گلوں اے مارے مینوں کیوں تیرے سنگ لائیاں
کیوں میں واحد ربّ پچھاتا ایہہ قصور خطائیاں
ناں تیرے اتوں اے محبوبا لکھ ہون جند واراں
بوٹی بوٹی ہو جائے میری تئیں ولوں ناں ہاراں

یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ سے پیار ہو گیا ہے۔ مجھے آپ ﷺ سے عشق ہو گیا ہے۔ مجھے دین اور ایمان سے محبت ہو گئی ہے۔ اس لیے یہ کافر مجھے اذیتیں دیتا ہے مجھے دِن رات مَارتا ہے۔ کیونکہ میں اس کا غلام ہوں۔

یہ سُنا تو حضور ﷺ کی آنکھیں اَشکبار ہو گئیں۔ فرمایا اے بلالؓ گھبراؤ نہیں۔ عنقریب تیری تکالیف کا ازالہ ہونے والا ہے۔ یہ فرما کر گھر تشریف لائے۔ راستے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ملے۔ عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ بہت پریشان ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

سرکار نے فرمایا اے صدیق۔ آج میں نے جس تکلیف میں بلالؓ کو دیکھا ہے۔ میری آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئیں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ فِکر نہ کریں۔ میں اُسے اُمیہ سے خرید لوں گا۔ یہ کہہ کر حضرت ابوبکر صدیق اُمیہ کے پاس گئے اور فرمایا او ظالم تو اس کو اس لیے مَارتا ہے کہ یہ سچ اور حق بات کہتا ہے۔ تیرے جھوٹے بُتوں کو سجدہ نہیں کرتا۔ اے اُمیہ میرے ساتھ سودا کر۔ کیا یہ غلام بیچے گا۔ اُمیہ نے کہا ہاں۔ اے ابوبکر اپنا عقلمند غلام فسطاس دے دے۔ اور چالیس اوقیہ چاندی دے دے۔ تو میں تجھے یہ غلام دے دوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ فوراً مان گئے۔ اُمیہ یہ سُن کر بہت ہنسا کہ اے ابوبکر تو خسارے میں رہ گیا۔ تیرا غلام سوہنا بھی ہے۔ عقل والا بھی۔ تجارت میں ماہر بھی۔ مگر یہ بلالؓ بدصورت سیاہ رنگ والا نکما سا۔ بے ہُنر سا۔ اور تو اسے خرید رہا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا اے اُمیہ تجھے کیا پتہ کہ یہ سیاہ ہونٹوں والا غلام کیا اَنمول موتی ہے۔ اس کی قدر یا خدا جانتا ہے یا مصطفٰے جانتا ہے۔

میری بہنو!

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت بلال ؓ کو خرید لیا۔ سینے سے لگا کر ماتھا چُوما۔ پھر حضور ﷺ کی بارگاہ میں دونوں حاضر ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے بلال ؓ کو خرید کر آپ ﷺ کا غلام بنا دیا حضور ﷺ مُسکرائے۔ فرمایا اے بلال ؓ۔ جا ہم نے تُجھے آزاد کر دیا۔ بلال ؓ زمین پر گر گئے اور عرض کیا

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تُو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

یا رسول اللہ ﷺ میں نے آزاد ہو کر کہاں جانا ہے۔ ساری عمر آپ ﷺ کے قدموں میں گزار دوں گا۔ بَس قبول فَرما لیجئے۔ حضور ﷺ کے قدموں کو بُوسے دیئے۔ حضور ﷺ نے سینے سے لگا کر فرمایا اے بلال ؓ آج کے بعد تو ہمارا خاص ہو گیا۔

ناں او مکھڑا ناں مکھڑے دا تِل ویکھدے
اللہ والے جے ویکھن تے دِل ویکھدے

میری بہنو!

حضرت بلال ؓ سرکار کی خدمت میں ہمیشہ رہتے تھے۔ سودا سلف لا دیتے حضور ﷺ کی زیارت کرتے رہتے۔ حضور ﷺ سے احادیث سُنتے رہتے بَس ہر وقت حضور ﷺ پر جان قربان کرنے پر تیار رہتے تھے۔

حضرت بلالؓ فرماتے ہیں۔کئی بار ایسا ہوا کہ حضور ﷺ کئی کئی دن بھوکے رہتے تو میں بھی کچھ نہ کھاتا۔جس حال میں حضور ﷺ ہوتے میں بھی اُسے اختیار کر لیتا۔حضرت بلالؓ سے تمام صحابہ بھی بہت محبت کرتے تھے۔

ہجرت کے بعد حضرت بلالؓ مسجدِ نبوی کے ساتھ مکان میں رہنے لگے ایک روز حضور ﷺ نے فرمایا اے بلالؓ جب میں معراج کی رات جنت میں گیا تو وہاں میں نے تیرے قدموں کی آہٹ کی آواز سُنی۔اے بلالؓ تُو کونسا عمل کرتا ہے۔جس کی بدولت ایسا رُتبہ عظیم حاصل کیا۔حضرت بلالؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں جب بھی وضو کرتا ہوں دو نفل تحیۃ الوضو کے پڑھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کی حُوروں کی سردار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ عنایت فرمایئے تو میں نے کہا اے حُوروں کی سردار جا۔میں نے تجھے اپنا بلالؓ دے دیا۔حالانکہ میں نے بلالؓ سے پوچھا نہیں۔ہوسکتا ہے وہ میرے سوا کچھ بھی قبول نہ کرے۔

یہ سُن کر حضرت بلالؓ زاروقطار رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے قدموں سے کبھی بھی جُدا نہ کرنا۔نہ اُس جہاں میں نہ اس جہاں میں۔

لگے گا نہ دِل میرا خُلدِ بریں میں
نہ حوروں کی ملکہ کی بزمِ حسیں میں
یہ حوروں کو، جنت کو ،نہ چاہے کمینہ
مجھے چاہیے تاجدارِ مدینہ

یارسول ﷺ کوئی جنت کو چاہتا ہے کوئی حوروں کا مشتاق ہے۔ جو حضور ﷺ کا دیوانہ ہے۔ وہ نہ جنت چاہتا ہے نہ حوروں کو پانا چاہتا ہے۔ وہ تو آپ قدموں کے سائے میں رہنا چاہتا ہے۔ خدا کے لیے اپنے اس بلالؓ کو اپنے سے جدا نہ کرنا۔

مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی میں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ اب حضور ﷺ نے فرمایا جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو لوگوں کو بلانے کا کوئی طریقہ ہونا چاہیئے۔ صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا۔ ناسور یا ڈھول بجا کر اعلان کیا جائے مگر یہ مشورے حضور ﷺ نے قبول نہ فرمائے۔

آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذان کا حکم آیا کہ اے محبوب نماز کے لیے یہ کلماتِ اذان مسجد میں کہے جائیں اور سُن کر لوگ نماز کے لیے آئیں۔ مسجدِ نبوی میں ایک چبوترہ بنا دیا گیا اور حضور ﷺ نے سب سے پہلے حضرت بلالؓ کو اپنا موذن بنایا۔ فرمایا اے بلالؓ اذان دینے کے لیے تیار ہو جا۔ حضرت بلال جب چبوترے پر کھڑے ہو گئے اور نہایت بلند آواز سے اذان دی۔ آواز اتنی بلند تھی کہ مدینہ شہر میں چاروں طرف سنائی دی۔

صحابہ کرام مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کو جمع ہو گئے۔ حضرت بلالؓ کو مبارک باد دینے لگے۔ حضرت بلالؓ موذنِ رسول ﷺ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن موذن حضرت بلالؓ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

میری بہنو!

حضرت بلالؓ کی زبان میں لکنت تھی۔ آپ شین کو سین پڑھتے تھے۔ جب اذان دیتے تو اَشْھَدُ اَن کی بجائے اَسْھَدُ اَنَّ کہتے تھے۔ صحابہ کرام نے اعتراض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ بلالؓ اذان درست نہیں دیتے۔ اَشْھَدُ اَنَّ کی بجائے اَسْھَدُ پڑھتے ہیں اس لیے کسی اور سے فرمائیں کہ وہ اذان دے یہ سُن کر حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا چلو آج سے بلالؓ اذان نہیں دے گا کوئی اور اذان دے گا۔ حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو بلایا اور فرمایا اے بلالؓ اب تو نے اذان نہیں دینی۔ اب کوئی اور اذان دے گا۔ یہ سنکر حضرت بلالؓ کی جان نکل گئی۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرا گناہ کیا ہے۔ میرا قصور کیا ہے۔ میری غلطی کیا ہے درست فرمائیں۔ سرکار نے فرمایا اے بلالؓ لوگ کہتے ہیں کہ تو شین کی بجائے سین پڑھتا ہے اس سے اذان میں فرق پڑ جاتا ہے۔ یہ سُنا تو خوب روئے۔ مسجد سے نکلے مدینہ پاک سے باہر نکل گئے روتے روتے پتھروں پر سر رکھ دیا دُعا کی مولا یہ زبان میں نے تو نہیں بنائی۔ یہ تیری بنائی ہوئی ہے۔ اے میرے اللہ آج اگر میری زبان درست ہوتی تو محبوب کے دَر سے دھتکارہ نہ جاتا۔ میں حضور ﷺ کی مسجد سے نہ نکالا جاتا۔ اے اللہ اس زبان نے مجھے تیرے حبیب کی بارگاہ سے دُور کیا ہے۔ کانوں میں آواز آئی اے میرے پیارے حبیب کے دیوانے گھبرا نہیں۔ تیری اذان لوگوں کو اچھی نہ لگے مگر عرش والوں کو تو بہت بھاتی ہے۔ اور سُن لے جب تک تُو اذان نہیں دے گا تو اس وقت تک میں سورج کو چڑھنے کا حکم نہیں دُوں گا۔

لوکاں رَل مَل مَتا پکایا بانگ بلال نہ دیوے
شِین دی جائے سِین ہے پڑھدا سُنیا کتنے ویلے
ہُن ایس نوں ہٹایئے بانگا نواں کوئی بنایئے ایہہ خیال آگیا
سُنی عاشق نے گل گیا دِل اُوہدا ہل تے مَلال آگیا
بانگا ہور مقرر کرکے لوک بڑے خوش ہوئے
عاشق نے بھی یار اپنے نوں حال سُنایا روکے
رَبّا ہویا اے معلوم اَج میرے مقسوم تے زَوال آگیا
رَبّ فرمایا پیارے نہ گھبرامیں خود انصاف کریسیں
سورج اے تائیں مول نہ چڑھ سی توں جے بانگ نہ دیسیں
میرے بندیا نہ ڈول بَس تیرا میرے کول ہے سوال آگیا

میری بہنو!

تہجد ہوگئی۔ایک صحابی نے اذانِ فجر دی۔تمام مدینہ منورہ میں سُنائی دی لوگ مسجد نبوی میں جمع ہونے لگے۔اتنے میں حضرت جبرئیلؑ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔عرض کیا۔یا رسول اللہ ﷺ آج مسجد میں اذان ہوئی۔سرکار نے فرمایا اے جبرئیلؑ آج تو بہت اچھی آواز سے اور بلند آواز سے اذان ہوئی ہے۔حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا یا رسول ﷺ مگر عرش والوں کو سُنائی نہیں دی۔اے محبوب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تک حضرت بلالؓ اذان نہیں دیں

گے ہم آفتاب نہ چڑھائیں گے۔حضور ﷺ مسکرائے اور مسجدِ نبوی میں تشریف لائے۔صحابہ کرام پریشان یا رسول اللہ ﷺ اذانِ فجر کب کی ہو چکی مگر ابھی تک اندھیرا ہے۔سرکار کیا قیامت آ گئی۔

پچھلی راتیں اُٹھ سویرے بانگے بانگ سُنائی
وقت نماز دا مول نہیں ہوندا ہوئی حیران خدائی
آئے رَل مل کے سارے دسو عربی پیارے کی وبال آ گیا
جبرائیل نے عرض گزاری ربّ سلام بھیجیندا
ناں گھبراوے دُنیا اے وی مالک ہے فرمیندا
سُو میرے حبیب بَس صبح ہے قریب جے بلال آ گیا
حکم خدا دا سُن کے لوکی ہتھ افسوس ملیندے
دیکھ مقام بلال دا سارے مِنتاں آن کریندے
اُٹھ منبر تے چڑھ بانگ اوسے طرح پڑھ او نہال آ گیا

یہ سُنا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔اے میرے صحابہ۔اللہ تعالیٰ کو حضرت بلالؓ سے بہت محبت ہے۔جب تک بلالؓ اذان نہ دے گا۔دن نہ ہوگا۔یہ سُنا تو صحابہ کرام حضرت بلالؓ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔جا کر دیکھا تو مدینے میں سنگریزوں پر سَر رکھے۔رو رہے ہیں۔جا کر خوشخبری سُنائی۔اے بلالؓ حبیب خدا نے بُلایا ہے۔اذان دو۔عرش فرش والے تمہاری اذان کے منتظر ہیں۔یہ سُن کر سجدے سے سر اُٹھایا اور کہا اے اللہ تیرا شکر ہے۔دوڑے اور حضور ﷺ کے

قدموں پر سر رکھ دیا۔خوب روئے ۔ چبوترے پر سرکار نے چڑھادیا اور جب حضرت بلالؓ نے اذان دی تو آفتاب نکل آیا۔

وہ شین کو سین کہنے والے نبی ﷺ کے عاشق کی شان دیکھو
جو سوئے جنت چلیں گے آقا ﷺ تو آگے آگے بلالؓ ہوگا

میری بہنو!

حضرت بلالؓ کو تمام صحابہ سیّدنا کہہ کر پکارا کرتے تھے جب حضرت بلالؓ اذان دیتے ۔چبوترے پر کھڑے ہوکر اور جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰہ کہتے تھے تو اُنگلی سے حضور ﷺ کی جانب اشارہ کرتے ۔جب حضور ﷺ فتح مکہ کے لئے مدینے سے روانہ ہوئے تو حضرت بلالؓ بھی ساتھ تھے۔مکہ فتح ہوا۔ایسا کوئی فاتح نہ ہوا کہ جس نے ملک فتح کیا ہو اور قتل وغارت نہ کی ہو۔نوجوانوں کی لاشیں نہ گرائیں ہوں۔عورتوں کی عصمت دری نہ کی ہو۔بچوں کو نیزوں پر نہ اُچھالا ہو مکانات کی اینٹ سے اینٹ نہ بجائی ہو۔

مگر قربان جاؤں حضور ﷺ کے کہ آپ نے مکہ فتح فرمایا مگر ایک بھی قتل نہ کیا۔کسی عورت کے دوپٹے کو سر سے نہ اُتارا۔کسی درخت کا پتا تک نہ توڑا۔ بلکہ اونٹنی پر سوار سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے سر جھکائے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔اس شان سے مکہ فتح کیا کہ فرشتوں نے بھی کہا صد آفریں۔

حضور ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور بتوں کو توڑا۔خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا اور جو بڑے بُت تھے۔حضرت علیؓ کو اپنے کندھوں پر سوار

کر کے تڑوا دیئے۔ خانہ کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر تھیں۔ ان کو مٹا دیا۔ پھر میرے اور آپ سب کے آقا و مولا سرورِ دو جہاں ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نوافل ادا کئے۔ اس وقت ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔

سرکارِ دو عالم نے حضرت بلالؓ کو بلایا اور فرمایا اے بلالؓ اذان دے۔
حضرت بلالؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کہاں کھڑے ہو کر اذان دوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بلالؓ خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دے
حضرت بلالؓ جس وقت خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے۔ سوچ رہے تھے۔ اب میں کس طرف کو منہ کروں۔ اگر خانہ کعبہ مغرب میں ہوتا تو مشرق کو منہ کرتا۔ اگر مشرق کو ہوتا تو مغرب کو منہ کرتا۔ اگر شمال کو ہوتا تو منہ جنوب کو کرتا۔ اب سوچ رہا ہوں میں کس طرف کو منہ کر کے اذان دوں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بلالؓ اذان کیوں نہیں دیتا۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں اذان کے وقت منہ کس طرف کو کروں۔ حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے بلالؓ تو اپنا منہ میری طرف کر کے اذان دو۔

اوس ویلے توں صدقے جاواں جد بلالؓ اذان سُنائی
سامنے چہرہ اُوس ماہی دا جیدی کملی ہیٹھ خُدائی

وہ وقت کتنا دِل کش اور رقت آمیز ہوگا۔ جب حضرت بلالؓ نے خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی جانب چہرہ کر کے اذان دی ہوگی۔

افلاک کے فرشتے۔ جنت کی حوریں بھی آفریں کہہ رہے ہوں گے۔ تمام صحابہ کرام حضرت بلالؓ کی قسمت پر رَشک کر رہے ہوں گے۔ یہ سعادت نہ کسی کو ملی نہ ملے گی نہ قیامت تک کوئی پا سکے گا جو سعادت حضرت بلالؓ کو ملی۔

ایسے بھی لوگ گزرے ہیں زمانے میں ایماں والے
کہ جن کی داستاں کو یاد کرتے ہیں جہاں والے

ایک وہ وقت آیا کہ حضور ﷺ کو سخت بخار ہوا جس کی وجہ سے حضور ﷺ کو بہت تکلیف تھی۔ حضرت بلالؓ بار بار حضور ﷺ کی زیارت کرتے اور روتے تھے اس دوران حضور ﷺ مسجد میں نہ آئے۔ جب حضرت بلالؓ نے اذان دی اور کہا

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللهِ

اور سامنے حضور ﷺ نظر نہ آئے تو زَار و قطار رونے لگے۔ مشکل سے اذان ختم کی اور دوڑ کر حضور ﷺ کے پاس چلے گئے۔ قدموں کو بوسہ دیا اور زَار و قطار رونے لگے۔

پھر جب حضور ﷺ کا وِصال ہو گیا تو ایسے لگا جیسے جان ہی نکل گئی ہو مدینے کی گلیوں میں روتے پھرتے تھے۔ کبھی بے ہوش ہو جاتے اور کبھی ہوش میں آ کر ہائے آقا ہائے آقا پکارتے تھے۔ حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر سر جھکائے بیٹھے رہتے۔ خاموش رہتے۔

اب کسی نے کہا اے بلالؓ اذان کیوں نہیں دیتے تو رو کر جواب دیا

جب میں اذان دیتا تھا تو سامنے حضور ﷺ کا چہرہ انور ہوتا تھا۔ اب اذان دُوں گا تو حضور ﷺ کا چہرہ سامنے نہ پا کر اذان پوری نہ کر سکوں گا۔

پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے اجازت لی کہ میرا دِل مدینے میں نہیں لگتا۔ میں اپنے بھائیوں کے پاس شام جانا چاہتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا اے سیّدنا بلال ؓ ہم آپ کے بغیر اُداس ہو جائیں گے۔ آپ نہ جائیں۔

اصرار بڑھ گیا تو اجازت دے دی۔

میری بہنو!

جب حضرت بلال ؓ مدینہ چھوڑ کر چلے تو عورتیں رو رہی تھیں۔ مَرد بھی اَشکبار تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے حضرت بلال ؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہہ رہے تھے۔ بابا اب اذان کون دے گا۔ بابا بلال ؓ آپ اذان دیتے ہیں تو حضور ﷺ یاد آجاتے ہیں۔ بابا نہ جائیں۔ یہ سُنا تو حضرت بلال ؓ رونے لگے۔ دوڑتے ہوئے حضور ﷺ کے روضے پر آئے اور سَلام عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا غلام شام جا رہا ہے۔ اجازت دے دیں۔ یہ کہہ کر خوب روئے اور شام روانہ ہو گئے۔ چند سالوں کے بعد حضور ﷺ خواب میں تشریف لائے۔ فرمایا اے بلال ؓ کیا ہماری ملاقات بھول گئے۔ کبھی مدینے آ کر مل جاؤ۔ بیدار ہوئے تو اَشکبار ہو گئے اور بچوں سے کہا میں مدینے جا رہا ہوں۔ رات اور دِن کا سفر کر کے مدینے آئے۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو مسجدِ نبوی آپ سے ملنے والوں سے بھر گئی۔ سب ہی بابا بلال ؓ کو سلام کر رہے تھے۔ آخر سب نے تمنا کی کہ آج بابا بلال ؓ اذان دیں۔ سب نے فرمائش کی۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اب لوگوں نے امام حَسن اور امام حسین ؓ سے عرض کی

کہ آپ اگر ارشاد فرمائیں گے تو حضرت بلالؓ ضرور مان جائیں گے۔ اس بات پر امام حسن اور امام حسینؓ دونوں مسجدِ نبوی میں تشریف لائے اور اذان کی فرمائش کی۔ حضرت بلالؓ نے دونوں کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا اے پیارو! تمہاری بات تو میرے کملی والے بھی نہیں ٹالا کرتے تھے۔ اس لیے میں کون ہوتا ہوں آپ کی بات نہ ماننے والا۔ عصر کا وقت ہوا۔ مدینے کے لوگ مسجدِ نبوی میں جمع ہوگئے اور انتظار کرنے لگے کہ کب حضرت بلالؓ چبوترے پر چڑھ کر اذان دیتے ہیں۔

فلک کے فرشتے پکار کر کہہ رہے تھے۔

دیوانہ رسول کا بھی حال دیکھ لو
اذان دینے والے ہیں بلالؓ دیکھ لو

جب حضرت بلالؓ نے اذان شروع فرمائی۔ لوگوں کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا سماں گھوم گیا۔ سارے کے سارے اونچی اونچی آواز میں رونے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں آنسوؤں کی برسات شروع ہوگئی۔

سُن کر اذاں بلالؓ کی کہرام مچ گیا
جبرئیلؑ بولے عاشقوں کا حال دیکھ لو

اِدھر جب حضرت بلالؓ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ

پر پہنچے تو ضبط نہ ہو سکا۔ پکارنے لگے۔

اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللهِ...... اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللهِ

یہ کہتے کہتے چبوترے سے نیچے گر گئے۔ تمام لوگوں نے روتے روتے

حضرت بلالؓ کو پکڑا۔ پانی پلایا۔ ہوش میں آئے تو فرمایا مجھے حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر لے چلو۔ وہاں جا کر درود شریف پڑھنے لگے۔ اور عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ قیامت کے روز بلال کو کملی کے نیچے چھپالینا۔ حوضِ کوثر کا جام پلا دینا۔ یا رسول اللہ آخری وقت میں عزرائیلؑ سے کہنا کہ یہ میرا بلالؓ ہے اس کی جان آہستہ سے نکال۔ یا رسول اللہ ﷺ کرم کی نظریں فرما دیں تو بلالؓ کے دِل کو قرار و سکون آ جائے۔ یہ عرض کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ پھر آپ سے اجازت لی اور لوگوں سے مِل کر ملکِ شام چلے گئے۔

میری بہنو!

ایک وقت گزرا کہ آپ بیمار ہو گئے گھر والے سارے آنسو بہا رہے تھے لوگوں نے کہا یا بلالؓ آپ کے چہرے پر رونق اور مسکراہٹ کس وجہ سے ہے تو فرمایا وہ دیکھو! کملی والے مجھے لینے کے لیے آئے ہیں۔

ویکھ کے اُہدا سوہنا مُکھڑ...... بُھل گیا مینوں اپنا دُکھڑا

دِل ڈھڈا اَج شاد...... دیکھو نی میرا ماہی آیا

مینوں دیئوں مبارکباد...... دیکھو نی میرا ماہی آیا

بَس آنکھیں سامنے ٹِک گئیں۔ لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ سارے مدینے والوں کو اذان سُنانے والا۔ آج واصلِ بحق ہو گیا۔ عاشق اپنے محبوب کے پاس پہنچ گیا۔ جا کر دیدار کا طالب ہو گیا۔

آج بھی حضرت بلالؓ کی زندگی کے اوراق کا مطالعہ کرتے ہیں تو آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتی ہیں کہ ایسے لوگ بھی دُنیا میں ہوئے

جنہوں نے ایمان وسلام، قرآن اور توحید ورسالت کی خاطر اپنا دھن مَن سب کچھ قربان کر دیا۔

مگر عشاق اپنی جان کی پروا نہیں کرتے
خدا سے ڈرنے والے موت سے ہرگز نہیں ڈرتے

"آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دین پر استقامت عطا فرمائے (آمین) رونے والی آنکھیں عطا فرمائے۔ دَرد والا دِل عطا فرمائے وجد والا وجود عطا فرمائے۔ ذِکر والی زبان عطا فرمائے۔ اپنے فِکر والا خیال عطا فرمائے۔ نیک نیک محفلوں میں آنے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم سب کے والدین کو صحتِ کُلّی عطا فرمائے۔ ہم سے وہ کام لے۔ جس سے اللہ اور اُس کا رسول ﷺ راضی ہو۔

اے اللہ ہم سب کو نبی ﷺ کی زیارت کروادے۔ ہم سب کو مدینہ دکھادے۔ خانہ کعبہ کی زیارت کرادے۔ یا اللہ تیرے محبوب کی جالیوں کے بوسے نصیب ہو جائیں۔ اُن جالیوں کے سامنے صلوٰۃ وسلام پڑھنا نصیب ہو جائے۔ سب کی دِلی آرزوئیں پوری ہو جائیں۔ ﴿آمین﴾

○ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ○

سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا
ہر مشکل مہم کو حل کرنے کے لیے اذان دیا کرو
جیسے بارش نہ ہو، قحط سالی ہو، ظالم حکمران ہو، زلزلے کا خطرہ ہو

تقریر نمبر ﴿10﴾

غوثِ اعظم

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ﷺ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دُنیا بنانے پر قادر ہے اور دُنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
مگر ربّ کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک دَر دَر کی
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درود وسلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں، سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب وسینہ، امام الانبیاء وامام المرسلین، شب اسریٰ کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

خدا سے ڈرنا یہ ہے کہ ہمیشہ نیک کام کرنے چاہئیں اور سچوں کے ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھا جائے۔ نیکوں سے محبت کی جائے۔ نیک محفلوں میں شرکت کی جائے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ سنو! نیک لوگوں کی صحبت ایسے ہے جیسے عطار کی دکان اگر عطار کی دکان سے کوئی چیز نہ بھی خریدیں صرف اس کے پاس بیٹھ جائیں جب آپ گھر جائیں گے تو آپ سے خوشبو آ رہی ہو گی۔ اور بُرے لوگوں کی صحبت کی مثال ایسے ہے جیسے لوہار کی دکان جیسی ہے کہ اگر لوہار کے پاس بیٹھیں گے تو دھواں ناک میں چڑھے گا اور کپڑوں پہ آگ کی چنگاریاں پڑ کر کپڑوں کو جلا دیں گی۔

جیسے کِسی نے کہا ہے

صحبت نیکاں اِنج کر جانی جیویں دکان عطاراں
سودا چاہے ناں لیئے کوئی لپٹاں آون ہزاراں
صحبت بداں دی اِنج کر جانی جیویں دکان لوہاراں
چیز چاہے ناں لیئے کوئی چنگاں پین ہزاراں

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں حمام میں نہانے گیا وہاں کی مٹی میرے ہاتھ کو لگ گی میں نے سونگھا تو اس میں سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے مٹی سے پوچھا کہ اے مٹی تیری فطرت میں خوشبو نہیں ہے۔ تجھ میں خوشبو کہاں سے آ گئی۔ مٹی نے جیسے زبان حال سے کہا۔ اے سعدی یہ مانتی ہوں کہ مجھ میں خوشبو نہیں۔ مگر ایک دن ایک آدمی یہاں آیا۔ اُس نے پھولوں کا ہار گلے سے اتار کر میرے اوپر رکھ دیا۔ پھر وہ چند منٹوں کے بعد ہار لے کر چلا گیا۔ میں چند منٹ پھولوں کی صحبت میں رہی ہوں۔ اس لیے مجھ سے خوشبو آ رہی ہے۔

جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگر نہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

میری بہنو!

اگر پھولوں کی صحبت سے مٹی خوشبودار ہوسکتی ہے تو نیکوں کی صحبت سے بُرے لوگ کیوں نیک نہیں ہو سکتے۔ یقیناً اچھی صحبت سے اچھا اثر پڑتا ہے۔ اچھی محفل سے اچھا اثر پڑتا ہے اور بری محفل کا بُرا اثر ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ آیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو تبلیغ فرمائی اور صرف اکیاسی لوگ ایمان لائے جو کافر رہے اُن میں آپ کا بیٹا بھی تھا۔ جس کا نام کنعان تھا کیونکہ وہ کافروں کی صحبت میں بیٹھا اس لیے کافر ہو گیا۔

میری بہنو!

اگر نبی کا بیٹا بُروں کی محفل میں نہ بیٹھتا تو ایک نیک انسان ہوتا۔ ورنہ ہم تو کیا چیز ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بُروں کی محفل میں نہ بیٹھیں۔ اُن کا رنگ ضرور چڑھے گا۔ ایسی عورتیں جن کا کردار ٹھیک نہ ہو ہمیں اُن سے ملنا جلنا نہ چاہیے۔ اور نہ ہی انھیں اپنے گھر بلانا چاہیے اس لیے کہ ان کی عادتیں ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو خراب کرسکتی ہیں۔

قرآن پاک میں ہی ایک واقعہ سورۃ کہف میں ہے۔ اصحاب کہف کا واقعہ یعنی غار والے ولیوں کا واقعہ۔ ایک شہر کا بادشاہ ظالم تھا۔ اور لوگوں کو کہتا کہ

بتوں کو سجدہ کرو۔لوگ گمراہ ہوتے گئے مگر سات دوست جو بہت پکے مسلمان تھے۔
انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ رات ہونے پر اس شہر کو چھوڑ دیں۔ جب رات ہوگئی تو وہ تمام شہر سے نکلے ایک ساتھی کے ساتھ اسکا کتا تھا۔ساتھیوں نے کہا کتے کا کام بھونکنا ہے۔جب ہم کہیں چھپ جائیں گے۔تو یہ بھونکے گا اور لوگوں کو ہماری خبر ہو جائیگی اس لیے اس کتے کو دور چھوڑ آؤ۔اس نے لاٹھی اُٹھائی اور کتے کے پیچھے دوڑا کافی دور کتے کو چھوڑ آیا اور اپنے ساتھیوں سے مل گیا لیکن جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہی کتا اُن کے پیچھے آرہا تھا۔پھر اس نے بھگا دیا مگر وہ واپس آگیا۔کئی دفعہ اسے دُور چھوڑ کے آیا۔آخر کتے نے خداوند تعالیٰ کے حضور دُعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھ کو زبان دے۔خداوند کریم نے کتے کو زبان عطا فرمائی۔اس نے انسانی زبان میں کلام کیا اور کہا

اے ولیو سنو...... مجھے اپنی صحبت سے دور نہ کرو۔میں اُن گمراہ لوگوں کے شہر میں نہیں رہنا چاہتا۔میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اور آپ کو یہ ڈر ہے کہ بھونکوں گا۔تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں کبھی بھی بھونکوں گا نہیں۔

کسی نے کہا......

ناں میں بھونکاں ناں میں ٹونکاں ناں میں شور مچاواں
شاید تہاڈی سنگت کارن میں بھی جنت جاواں

میری بہنو!

پھر وہ کتا ایک غار میں ولیوں کے ہمراہ بیٹھ گیا۔ خداوند کریم نے فرمایا ہم نے انہیں سلایا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ وہ کتا قیامت کے دن انسانی شکل میں جنت میں جائے گا۔ دیکھئے اچھوں کی صحبت جنت میں لے جاتی ہے۔ چاہے وہ کتا ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی اگر کتنا بھی برا کیوں نہ ہو۔ انسان ہو مگر نیکوں سے محبت رکھے تو اللہ تعالیٰ اُس کی وجہ سے اُس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جنت اُس کا ٹھکانہ بنا دیتا ہے۔ میں نے قرآن پاک کی جو آیت کریمہ تلاوت کی تھی۔ اُس میں ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس سے ہم ولیوں، قطبوں، اور خصوصاً حضرت پیروں کے پیر دستگیر حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اُن کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ خدا کے ولی خدا سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔ اُن کے دل میں خداوند کریم کا اتنا خوف ہوتا ہے کہ وہ دنیا سے بے خوف ہو جاتے ہیں۔

سب سے بڑی دانائی اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جس کے دل میں خوف خدا ہوتا ہے وہ ہر برائی سے بچ جاتا ہے خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آنکھ خوف خدا سے روئی ہوگی۔ وہ جہنم میں نہ جائیگی۔ انہیں اولیاء اللہ میں سے حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی بھی ہیں آپ کے والدین سید تھے اور تقوٰی والے تھے۔ ایک دن آپ کے والد نہر پر وضو کر رہے تھے کہ ایک سیب بہتا ہوا آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پڑھ کر کھالیا کھانے کے بعد سوچا کہ مالک کی اجازت کے بغیر ہی کھالیا۔ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا۔ تو کیا جواب دوں گا۔ یہ سوچ کر زاروقطار رونے لگے۔ پھر نہر کے کنارے کنارے چل پڑے۔ کئی دنوں کے بعد ایک جگہ پہنچے۔ جہاں سیبوں کا باغ تھا اور ایک درخت کی ٹہنی نہر میں جھکی ہوئی تھی۔ خیال کیا کہ اسی جگہ سے سیب بہہ کر گیا ہے۔ آپ باغ میں گئے۔ باغ کے مالی سے پوچھا باباجی باغ کا مالک کون ہے۔ مالی نے بتایا۔ باغ کا مالک عبداللہ صومعی ہے۔ اور بتایا کہ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ باباجی کے پاس چلے گئے اور جا کر سلام کیا۔ اور عرض کی حضور میں نے آپ کے باغ کا ایک سیب بغیر اجازت کے کھالیا ہے۔ آپ روتے روتے باباجی کے قدموں میں گر پڑے اور کہا باباجی مجھے معاف کر دیں۔ باغ کے مالک اللہ کے ولی حضرت عبداللہ صومعی تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ ایسا نیک لڑکا پھر نہ ملے گا اور دل ہی دل میں بہت خوش ہوئے اور بولے اے لڑکے یہ معاف نہیں ہوگا۔ ایک میری شرط ہے۔ حضرت ابو صالح جو حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی کے والد تھے۔ نے کہا۔ باباجی فرمایئے۔ مالک نے کہا۔ میرے باغ کو سات سال تک پانی دے۔ پھر سوچوں گا کہ تجھے معاف کردوں یا نہ کروں

حضرت ابو صالح نے کہا باباجی مجھے منظور ہے۔ پھر انھوں نے باغ کا کام دن رات شروع کر دیا۔

میری بہنو!

سات سال تک باغ کو پانی دینا اور رکھوالی کرنا آسان کام نہ تھا۔ مگر

حضرت ابوصالح نے اس لیے کیا کہ میرا گناہ معاف ہو جائے اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچ جاؤں۔ آپ مسلسل باغ میں رکھوالی کرتے رہے ایک سال گزر گیا دو سال گزر گئے۔ یہاں تک کہ سات سال گزر گئے۔ تو عرض کیا کہ باباجی اب تو پوری مدت گزر گئی ہے۔ مجھے معاف فرمادیں۔ یہ سن کر باباجی نے کہا بیٹے میری ایک اور شرط ہے۔ اگر وہ پوری کر دی تو تجھے معافی ہو جائے گی۔ حضرت ابوصالح نے عرض کیا جلدی بتایئے وہ کیا شرط ہے۔ یہ سن کر باباجی نے کہا بیٹے میری ایک بیٹی ہے۔ جو سر سے گنجی ہے۔ آنکھوں سے اندھی ہے۔ کانوں سے بہری ہے۔ زبان سے گونگی ہے۔ ہاتھوں پیروں سے عاری ہے۔ ایسی بیٹی سے تجھے شادی کرنا ہوگی۔ اگر یہ شرط قبول ہے تو معافی ہو سکتی ہے۔ اگر آج کل کا کوئی نوجوان ہوتا تو کہتا کہ گوشت کے لوتھڑے کو کیا کرنا ہے۔ میں نے ساری زندگی گزارنی ہے۔ حضرت ابوصالح نے یہ نہیں سوچا بلکہ انہوں نے کہا کہ خدا کے حضور شرمندہ ہونے سے بچ جاؤں گا۔ آپ نے یہ شرط بھی منظور کر لی اور شادی ہو گئی۔ جب آپ بیوی کے کمرے میں تشریف لے گئے اور دروازہ کھولا تو وہ حسین وجمیل عورت تھی۔ یہ دیکھ کر واپس آ گئے۔ اور ساری رات سردی میں باغ کے اندر گزار دی۔ تہجد کے وقت حضرت عبداللہ صومعی تشریف لائے اور فرمایا بیٹا ابوصالح تم باغ میں پھرتے ہو انھوں نے عرض کیا حضور آپ نے جو صفات میری بیوی میں بتائی تھیں۔ وہ اس عورت میں نہیں ہیں۔ وہ تو کوئی غیر عورت ہے۔ یہ سن کر باباجی مسکرائے اور فرمایا بیٹا اس کا بھید کھول دوں۔

بیٹا میں نے اپنی بیٹی کو اس لیے گنجی کہا تھا کہ اس نے کبھی اپنا سر ننگا نہیں کیا۔ اگر آج کل کسی عورت کو کہہ دیا جائے کہ بہن سر پر دوپٹہ لے لو تو کہتی ہے مجھ سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ اگر آٹا گوندنے لگتی ہے تو پہلے سر سے دوپٹہ اُتار دیتی ہے۔ جھاڑو دینے لگتی ہے یا اور کوئی کام کرنے لگتی ہے تو دوپٹہ نہیں لیتی باپ اور بھائیوں کے سامنے سر ننگے پھرتی ہے۔ اور یہ بھی کہہ دیتی ہے یہاں کونسا کوئی ہے۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے لعنتیں کرتے رہتے ہیں کہ جب تک وہ عورت سر پہ دوپٹہ نہیں لیتی۔ اور آنکھوں سے اندھی اس لیے کہا تھا۔ جب سے جوان ہوئی تھی۔ اس نے کسی غیر مرد کو نہیں دیکھا۔ بہری ہے۔ اس لیے کہا تھا۔ کہ اس نے کسی غیر مرد کی آواز نہیں سنی۔ گونگی اس لیے کہا تھا۔ کہ اس کی زبان سے قرآن اور حدیث نکلا یا ذکر خدا نکلا۔ ہاتھوں پیروں سے عاری اس لیے کہا کہ اس نے کبھی اپنے گھر سے قدم باہر نہیں نکالا۔

میری بیٹی حافظ قرآن اور پاکیزہ صفات کی حامل ہے اور اے بیٹے جس دن تو آیا تھا۔ میں نے اسی دن سوچ لیا تھا کہ ایسی نیک لڑکی کیلئے تیرے سے زیادہ نیک لڑکا پھر نہ ملے گا۔ (سبحان اللہ)

میری بہنو!

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں حافظ قرآن تھی اور والد بھی حافظ قرآن تھے۔ دونوں تقویٰ والے تھے۔ جب والدین ایسے ہونگے تو اولاد بھی شان والی ہی ہوتی ہے۔ اور پھر بیٹا بھی ولیوں کا ولی ہی ہوتا ہے۔

میری بہنو!

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جس رات شہر میں پیدا ہوئے اسی رات جتنے بچے پیدا ہوئے سب کے سب ولی اللہ تھے۔ رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو چاند میں شک پیدا ہوا کہ شاید چاند نظر آیا یا نہیں۔ تو اس وقت ایک ولی اللہ نے فرمایا جا کر ابو صالح کے گھر بیٹے عبدالقادر کو دیکھو۔ اس نے سحری کے بعد دودھ پیا ہے تو روزہ نہیں اور اگر نہیں پیا تو روزہ ہے۔ لوگوں نے معلوم کیا تو آپکی اماں جان نے فرمایا میرے بیٹے نے سحری کے بعد سے دودھ نہیں پیا۔ اس لیے آج روزہ ہے۔

غوث اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں

میری بہنو!

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو والدہ نے قرآن مجید پڑھانے کیلئے ایک اُستاد صاحب کا انتخاب کیا۔ اُستاد صاحب نے آپ کو بسم اللہ پڑھائی۔ مگر آپ نے اُستاد صاحب کو پہلے ایک سپارہ سنایا۔ پھر دوسرا...... پھر تیسرا...... اور الغرض سناتے سناتے پندرہ سپارے زبانی سنا دیئے۔ استاد صاحب حیران ہو گئے کہ اسے تو ابھی شروع کرنا تھا۔ اس نے پندرہ سپارے سنا دیئے۔ اُستاد صاحب نے پوچھا کہ بیٹا عبدالقادر جیلانی یہ پندرہ سپارے کہاں سے حفظ کیے۔ آپ نے جواب دیا۔ اُستاد جی جب میں اپنی

ماں کے پیٹ کے اندر تھا۔تو قرآن سُنا کرتا تھا۔ یہ پندرہ سپارے میں نے اپنی ماں کے پیٹ میں حفظ کیے۔ (سبحان اللہ)

میری بہنو!

جب آپ لڑکپن میں کھیلنے کا ارادہ فرماتے۔غیب سے آواز آتی۔اے عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہم نے تجھے کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا۔

میری بہنو

ماں باپ کا اولاد پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔اگر ماں نیک ہوگی۔تو اولاد بھی نیک ہوتی ہے۔اگر ماں نمازی ہوتو اولاد بھی نماز پڑھنے والی ہوتی ہے۔اگر ماں میں اچھی عادتیں ہوں تو اولاد بھی اچھی ہوتی ہے۔ماں میں عادتیں اچھی نہ ہوں تو اس کا اثر اولاد پر بھی پڑتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کی خدمت بھی کرتے تھے اور دین کا علم بھی حاصل کرتے تھے ایک دن ماں نے فرمایا بیٹا میں چاہتی ہوں کہ علم دین حاصل کرنے کے لیے بغداد جائے آپ نے عرض کیا ماں آپ کی خدمت کون کرے گا تو اماں نے فرمایا چھوٹا بیٹا جو موجود ہے۔اے عبدالقادر میں تجھے دین کیلئے وقف کرتی ہوں اپنا حق معاف کرتی ہوں اب تو تیاری کر بغداد جانے کیلئے ایک قافلہ تیار ہے۔یہ چالیس دینار ہیں۔جو میں نے تیری گدڑی میں سی دیئے ہیں۔جب ضرورت پڑے خرچ میں لے آنا اور ایک ضروری نصیحت یاد

رکھنا کہ بیٹے کوئی وقت ہو جھوٹ نہ بولنا۔

اس جہاں کی اچھی ماؤں کو سلام
جنتوں کی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام

اب میں تجھے قافلے کے ساتھ بغداد بھیج رہی ہوں۔ اللہ نے چاہا تو قیامت کے دن ملاقات ہو گی یہ کہہ کر بیٹے کو تیار کیا اور اپنے سینے سے لگا کر آنسو بہا کر روانہ کیا۔

جاندی واری بیٹے تائیں تے گٹ کلیجے لایا
ہن اے چہرہ روز قیامت دیکھاں گی فرمایا

قافلہ روانہ ہو گیا مگر ماں کے آنسو خشک نہ ہوئے اس کے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اُٹھے ہوئے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کی مدد فرما۔ میرے بیٹے کو علمِ دین میں ممتاز کر دے۔

قافلہ جا رہا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ایک ایک سے اس کا مال لوٹنے لگے سب سے سامان لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی آیا اور تلاشی لی تو کچھ نہ ملا وہ آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ لڑکا کہتا ہے۔ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ مگر تلاشی لی ملے نہیں۔ سردار نے کہا۔ لڑکے وہ چالیس دینار کہاں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری ماں نے گدڑی میں سی رکھے ہیں۔ جب گدڑی کو کھول کے دیکھا تو دینار مل گے۔

اے میرے بیٹے جھوٹ ناں بولیں تے ماں میری فرمایا

ایسے لئی میں دسیا میرے کول ہے اے سرمایا

سردار نے کہا اے لڑکے لوگ تو اپنا مال چھپاتے ہیں کہ بچ جائے مگر تو نے ظاہر کر دیا ایسا کیوں کیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا جب میں گھر سے چلا تھا۔ تو میری ماں نے فرمایا تھا۔ اے میرے بیٹے جھوٹ نہ بولنا۔ اس لیے میں نے جھوٹ نہیں بولا یہ سن کر سردار سوچ میں پڑ گیا اور پھر بولا دیکھو یہ لڑکا اپنی ماں کا حکم مان رہا ہے اور ہم اپنے خالق و مالک کے نافرمان ہیں ہم ڈاکے ڈالتے ہیں۔ ہم کتنے بُرے ہیں۔ یہ کہہ کر سردار نے رونا شروع کر دیا اور بولا اے لڑکے کیا ہماری توبہ قبول ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا کیوں نہیں تم اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے گا۔ اور راضی بھی ہوگا یہ سن کر سردار نے سچے دل سے توبہ کی۔ باقی ڈاکوؤں نے بھی دل کے ساتھ توبہ کی اور نیک ہو گئے۔

جیسے قرآن فرماتا ہے۔

یَاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاتُوْبُوْٓااِلَی اللّٰهِ تَوْبَةًنَّصُوْحًا○

میری بہنو!

ہمیں بھی سچ بولنا چاہیے۔ ہر حالت میں سچائی کا دامن نہ چھوڑیں۔ مسجد میں ایک اُستاد صاحب سے پڑھنے لگے۔ وہاں آپ نے قرآن و حدیث کا علم حاصل کیا شریعت و طریقت کے رموز و طریقے سیکھے۔ ایک وہ وقت بھی آیا کہ تمام اُستادوں نے کہہ دیا کہ اب اس کے پاس ہم سے بھی زیادہ علم آ گیا ہے

لوگ دور دور سے علم کی پیاس بجھانے چلے آتے تھے اور آپ ان کو سیراب کرتے جاتے تھے۔ ایک دن نماز ظہر کے بعد حضور تشریف لائے اور فرمایا بیٹا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تو لوگوں کو وعظ کیوں نہیں کرتا۔ آپ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنا منہ کھول آپ نے منہ کھولا تو حضور نے سات مرتبہ آپ کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور دعا فرمائی۔ پھر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حضرت علی تشریف لائے۔ انھوں نے بھی فرمایا۔ منہ کھولو۔ آپ نے منہ کھولا تو انھوں نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن منہ میں ڈالا اور دعا کی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے میرا وعظ کہنے کو دل مچلنے لگا اور میں وعظ کہنے لگا۔ تو بے شمار لوگ سننے کو آئے۔ پھر تو آپ کئی زبانوں میں وعظ کہنے لگے۔ ہزاروں لوگوں کا مجمع ہوتا تھا۔ چالیس قطاریں ابدالوں اور ولیوں کی ہوا کرتی تھی۔

ایک دن آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا۔ اے ولیو...... اے ابدالو سنو......

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ

یہ میرا قدم کل اولیاء کے کندھوں پر ہے۔ سنو سنو جس کے کندھے پر میرا قدم نہ ہوگا وہ ولی نہیں ہوسکتا۔ یہ کہنا تھا کہ حاضر ولیوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور کہا آپ کا قدم ہمارے کندھوں پر ہے۔ ہم آپ کے مرید ہیں۔ غلام ہیں۔ جتنے روئے زمین پر اولیاء اللہ تھے۔ سب جھک گئے۔

جو وَلی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب اَدب رکھتے ہیں دِل میں مِرے آقا تیرا
گردنیں جھک گئیں سَر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے
کشفِ سَاق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

میری بہنو!

یہ مقام ہے حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ تمام اولیاء آپ کو سردار مانتے ہیں

آپ کا مقام یہ ہے کہ

غوث اعظم درمیانِ اولیاء
چوں محمد ﷺ درمیانِ انبیاء

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامات بے شمار ہیں۔ آپ نے کئی مُردوں کو زندہ فرمایا۔ بیماروں کو دعا دی تو اُن کو شفا ہوگئی۔ گمراہوں کو ہدایت یافتہ کر دیا بے دینوں کو دین کی دولت سے لبریز کر دیا۔ ایک بار مسلمان اور عیسائی میں مقابلہ شروع ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ نے مردے زندہ کیے ہیں مگر مسلمانوں کے رسول ﷺ نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا ہے کہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت غوث اعظم تشریف لے آئے آپ نے سن کر فرمایا اے عیسائی اگر عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کیے ہیں تو میں بھی مردے زندہ کر سکتا ہوں اگر میں مردہ زندہ کر دوں تو ایمان لے آئے گا۔ عیسائی حیران ہو گیا اور بولا ہاں اگر آپ مردوں کو زندہ کر دیں تو

آپکے دین میں آجاؤں گا۔آپ نے تمام لوگوں کوساتھ لیااور قبرستان آگئے۔فرمایا اے عیسائی جس قبر کواشارہ کرے اُسی کوزندہ کردوں گا۔عیسائی نے ایک پرانی قبر کی طرف اشارہ کردیا کہ حضرت اسی قبر والے کوزندہ کردو۔آپ نے فرمایا۔

فَتَوَجَّهَ اِلَى الْقَبْرِ وَقَالَ قُمْ بِاِذْنَ اللّٰه

اللہ کے حکم سے اُٹھ یہ کہنا تھا کہ قبر پھٹ گئی اور وہ مردہ اللہ کے حکم سے زندہ ہوگیا اوراس نے آپ کوسلام کیا چند باتیں کہیں آپ نے دوبارہ فرمایا وہ مردہ ہوگیا پھراس کی قبر بنادی گئی یہ دیکھ کرعیسائی مسلمان ہوگیا۔(سبحان اللہ)

عیسٰی کے معجزوں نے مردے جلا دیئے ہیں
میرے آقا کے معجزوں نے عیسٰی بنا دیئے ہیں

میری بہنو!

حضرت غوث اعظم کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی دعا سے بیماروں کوصحت یاب فرمادیا۔بغداد کا ایک امیر آدمی جس کا نام ابوغالب تھا اس نے آپ کی دعوت کی۔آپ اپنے مریدوں کے ہمراہ تشریف لے گئے اور دعوت میں شامل ہوئے۔آپ نے کھانا کھانے کے وقت فرمایا۔اے ابوغالب تیرا بیٹا کہاں ہے اُس نے کہا حضرت آپ کھانا تناول فرمائیں وہ ابھی آجائے گا۔آپ نے فرمایا۔جب تک وہ نہیں آئے گا۔میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔یہ سن کرابوغالب رونے لگا۔حضرت نے پوچھا۔کہ روتے کیوں ہو۔تو ابوغالب نے عرض کیا کہ میرا بیٹا مفلوج ہے۔علاج بہت کروایا ہے۔مگر آرام کہیں سے بھی نہیں آیا ہے۔حضرت

غوث اعظم نے فرمایا چلو مجھے اپنا بیٹا دکھاؤ۔ جب اُس کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا فرمائی کہ اے باری تعالیٰ اس مریض کو شفا عطا فرما۔ یہ دُعا کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ کا پھرنا تھا کہ وہ لڑکا دیکھتے ہی دیکھتے فوراً صحت یاب ہو کر اُٹھ بیٹھا۔ آپ کو سلام کیا اور آپ نے اسے اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔

بیماراں دے لئی نیں شفا غوثِ اعظم
اسیراں دے مُشکل کشا غوثِ اعظم
میں ٹھوکراں کھاندی چنگی نہیں لگدی
تیرے دَر دِی ہو کے گدا غوثِ اعظم

میری بہنو!

اللہ کے ولی جو ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے تقدیر کو بدل دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ جو اللہ کا دوست ہوتا ہے۔ اللہ اُس کا دوست ہوتا ہے۔ ایک حدیث مُبارکہ میں آیا ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے تو اس کی ہر بات سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ اُس وقت کان اس کے ہوتے ہیں۔ سنتا اللہ ہوتا ہے۔ آنکھیں اُس کی ہوتی ہیں۔ لیکن دیکھتا اللہ ہوتا ہے۔ زبان بندے کی ہوتی ہے۔ مگر اس کی زبان سے بولنا اللہ کا ہوتا ہے۔ ہاتھ بندے کے ہوتے ہیں۔ مگر کام اللہ کا ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایک دن دریائے فرات کے کنارے تسبیح کر رہے تھے کہ اچانک آپ نے دیکھا کہ ایک بڑھیا اپنا گھڑا بھر لیتی ہے۔ اور

پھر خالی کرلیتی ہے۔آپ اس کے قریب تشریف لے گئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔اماں گھڑا بھرلیتی ہواور پھر خالی کر کے رونے لگتی ہو۔اس کا کیا سبب ہے۔وہ بولی آپ کون ہیں پوچھنے والے تو آپ نے فرمایا۔میرا نام عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑھیا نے کہا جس کو گیارھویں والا پیر کہتے ہیں۔آپ نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں۔اب وہ بڑھیا ادب سے کھڑی ہوگئی۔حضور میرا بیٹا بارات لیکر گیا۔جب شادی کر کے واپس آرہا تھا تو دریا میں کشتی بھنور میں پھنس گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ڈوب گئی سارے باراتی دلہن اور دولہا غرق ہو گئے۔اسی دن سے میں ہر روز اس دریا پر آکر روتی ہوں۔آپ نے فرمایا اماں کتنے سال ہو گئے ہیں۔اس عورت نے عرض کیا یا حضرت بارہ سال بیت گئے مگر میرا دکھ بڑھتا جارہا ہے اور یہ کہہ کر وہ رونے لگی آپ نے فرمایا اگر وہ سب باہر آجائیں تو میرے اللہ کا شکر ادا کروگی۔اُس نے کہا ایک شکر میں تو کروڑوں شکر ادا کروں گی۔

آپ نے فرمایا اماں ابھی قدرت خداوندی کا نظارہ کر۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا اور نرم نرم ریت پر دو نفل ادا کیے۔پھر سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی۔اے اللہ میں حقیر نکما انسان ہوں۔تیرا بندہ تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ اُمتی ہوں۔تیری بارگاہ میں آنسو بہا کے دعا کرتا ہوں کہ جیسے تو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کریگا۔آج ایسے ہی تمام باراتیوں کو زندہ فرمادے۔یہ دعا آپ نے بار بار کی۔ارشاد ہوا اے عبدالقادر تو ہمارا دوست ہے۔ہم نے تیری دعا کو قبول کرلیا ہے۔سر سجدے سے اُٹھا اور ہماری قدرت کا نظارہ دیکھ۔حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جب سجدے سے سر اُٹھایا تو دیکھا کہ دریا میں طوفانی لہریں اٹھ رہی ہیں۔اس کے اندر سے کشتی آہستہ آہستہ ظاہر ہونے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ساری کشتی اور تمام باراتی زندہ سلامت واپس آگئے۔ مائی کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ تھا۔اس نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔تمام باراتی اس بات پر حیران تھے کہ ہم کیسے زندہ ہو گئے۔تمام گاؤں والے بھی آگئے۔ سب نے مل کر کہا......☆

پیر ہے ملیا خوب نرالہ
ڈُبیاں تائیاں تارن والا
پیر میرے دے شن والا
رہندا مئیں دِلگیر، ساڈا گیارھویں والا پیر
ساڈا گیارھویں والا پیر

میری بہنو!

ایک غمگین نوجوان نے آ کر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فریاد کی حضور میں نے اپنے والد مرحوم کو رات خواب میں دیکھا وہ کہہ رہے تھے۔ بیٹا میں عذاب قبر میں مبتلا ہوں۔تو بغداد میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر میرے لیے دعا کی درخواست کر۔ یہ سن کر سرکار بغداد نے اُس کے لیے استغفار کی اور فرمایا تیرے ابا جان کبھی میرے مدرسے سے گزرے تھے۔اس نے کہا جی ہاں آپ خاموش ہو گئے۔دوسرے روز وہ نوجوان دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا آج رات والد مرحوم سبز لباس زیب تن کیے خواب

میں تشریف لائے وہ بے حد خوش تھے کہہ رہے تھے۔ بیٹا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی دُعا کی برکت سے عذاب دور کر دیا گیا۔ یہ لباس ملا ہے۔

میرے پیارے بیٹے تو اُن کی خدمت میں رہا کر یہ سن کر آپ نے فرمایا جو میرے مدرسے کے پاس سے گزرے گا اُس کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔

مُریدی لاتخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوثِ اعظم کا
ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے
مصیبت ٹال دینا کام کس کا غوثِ اعظم کا

میری بہنو!

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شریعت کے مطابق زندگی بسر فرماتے تھے کبھی بھی حضور ﷺ کی شریعت کی حد کو نہ توڑا۔ بلکہ ایک ایک قدم شریعت کی راہ میں اُٹھایا ایک بار آپ جنگل میں سے گزر رہے تھے کہ آپ کو پیاس لگی کہ اتنے میں ایک بادل ظاہر ہوا اور پانی برسانے لگا۔ آپ نے پانی پیا۔ پھر ایک نور ظاہر ہوا جس میں سے آواز آئی۔ اے حضرت عبدالقادر میں تیرا ربّ ہوں۔ جو دوسروں پر میں نے حرام کیا وہ تیرے اوپر حلال کرتا ہوں جو دل چاہے کر جو دل چاہے لے کیونکہ تُو نے میری اتنی عبادت کی ہے۔ اب میں تم سے راضی ہو گیا ہوں۔ جب شیخ عبدالقادر جیلانی نے یہ سنا تو سوچنے لگے کہ یہ امر تو میرے رسول ﷺ پر نازل نہ

ہوا۔ یعنی نماز وغیرہ تو کربلا والوں پر معاف نہ ہوئی۔ یہ میرا ربّ نماز معاف کر رہا ہے۔ حرام کو حلال کر رہا ہے یقیناً یہ شیطان کی چال ہے اور آپ نے فوراً

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

پڑھی۔ یہ سن کر وہ نور دھواں بن گیا اور اس میں سے آواز آئی اے عبدالقادر تو اپنے علم کی وجہ سے بچ گیا ورنہ میں شیطان ہوں۔ میں نے اسی طرح سے ستر ولیوں کو گمراہ کیا یہ سنا تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا لیکن میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وجہ سے بچ گیا۔

میری بہنو!

نماز دین کا ستون ہے۔ یہ کبھی معاف نہیں۔ قیامت کے روز سب سے پہلے سوال نماز کے بارے میں کیا جائے گا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی نے نماز سے روکنے والے کو شیطان کہا ہے۔

میری بہنو!

کوئی موقع ہو۔ شادی بیاہ ہو۔ نماز نہ چھوڑنا۔ بلکہ اپنی ساتھی عورت کو نماز کی تلقین کرو کہ بہنو نماز کا وقت ہو گیا پہلے نماز پڑھ لیں۔ پھر کوئی اور کام کریں گی۔

میری بہنو!

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ پندرہ سال تک میں نے پورا قرآن پاک ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر ختم کیا۔ ذرا غور کریں کہ ہر رات کھڑے ہو کر پورا

قرآن پاک ختم کرنا کتنا بڑا مجاہدہ ہے۔

قرآں کی تلاوت کا جو معمول بناتے ہیں
سُننے کو فرشتے بھی اَفلاک سے آتے ہیں

میری بہنو!

ہمیں وقت ملتا ہے مگر ہم رات کو یا صبح کو بھی قرآن کی تلاوت نہیں کرتیں۔ ہمیں افسوس ہے ہمیں روزانہ ایک قرآن پاک نہیں تو دو سپارے یا ایک سپارہ ہی پڑھ لینا چاہیئے۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت کرنی چاہیے۔ اس سے خداوند تعالیٰ محافظ ہو جاتا ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

میری بہنو!

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی تو شان ہے کہ آپ نے چالیس برس عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ اس کا مطلب ہے آپ ساری رات نوافل میں گزارتے تھے۔ قرآن کی تلاوت میں گزارتے تھے۔ توبہ استغفار میں گزارتے تھے باوضو رہتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آدمی کو باوضو رہنا چاہیئے۔ اگر یہ مشکل ہے۔ تو رات کو سونے سے قبل وضو کر کے بستر پر آنا چاہیئے۔ باوضو سونے والے کی دو فرشتے رات بھر حفاظت کرتے ہیں۔☆

میری بہنو!

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ چونکہ بہت امیر تھے اس لیے ایک چور نے چاہا کہ رات کے وقت جا کر شیخ کا مال چوری کروں گا۔ تو بہت سا مال ہاتھ لگے گا۔ عشاء کی نماز کے بعد وہ چور آپ کے کمرے میں گھس گیا اور اس انتظار میں رہا کہ آپ کب سوتے ہیں مگر شیخ عبدالقادر جیلانی تو ساری ساری رات جاگ کر اپنے اللہ کی عبادت فرماتے تھے۔ وہ چھپ کر بیٹھا رہا آدھی رات کے وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ اس لیے کہ کسی کو قطب بنا دیں تا کہ وہ علاقے کا انتظام سنبھال سکے۔ آپ نے فرمایا اے خضر علیہ السلام صبح کے وقت کسی کو قطب بنا دیں گے۔ مگر حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے شیخ ابھی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ غوثِ اعظم نے نگاہ ولایت اور نگاہ غوثیت سے چور کی طرف دیکھا اور دیکھتے ہی قطب بنا دیا۔ فرمایا چور تو آیا چوری کرنے تھا مگر تیرے لیے قطبیت کی دعا کرتا ہوں۔ آیا چور تھا۔ واپس گیا تو قُطب تھا۔

آیا چور تے قطب بنایا
نالے اونوں سینے لایا
اللہ پاک نے رکھیا مان
تے ریساں کون کرے
میرے غوث دی اُچی شان
تے ریساں کون کرے

میری بہنو!

سرکار غوث اعظم جب روضہ رسول ﷺ پر تشریف لے گئے تو آپ پر رقت طاری تھی اور آپ زار و قطار رو رہے تھے۔ مدینہ منورہ کے ادب کے خیال سے ننگے پاؤں حاضر ہوئے۔ مسجد نبوی میں ایک ایک ستون کے پاس نفل ادا فرمائے۔ چبوترہ بلال کی جانب متوجہ ہوئے تو بے اختیار ہو گئے۔

اور پھر جب حضور ﷺ کے روضہ کی جانب متوجہ ہوئے تو بے اختیار ہو گئے اور قدم رک گئے۔ آگے بڑھتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ نہایت ادب کے ساتھ روضے کے قریب حاضر ہوئے۔ اور درود شریف کا ورد شروع کر دیا۔

پھر اچانک کہا السلام علیکم یا خاتم المرسلین تو حضور ﷺ نے اپنا پیارا نورانی نورانی دست اقدس نکالا اور فرمایا وعلیکم السلام یا امیر المسلمین۔ یہ سنا تو فوراً آپ نے سرکار دو عالم ﷺ کا دست اقدس پکڑ لیا اور بوسے لینے لگے۔

یہ شان ہے میرے غوث اعظم کی۔

میری بہنو!

آپ ہر ماہ کی گیارھویں تاریخ کو صدقہ خیرات کیا کرتے تھے۔ سائلوں اور غریبوں کی جھولیاں بھرا کرتے تھے۔ لنگر کا عام انتظام ہوتا تھا۔ ہر ایک کی حاجت پوری کی جاتی تھی۔ ملنے والے دور دور سے حاضر ہوتے تھے۔ آپ نے یہ تاریخ مقرر کی ہوئی تھی۔ اس لیے اس علاقے میں آپ کا نام گیارھویں والا پیر ہی پڑ گیا اور یہی تاریخ آپ کے وصال شریف کی بھی ہے۔ آپ بیمار ہوئے تو فرمایا بیٹے

مجھے تنہا چھوڑ دو۔آپ کے بیٹے فرماتے ہیں۔میں نے عرض کیا ابا جان۔یہ آپ وعلیکم السلام کس کو کہہ رہے تھے۔آپ نے فرمایا بیٹے نظر کر کے دیکھو۔انبیاء اور اولیاء کی روحیں تشریف لا کر مجھے سلام کرتی ہیں اور میں ان کے سلام کے جواب دے رہا ہوں۔آخر میں آپ نے کلمہ شریف کا ورد فرمانا شروع کر دیا اور فرمایا اب میں اپنے محبوب کے پاس جا رہا ہوں۔جو سب سے اچھا محبوب ہے۔جو میرا خالق مالک ہے۔یہ کہا اور فرمانے لگے۔خداوند کریم حضور ﷺ کے طفیل ہمارے گناہ معاف فرمائے۔آپ نے اکثر فرمایا کہ جو گیارھویں تاریخ کو مغرب کے بعد دو نفل ادا کرے گا۔اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ بار قل ہو اللہ شریف پڑھے تو پھر سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور بغداد کی طرف گیارہ قدم چلے۔پھر میرے وسیلے سے دعا مانگے۔اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائے گا اور اُس کی مشکل آسان ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ولیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور دین اسلام پر استقامت عطا فرمائے۔

﴿آمین﴾

میرا پیر لا ثانی ایں
دوہترا رسول دا اے
علی پاک دا جانی ایں
بغداد دا والی اے
ساریاں ولیاں وچوں
اوہدا رُتبہ عالی اے

○وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

تقریر نمبر ﴿11﴾

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (24)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ﷺ

سب مل کر درود وسلام جھوم جھوم کر پڑھیں

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دُنیا بنانے پر قادر ہے اور دُنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے منہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اٹھتے ہیں۔

اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہوسکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
مگر ربّ کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں، سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب وسینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شب اسریٰ کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ

یہ ہے کہ اور وہ سچ لے کر آیا۔ اور جس نے تصدیق کی سب پرہیزگار ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سچ کیا ہے۔ سچ کون لے کر آیا۔ اور تصدیق کس نے کی۔ قرآن مجید اور اسلام سچ ہے اور سچ کو مخلوق تک لے کر آنے والے ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ ہیں اور اس سچ کی جس نے سب سے پہلے تصدیق کی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ رفیق رسول ہیں۔ کہ جن کا بچپن بھی شرک سے پاک رہا۔ نہ آپ نے شراب پی نہ جواء کھیلا۔ اور نہ ہی بتوں کو سجدہ کیا۔ ایک دفعہ آپ کے والد ابوقحافہ آپ کو بت خانے لے گئے۔ آپ نے کہا یہ کیا ہیں۔ کہا...... ہمارے خدا ہیں۔ آپ نے کہا۔ انھیں کس نے بنایا۔ باپ نے کہا ہم نے اسے خود ہاتھوں سے بنایا۔ آپ نے کہا۔ جن کو آپ نے اپنے ہاتھوں سے خود بنایا ہے۔ میں ان کو سجدہ نہیں کروں گا۔ یہ سن کر آپ کے باپ نے آپ کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کیا۔ آپ روتے ہوئے گھر آئے۔ اماں نے سینے سے لگا کر پوچھا۔ بیٹے کس نے مارا ہے ابوقحافہ نے کہا۔ اس نے بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ میں نے اسے سزا دی ہے۔ اماں نے کہا۔ اسے آئندہ نہ مارنا۔ جس دن یہ پیدا ہوا تھا۔ میرے کانوں میں یہ آواز آئی تھی۔ کہ یہ بچہ نبی آخر الزماں کا پہلا صحابی ہوگا۔

جب آپ جوان ہوئے تو تجارت کرنے لگے۔ حضور ﷺ بھی تجارت کرتے تھے۔ اسی سبب سے آپ حضور کے دوست بن گئے۔ ایک بار آپ سفر سے واپس آرہے تھے۔ کہ راستے میں ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کو لیٹ گئے۔ اس درخت کی شاخ جھک گئی۔ اور اس میں سے آواز آنے لگی۔ اے ابوبکر۔ غور

سے سن۔ مکہ میں ایک رسول مبعوث ہو گئے ہیں۔ تو اس پر سب سے پہلے ایمان لائے گا۔ وہ رسول جن کا نام محمد مصطفےٰ ﷺ ہے۔ اس آواز کے سننے کے بعد آپ بیدار ہوئے۔ اور مکے میں تشریف لائے۔

رات خواب میں دیکھا کہ آسمان سے سورج ان کی جھولی میں آ گیا۔ اور چاروں طرف نور ہی نور چھا گیا۔ صبح بیدار ہوتے ہی سیدھے حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا میں نے مکہ کے لوگوں سے سنا ہے کہ آپ نے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے ابوبکر ھاں۔ میرے اللہ نے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ بلکہ میں تو رسولوں کا سردار ہوں اور یہ ایسی سچائی ہیں جس کو تسلیم کرنا ہی عقل مندی ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا۔ اے میرے دوست تسلی کیلئے کوئی ثبوت آپ نے فرمایا اے ابوبکر تیرا رات والا خواب میری رسالت کی دلیل ہے آسمان کا آفتاب میں ہوں۔ جو تیری ہدایت کیلئے بلکہ ساری کائنات کی ہدایت کیلئے روشن ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر نے یہ سنا تو حضور کے سینے سے لگ گئے۔ اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ حضور نے فرمایا۔

اَنْتَ صِدِّیْق" فِی الدُّنیا وَالْاٰخِرَہ

تو دنیا اور آخرت میں صدیق ہے

ایک مرتبہ خانہ کعبہ کے قریب لوگوں نے حضور ﷺ کو پکڑ رکھا تھا۔ اور گالیاں دے رہے تھے۔ ایک نے تو آپ کی گردن میں کپڑا ڈال رکھا تھا۔ اچانک حضرت ابوبکر وہاں آ گئے۔ اور بولے کم بختو۔ ایسے عظیم الشان شخص کو مارتے ہو۔

جو تمہیں کہتا ہے۔ شراب نہ پیو۔ اپنی دختروں کو زندہ درگور نہ کرو۔ جواء نہ کھیلو۔
اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا نہ کرو۔ بلکہ ساری کائنات کے خالق و
مالک کو سجدہ کرو یہ سن کر لوگوں نے حضور ﷺ کو تو چھوڑ دیا۔ اور حضرت ابوبکر
صدیق کو پکڑ لیا۔ اتنا مارا کہ آپ لہولہان ہو گئے پھر بھی آپ لوگوں کو تبلیغ فرماتے
رہے۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ کو لوگ طرح طرح سے تکلیفیں دیتے۔ مگر
حضرت ابوبکر صدیق آپ کے ہمراہ سائے کی طرح رہتے تھے۔ چونکہ آپ کا
خاندان بہت دلیر تھا۔ اور آپ کے لوگوں پر بہت احسانات تھے۔ اس لیے لوگ
آپ کی عزت بھی کرتے تھے۔ جب سرکار دو عالم ﷺ معراج سے واپس آئے
اور آپ نے لوگوں سے کہا۔ میں رات مسجد اقصیٰ گیا۔ وہاں رسولوں کو جماعت
کرائی۔ پھر میرا براق آسمانوں کی جانب گیا۔ میں سات آسمانوں کے اوپر عرش اعلیٰ
پر گیا۔ پھر لامکاں پر میں نے جا کر اپنے اللہ کو دیکھا۔ میں نے پھر جنت کو دیکھا
اور جہنم کو دیکھا۔ اور رات ہی رات میں واپس بھی آ گیا۔ جب یہ سب کچھ ابوجہل
نے سنا۔ تو دوڑتا ہوا حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آیا۔ اور بولا کیا یہ تو مان سکتا ہے
کہ ایک آدمی رات ہی رات میں مسجد اقصیٰ گیا۔ پھر سات آسمانوں کی سیر کر کے
واپس بھی آ گیا ہو۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا دل نہیں مانتا۔ ابوجہل نے کہا تیرا یار
[illegible] ﷺ یہ بات کہتا ہے۔ جب یہ سنا تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اگر یہ
بات میرے پیارے رسول نے فرمائی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ سچ ہے یہ سچ ہے۔
یہ کہہ کر حضور کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے اٹھ کر آپ کو سینے

سے لگالیا۔اور فرمایا ابھی حضرت جبرئیل آئے تھے۔اور کہہ گئے ہیں۔

اِسۡمُهٗ فِی السَّمَاءِ صِدِّیۡق"

آسمانوں میں بھی اس کا نام صدیق ہے

☆☆☆☆☆

ابوبکر ساڈے سردار نے ریساں کون کرے
میرے آقا دے ہن یار تے ریساں کون کرے

ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ کے باہر تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ امیہ بن خلف حضرت بلالؓ کو تپتی ریت پر لٹا کر کوڑے مار رہا تھا۔اور کہتا ہے کہ ایک خدا کا کلمہ چھوڑ دے مگر حضرت بلالؓ فرماتے ہیں۔

چاہے مجھ کو مار ڈالو جان سے
دل پھرے گا نہ کبھی رحمان سے
ہو گئی الفت مجھے قرآن سے
ایسے تو نہ میں ہٹوں ایمان سے
اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

حضرت ابوبکر نے فرمایا اے امیہ بن خلف اتنا ظلم نہ ڈھا۔اس غلام کو نہ مار اُس نے کہا اگر اتنا ہی رحم آتا ہے۔تو اسے خرید لے۔آپ نے فرمایا بتا کیا لے گا۔کہنے لگا اس کے بدلے میں ایک غلام دے دے اور دو ہزار درہم بھی ساتھ دے آپ نے فرمایا مجھے منظور ہے آپ نے حضرت بلال کو خرید لیا اور ساتھ لے

حضور کی خدمت اقدس میں لے کر آئے سرکار دو عالم نے بلالؓ کو سینے سے لگا کر فرمایا اے بلالؓ تیرے ایمان پر آسمانوں کے فرشتے خوشیاں منا رہے ہیں حضرت ابوبکر نے کہا یارسول اللہ آپ گواہ ہو جایئے میں نے حضرت بلال کو آزاد کر دیا حضرت بلالؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور حضور کے قدموں پر نثار ہو کر عرض کیا یارسول اللہ یہ بلال آپ کا خادم ہے اس کی جان مال آپ پر قربان ہو جائے گی۔

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضور ﷺ اُداس اور پریشان رہتے تھے۔ ہر وقت حضرت خدیجہ کی یاد میں آنسو بہاتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں آپ میری بیٹی عائشہ سے نکاح فرمالیں حضور نے فرمایا اے ابوبکر خدا نے عرش پر میرا نکاح عائشہ سے کر دیا ہے حضرت عائشہ کو خدا نے وہ شان دی ہے کہ آپ کے حجرے میں حضور دفن ہوئے اور آپ کی گود میں حضور آخری وقت جلوہ فرما تھے۔ وہی حجرہ عرشِ بریں سے اعلیٰ بن گیا ہے۔

جب کفار مکہ نے حضور ﷺ اور آپ کے ماننے والوں کو بہت تنگ کرنا شروع کیا تو خداوند تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ اے میرے رسول آپ اپنے ساتھیوں کو حکم دیں کہ مکہ سے ہجرت کر جائیں۔ آپ نے تمام مسلمانوں کو مدینہ جانے کا اِذن دے دیا آپ نے جس رات ہجرت کا ارادہ فرمایا اس رات کفار مکہ نے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا رات کافی ہو چکی تھی۔ حضور کے مکان کو کفار مکہ کے سرداروں نے گھیر رکھا تھا۔ کہ آپ مکان سے باہر آئیں گے تو یکبارگی حملہ

کر کے شہید کر دیں گے۔ حضور نے حضرت علی کو اپنے بستر پہ لٹایا اور فرمایا اے علی۔ یہ میری چادر اوڑھ کر سو جا۔ صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینے روانہ ہو جانا۔ انشاء اللہ یہ کفار تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ پھر آپ سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے مکان سے نکلے۔

زبانِ پاک پر تو سورۃ یٰسین تھی جاری
اک مٹھی خاک حضرت نے تھی اُن کے منہ پر ماری
یکایک ہو گئے اندھے سبھی کفار مکہ کے
جلے منہ رہ گئے ناکام سب عیار مکہ کے

میرے رسول ﷺ نے ایک مٹھی خاک لے کر اُن پر پھینکی وہ سب آنکھیں ملنے لگے حضور وہاں سے سیدھے حضرت ابوبکر صدیق کے دروازے پر تشریف لائے اور دروازہ کو دستک دی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے دروازہ کھول دیا حضور نے ارشاد فرمایا چلو اور دو اونٹنیاں پہلے ہی تیار تھیں۔ تقریباً دس ہزار درہم ساتھ لے لیے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی بیٹی اسماء سے فرمایا۔ میرے باپ ابوقحافہ کو معلوم نہ ہو اور غار ثور میں کھانا پہنچا دینا اب دونوں منزل کی جانب جا رہے تھے حضرت ابوبکر کبھی حضور کے دائیں ہوتے ہیں کبھی بائیں ہوتے ہیں کبھی آگے ہوتے ہیں کبھی پیچھے ہوتے ہیں۔ سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا اے صدیق کیا بات ہے ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے ساری کائنات سے عزیز ہیں۔ میں آپ کے چاروں طرف اس لیے پھرتا ہوں کہ دشمن اگر وار کرے تو آپ کو کوئی

تکلیف نہ ہوابوبکر سینے پہ وار کو لے لے۔حضور مسکرائے اتنے میں پیچھے سے ایک آدمی گھوڑے پر سوار نظر آتا ہے۔حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ کفار آ گئے حضور نے فرمایا۔

لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

اے ابوبکر صدیق غم نہ کر۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

جب وہ کافر قریب آیا حضور نے ارشاد فرمایا اے زمین اسے پکڑ لے۔

زمین نے اُسے اور اُس کے گھوڑے کو پکڑ لیا وہ زمین میں دھنسنے لگا وہ بولا آپ رحم فرمائیں مجھے معاف فرمادیں۔میں آپ کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ رحمت عالم نے اُسے معاف فرمادیا اب ثور کا پہاڑ سامنے تھا۔حضور سے ابوبکر صدیق نے عرض کی یارسول اللہ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں۔ہم نے غار تک جانا ہے۔آپ کہیں تھک نہ جائیں۔کہیں آپ کے پاؤں میں پتھر نہ چبھ جائیں۔

محمد ﷺ پر فدا صدیق اکبر
وفا کی انتہا صدیق اکبر

حضور ﷺ کو کندھوں پہ سوار کرلیا۔غار ثور کی چڑھائی تقریباً ڈھائی میل سے زیادہ ہے۔قربان جائیں اُس جاں نثار صحابی کے جو حضور کو کندھوں پہ سوار کر کے غار کی طرف لے جا رہا تھا۔(سبحان اللہ)

اب غار کے منہ تک دونوں پہنچے۔حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یارسول اللہ آپ غار سے باہر تشریف رکھیں۔میں غار کو صاف کردوں۔اور غار کے

سوراخوں کو کپڑے پھاڑ کے بند کیا ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ اُس پر آپ نے اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی اور عرض کیا یارسول اللہ تشریف لے آیئے۔ اللہ کے پیارے حبیب غار کے اندر تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکر نے اپنی گود میں سرکار کا سر اقدس رکھا اور عرض کیا حضور آپ آرام فرمائیں۔ میں جاگتا رہتا ہوں۔ کچھ وقت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے محسوس کیا کہ آپ کی ایڑی کے نیچے ایک سانپ ہے اور باہر نکلنے کی کوشش کررہا ہے۔ آپ نے ایڑی کو نہ ہٹایا کہ کہیں یہ رسول اکرم کو نقصان نہ پہنچائے اب اُس سانپ نے ایڑی پر ڈنگ مارا آپ کا پاؤں نیلا ہو گیا۔ اور زہر کا اثر شروع ہو گیا۔ درد سے حضرت ابوبکر صدیق کے آنسو بہہ نکلے تو عشق نے کہا۔ ابوبکر گھبرا نہیں۔

دُکھ تیرے پاؤں میں ہے — تو سُکھ تیری جھولی میں ہے

زَحمت تیرے پاؤں میں ہے — تو رحمت تیری جھولی میں ہے

دُشمن تیرے پاؤں میں ہے — تو دوست تیری جھولی میں ہے

رقیب تیرے پاؤں میں ہے — تو حبیب تیری جھولی میں ہے

سانپ کالا تیرے پاؤں میں ہے — تو کملی والا تیری جھولی میں ہے

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ایڑی نہیں اُٹھائی مگر آنسو جاری ہو گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر آنسوؤں کے قطرے گرے۔ سرکار کی آنکھ کھلی فرمایا ابوبکر صدیق کیوں کیا ہوا عرض کیا یارسول اللہ سوراخ پر ایڑی ہے۔ ایڑی کے نیچے سانپ ہے۔ وہ ڈنگ مار رہا ہے۔ زہر چڑھتا جارہا ہے۔ حضور نے فرمایا ابوبکر

ایڑی اُٹھا دے۔ سانپ کو آنے دے ایڑی اُٹھائی تو سانپ باہر آیا اور اُس نے حضورؐ سے معافی مانگی۔ کہنے لگا مجھے پتا لگا تھا کہ آپ اس غار میں تشریف لائیں گے میں کئی سال سے اسی انتظار میں تھا اب آپ کا دیدار کرنے کی باری آئی تو ایڑی رکاوٹ تھی اب سوائے ڈنگ مارنے کے کیا کر سکتا تھا۔ سرکار نے فرمایا جا تیرا کام ہو گیا تو میرا صحابی بن گیا۔ سانپ چلا گیا آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کی ایڑی پر اپنا لعاب دہن لگایا تو زہر زائل ہو گیا۔

بعد نبیاں دے ہے شان صدیق دا
دیکھو رتبہ محمد دے دلدار دا
ثانی اثنین قرآن وچ آ گیا
ڈٹھا ایثار جد غار دے یار دا
مرتبے سوہنا صدیق پاوندا رہیا
موڈھیاں اُتے سوہنے توں چاوندا رہیا
ڈنگ کھاندا رہیا صدقے جاندا رہیا
چہرہ ویندا رہیا ماہ انوار دا

مدینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے۔ اسی لیے حضور نے فرمایا میرے دو وزیر زمین پر ہیں اور دو وزیر آسمان پر ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کون کون وزیر ہیں سرکار نے فرمایا۔ آسمان پر میرے وزیر حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ۔ زمین پر ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ میرے وزیر ہیں۔

ایک بار حضرت رسول اکرم حضرت عائشہ کے حجرے میں تھے۔ رات اندھیری تھی۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر بھی کسی کی نیکیاں ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں میرے عمر فاروق کی ستاروں کی تعداد کے برابر نیکیاں ہیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ غمگین ہو گئیں۔ اور کہا یارسول اللہ میرے اباجی ابو بکر صدیق کی نیکیاں کتنی ہیں۔ فرمایا ستاروں کی تعداد کے برابر نیکیاں تیرے باپ کی غار والی ایک نیکی سے بھی کم ہیں۔

تیرے والد کا رُتبہ کہساروں سے فزوں تر ہے
وہ نیکی غار والی سب ستاروں سے فزوں تر ہے

ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ تمام صحابہ کرام حاضر خدمت تھے۔ اور پیارے رسول کی پیاری پیاری باتیں بھی سن رہے تھے۔ اور سوہنی سوہنی صورت کے جلوے بھی دیکھ رہے تھے۔ اور سرکار دو عالم نے فرمایا اے صحابہ بتاؤ آج کس نے روزہ رکھا ہے سب خاموش رہے۔ حضرت ابو بکر کھڑے ہو گئے عرض کیا یارسول اللہ میں نے آج روزہ رکھا ہے۔ حضور نے فرمایا ابو بکر بیٹھ جا۔ پھر سرکار دو عالم نے فرمایا کون ہے جس نے کسی بیمار کی عیادت کی ہے۔ کوئی صحابی نہ بولا۔ پھر حضرت ابو بکر کھڑے ہو گے اور کہا یارسول اللہ میں ایک بیمار کی عیادت کر کے آیا ہوں۔

سرکار دو عالم نے فرمایا کون ہے جو کسی کا جنازہ پڑھ کر آیا ہے۔ کوئی صحابی

نہ بولا پھر حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے آج جنازہ بھی پڑھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کون ہے جس نے آج یتیم کو کھانا کھلایا ہو سب صحابی خاموش رہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے ایک یتیم کو کھانا کھلایا ہے۔ سرکار دو عالم کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا۔ اے میرے صحابہ جس میں یہ صفات پیدا ہو جائیں اس کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں (سبحان اللہ)

دیکھو صدیق اکبر دی نرالی شان ہے واہ واہ

خدا دا ہے پیارا او نبی دی جان ہے واہ واہ

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک جنگ پر جانا ہے اس لیے تمام لوگ خدا کی راہ میں دل کھول کر خرچ کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو

تمام صحابی گھروں کو چلے گئے حضرت عمر فاروق نے سوچا ہر مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق ہم سے آگے بڑھ جاتے ہیں اس مرتبہ میں زیادہ صدقہ دوں گا۔ گھر گئے اور گھر کا تمام سامان اکٹھا کیا۔ آدھا چھوڑ آئے۔ اور آدھا سامان لے کر حضور کی بارگاہ عالم پناہ میں حاضر ہو گئے۔ حضور نے پوچھا اے عمرؓ کیا لے کر آئے ہو۔ حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ گھر کا آدھا سامان آپ کے قدموں پر نثار کر دیا ہے۔ سرکار دو عالم بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے عمرؓ جنت واجب ہو گئی۔

اتنے میں یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق بھیؓ حاضر خدمت ہو گئے سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا اے صدیق کیا لے کر آئے ہو۔ اور گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ گھر کا سارا سامان لے کر حاضر ہو گیا ہوں...... بس ...... گھر میں صرف اللہ اور اُس کا پیارا رسول ﷺ ہے

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

صدقہ دیو نبی فرمایا
پیارے صدیق نے عمل فرمایا
گھر دا کل سامان لیایا
سینے نال رسول لگایا
کیتی پیش مثل ایثار
تے ریساں کون کرے
ابوبکر ساڈے سردار
تے ریساں کون کرے
میرے آقا دے ہن یار
تے ریساں کون کرے
ابوبکر ساڈے سردار
تے ریساں کون کرے

میری بہنو!

رسول خدا کے صحابہ خدا کی راہ میں سب کچھ قربان کر دیتے تھے۔ اس لیے کہ وہ کنجوسی کو بُرا سمجھتے تھے۔ سخاوت دل کھول کر کرتے تھے۔ خود سرکار دو عالم کا ارشاد ہے

اَلْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَمِنَ النَّاسْ

کنجوس جنت اور لوگوں سے دُور ہے

دوسرے مقام پر حضور نے ارشاد فرمایا

وَاللّٰهِ لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَخِیْلٌ

اللہ تعالیٰ کی قسم کنجوس جنت میں داخل نہ ہوگا

مجھے ایک منافق کنجوس کی بات یاد آگئی ہے جس نے اپنی بیوی سے کہا کوئی بھی سائل آئے۔ خبردار اگر تو نے کچھ دیا۔ تو ایک سائل اس نیک عورت کے دروازے پر آیا اور صدا لگائی۔ میں بھوکا ہوں۔ ہے کوئی مجھے کھانا کھلانے والا اللہ کے نام پر۔ مجھے کھانا کھلاؤ

اس عورت نے یہ سنا تو دروازہ کھول کر اس سائل کو تین روٹیاں دے دیں اور کہا انھیں کھالے۔ اتنے میں اس عورت کا خاوند آگیا اس نے کہا۔ میں نے تجھے منع کیا تھا کہ سائل کو کچھ نہیں دینا مگر تو نے عمل نہ کیا۔ اب میں تجھے طلاق تو نہیں بلکہ زندہ جلا دوں گا۔ اس ظالم اور کنجوس شخص نے تنور گرم کیا۔ جب آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ اس نے بیوی سے کہا۔ اب تجھے میں اُٹھا کر اس تنور میں پھینک دوں گا۔

عورت نے کہا میں اپنے خدا سے ملنے والی ہوں۔ اس لیے میں اچھے کپڑے پہنوں گی۔ پورا زیور پہنوں گی۔ پھر تنور میں چھلانگ لگاؤں گی۔ عورت نے قیمتی کپڑے پہنے اور زیور پہنا۔ پھر خود ہی خدا کا نام لے کر تندور میں کود گئی۔ اس ظالم انسان نے تندور کے منہ پر گھڑا رکھ دیا۔ عورت کے کانوں میں غیب سے آواز آئی۔ اے میری بندی جو میرے پیارے ہیں۔ جو میرے لیے جان کی بازی لگاتے ہیں۔ جو میرے لیے بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں انھیں آگ نہیں جلاتی۔ تین دن کے بعد جب گھڑا اُٹھایا تو تندور کی آگ کے شعلے ہیرے پھول اور موتی بن چکے تھے۔ اس کے بعد اس شخص نے کنجوسی سے توبہ کر لی۔

جلائے آگ نہ اُن کو خدا کے جو پیارے ہیں
ہمیں جو یاد رکھتے ہیں وہی بندے ہمارے ہیں

میری بہنو!

یہ ختم شریف میلاد شریف کی محفلیں بھی ایسی ہی ہیں۔ خدا کو پسند ہیں کہ ان میں ذکر خدا ہوتا ہے۔ ذکر مصطفیٰ ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے۔ اور بہنوں کو دعوت وغیرہ کھلائی جاتی ہے۔ کیونکہ مہمان کی خدمت کرنے کا بھی حکم آیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مہمان نوازی کی تلقین کی ہے۔

میری بہنو!

حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں حضور نے ارشاد فرمایا اے ابو بکر قیامت کے روز جب سب لوگ گرمی کی وجہ سے پیاسے ہوں گے۔ تو حوض کوثر پر

میرے ساتھ ہوگا۔اور میرے اُمتیوں کو پیالے بھر بھر کر دے گا۔فرمایا۔

یَاصِدِّیْقُ اَنْتَ رَفِیْقِیْ عَلٰی حَوْضِی

اے صدیق تو میرے حوض پر میرا ساتھی ہوگا

حضور ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِاَبِیْ بَکْرٍ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ دَرَجَۃً وَّاحِدَۃً

اے اللہ ابو بکر کو جنت میں میرے ساتھ ایک ہی درجے میں رکھنا

مسجد نبوی میں حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق تشریف فرماتھے۔ کہ اذان کا وقت ہوگیا۔حضرت بلالؓ نے اذان شروع کی جب حضرت بلالؓ نے اشھدان محمد رسول اللہ کہا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا اور کہا

قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

کہ یارسول اللہ آپ کا نام میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

جب اذان ختم ہوئی تو حضور نے پوچھا یا صدیق یہ تو نے کیا نیا عمل کیا۔حضرت ابو بکر نے عرض کیا۔یارسول اللہ آپ کا نام مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔اس لیے میں نے محبت سے چوم لیا یہ سن کر حضور نے ارشاد فرمایا اے صدیق سن لو یہ عمل مجھے بہت پسند آیا ہے جو بھی اذان میں میرا نام سن کر چومے اور درود شریف پڑھے گا تو قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور جنت کی طرف لے کر جاؤں گا۔

میری بہنو!

ہمیں بھی چاہیے کہ جب اذان میں حضور کا اسم مبارک آئے تو انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں کو لگائیں ۔ اور دورد شریف پڑھیں تاکہ قیامت کے دن حضور کی شفاعت نصیب ہو (آمین ۔)

حضرت ابوبکر صدیق کو حضور سے بے حد عشق تھا۔ اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا۔ اے ابوبکر یہ انگوٹھی لے جا۔ اور اس پر لکھوا کے لاؤ

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

حضرت ابوبکر سنار کے پاس گئے اور خیال یہ کیا کہ اللہ کا نام محمد کے نام سے جدا نہیں ہونا چاہیے۔ سنار سے کہا اس انگوٹھی پر لکھ دے

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

جب سنار سے انگوٹھی لے کر حضرت ابوبکر صدیق آئے ۔ تو حضور نے انگوٹھی کو دیکھا فرمایا اے ابوبکر صدیق یہ کیا لکھوالائے ہو۔ عرض کیا یارسول اللہ مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ سے جدا کروں ۔ اس لئے پورا کلمہ ہی لکھوایا ہے۔ حضور نے پوچھا تو نے اپنا نام بھی لکھوایا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے تو نہیں لکھوایا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل آئے اور کہا خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ابوبکر اللہ سے رسول کو جدا کرنا پسند نہیں کرتا اس لیے اللہ تعالیٰ رسول سے صدیق کو جدا کرنا پسند نہیں کرتا۔

دیکھو صدیق اکبر دی نرالی شان ہے واہ واہ

خدا دا اے پیارا او نبی دی جان ہے واہ واہ

جب حضور بیمار ہوئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ یا عائشہ صدیقہؓ

مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاس

اے عائشہ صدیقہ ابوبکر سے کہو! لوگوں کو نماز پڑھائیں

یہ ایک قسم کا اشارہ تھا۔ کہ آپ کو حضور ﷺ نے پہلا خلیفہ بنا دیا ہے۔ حضور کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی۔ بخار اتنا تیز تھا۔ کہ دور سے گرمی محسوس ہوتی تھی۔ حضرت عزرائیلؑ حاضر خدمت ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ خداوند تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے۔ حضور نے فرمایا اے عزرائیل دوست کو دوست سے ملا دے۔ حضور کا وصال ہوا مدینہ میں قیامت برپا ہوگئی۔ ہر طرف سے رونے کی آوازیں آ رہی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا۔ لوگو اللہ کے رسول وصال کر گئے مگر یہ اُن کی ہم سے جدائی ظاہری ہے۔ باطن میں وہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ ان کا چلے جانا بھی ہمارے لیے رحمت ہے۔ آؤ تمام مل کر اُن پر درود وسلام پیش کریں۔

تُو زندہ ہے وَاللہ تُو زندہ ہے وَاللہ

میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

سرکار دو عالم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول بنائے گئے۔ آپ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو...... اگر میں اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانوں۔ تو میرا حکم ماننا۔ اگر نہ مانوں تو تم پر میرا حکم ماننا ضروری نہیں۔

ایک بوڑھی نے کہا اے ابوبکر تو میری بکریوں کا دودھ نکالا کرتا تھا۔ اب تو خلیفہ بن گیا ہے۔ اب میری بکریوں کا دودھ کون نکالے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوگئیں۔ فرمایا اے اماں تیری بکریوں کا دودھ اب بھی میں ہی نکالا کروں گا۔ مومنوں کا امیر تو ان کا خادم ہوتا ہے۔

آپ نے اپنے دور خلافت میں عدل وانصاف قائم فرمایا غریبوں اور مسکینوں یتیموں کی دل جوئی فرمائی۔ نبوت کے جھوٹے دعویدار مسلیمہ کذاب سے جنگ کی اور اُسے فی النار کیا۔ وہ لوگ جو زکوۃ دینے کیلئے انکاری ہو گئے تھے۔ اُن سے زکوۃ وصول کی۔ آپ کا دورِ خلافت سنہرا دور ہے۔ ایک مرتبہ آپ کی بیوی نے تھوڑا سا آٹے کا حلوہ بنایا آپ نے پوچھا روٹی کے علاوہ یہ حلوہ کہاں سے بن گیا؟ بیوی نے کہا بیت المال سے جو صبح وشام آٹا آتا ہے۔ میں ایک لپ بچا کر رکھ لیتی ہوں۔ اس کا حلوہ بن گیا۔ قربان جایئے۔ حضرت ابوبکر صدیق فوراً اُٹھے اور بیت المال کے انچارج سے کہا ایک لپ آٹا کم کردو۔ میرا گزارہ ہو جائے گا۔ لیکن مدینے کا کوئی یتیم نہ رہ جائے۔ جب آپ کا آخری وقت آیا آپ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کو حضور کے روضے کے سامنے لے جا کر رکھ دینا اور کہنا یا رسول اللہ آپ کا یارِ غار آیا ہے اگر اجازت دیں تو حضور کے قدموں میں دفن کردینا۔ ورنہ

جنت البقیع میں لے جانا۔

آپکی عمر شریف 63 سال اور پیر کا دن تھا۔ جب وصال ہوا مدینے کا ہر جوان بوڑھا بچہ اور عورتیں بلک بلک کر رو رہی تھی کہ آج ہمارے رسول کا یار غار ہم سے جدا ہو گیا۔ جب آپ کا جنازہ اُٹھا کر حضور کے روضے کے سامنے رکھا اور حضرت علی نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کا یارِ غار آیا ہے۔ حضور کے روضے کا دروازہ کھل گیا۔ اور آواز آئی۔

اُدْخُلُو الْحَبِیْبَ اِلٰی الْحَبِیْبَ

یار کو یار کے قریب کرو
حجرے میں داخل میرا حبیب کرو
یہ میرا صدیق ہے غار کا ساتھی
اس کو لاؤ بنے مزار کا ساتھی

پھر آپ کو حضور کے قدموں میں دفن کر دیا۔ یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں فرمایا۔ مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃ

کہ میرے گھر اور ممبر کے درمیان جنت کی کیاری ہے

کیا مقدر ہیں صدیق و فاروق کے
جن کا گھر رحمتوں کے خزینے میں ہے
ایسی خوشبو کہاں ہے کسی پھول میں
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

حُبِ احمد ازل ہی سے سینے میں ہے
میں یہاں ہوں میرا دِل مدینے میں ہے

شان ابوبکر صدیق تو دیکھو کہ

بدر اُحد وچہ یار دے ساتھی
خندق تبوک تے غار دے ساتھی
نالے ہین مزار دے ساتھی
یار نیئں وچھوڑیا یار تے ریساں کون کرے
ابو بکر ساڈے سردار تے ریساں کون کرے
میرے آقا دے ہن یار تے ریساں کون کرے

آخر میں دُعا کرتی ہوں

کہ خداوند تعالیٰ ایسے پاکیزہ اور نورانی لوگوں کے صدقے ہماری بخشش کرے۔

ہمارے گناہ معاف کرے۔
ہماری دلی مرادیں پوری کرے
اور ایمان پر خاتمہ کرے

﴿ آمین ﴾

اب آپ سب خواتین صلوٰۃ وسلام کے لئے بَا اَدب کھڑی ہو جائیں۔

○ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن ○

تقریر نمبر ﴿12﴾

معراجُ النبی ﷺ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ○

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ﷺ

سب بہنیں جھوم جھوم کر درود و سلام پڑھیں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

سب تعریفیں خداوند کریم کے لئے ہیں کہ جس کی ذات واحدہٗ لاشریک ہے۔ عرش والوں میں، فرش والوں میں، رسولوں میں، نبیوں میں، بلکہ ساری کائنات میں، اُس کا کوئی شریک نہیں. جس نے اُس کا شریک بننے کی کوشش کی۔ وہ ذلیل ہوا۔ تباہ و برباد ہوا۔ اُس کا نام و نشان مٹ گیا۔ ساری کائنات کا پالنے والا

ہے. جس کو چاہے عزت دے۔ جس کو چاہے ذلت دے۔ اُس کے دربار میں کوئی
سر اُٹھا کر نہیں چل سکتا۔ جو چلا...... وہ گر گیا

اور جو اُس کے آگے سر جھکا دیتا ہے. وہ اُسے سر بلند کر دیتا ہے

اُس کی نعمتوں کی حد نہیں ہے. اگر ہم اس کی نعمتوں کے بدلے میں تمام عمر اپنا سر
سجدے میں بھی رکھیں. پھر بھی اس کا شکر ادا نہ ہو سکے گا۔

تو ہے کارساز میرے خدا   تیری شان جَلَّ جَلَالَہٗ
تو ہے دو جہاں کا آسرا   تیری شان جَلَّ جَلَالَہٗ
تیری تازگی ہے چمن چمن   تیری روشنی ہے زمن زمن
تو فضا فضا تو صبا صبا   تیری شان جَلَّ جَلَالَہٗ
تیری دلبری ہے اُفق اُفق   تیری دل کشی ہے شفق شفق
تو نظر نظر تو لکا لکا   تیری شان جَلَّ جَلَالَہٗ
تو ہے پھول پھول کے رنگ میں   تو ہے برگ و بر کی اُمنگ میں
ہے تمام جلوہ دل کشاہ   تیری شان جَلَّ جَلَالَہٗ

درود و سلام کا ہدیہ دربار رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ جن کا نام
لیتے ہی روح اور دل کو سکون ملتا ہے۔ جن کی ہر ادا عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ جن کی
ذات خدا کے بعد سب سے اعلیٰ ہے جن کی نعت پڑھنا سنت خدا ہے۔

☆☪☆☪☆☪☆☪☆☪

عجیب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

میں آنکھوں میں سرمہ سمجھ کے لگاؤں
جو مل جائے مجھ کو غبارِ مدینہ

لگے گا نہ دل میرا خلدِ بریں میں
نظر میں ہے نقش و نگار مدینہ

میری دل و جاں اُن نگاہوں کے صدقے
ہے دیکھا جنہوں نے دیار مدینہ

بہشت بریں بھی تصدق ہے اُن پر
زہے عزت و افتخار مدینہ

میری خاک یارب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کردے غبارِ مدینہ

ہمیں کچھ ہوس نہیں مال و زر کی
کہ ہم ہیں گدائے دیارِ مدینہ

بلا لو مدینے میں اب شاہ مجھ کو
کروں کب تلک انتظارِ مدینہ

ادھر بھی کرم ہو مدینے کے والی
دِکھا دو مجھے بھی بہارِ مدینہ

میری بہنو!

میں نے جو قرآن پاک کی آیت تلاوت کی ہے اُس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کی معراج کا تذکرہ فرمایا ہے۔ خداوند کریم فرماتا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے پیارے بندے کو رات کے کچھ حصے میں سیر کرائی اور حدیث میں اس سیر کو معراج کا نام دیا گیا ہے۔

رجب کی ستائیسویں رات پیارے رسول اکرم ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک گئے پھر لامکان تک تشریف لے گئے اور معراج کا وہ مقام حاصل کیا جو کسی رسول اور نبی کو نہ ملا۔

میری بہنو!

کسی کو سیر کرانی ہو تو کوئی وجہ بیان کی جاتی ہے۔ کسی کا دل اداس ہو تو سیر کروائی جاتی ہے۔ حضور ﷺ کو سیر کرانے کی بھی کئی وجوہات ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے کسی کو فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ کسی کی آگ کو گلزار کیا۔ کسی کی گردن پہ چھری نہ چلنے دی۔ کسی کو حسن و جمال دیا۔ کسی کو صاحب کمال کیا۔ کسی کو کلیم اللہ بنایا۔ کسی کو عیسیٰ روح اللہ بنایا۔ کسی کو حکومت سلیمانی دی۔ کسی کو اپنے کلام سے نوازا۔ الغرض جب اپنے حبیب کی باری آئی تو فرمایا تیرا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ اس لیے تجھے عرشوں کے اوپر لامکان پہ بلا کر اپنا دیدار کراؤں گا تا کہ کائنات میں تیرا مقام ظاہر ہو جائے۔

پہلے رسولوں نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ ہے عرش ہے اور لوح وقلم ہے۔ فرشتے اور حوریں ہیں۔ جنت اور جہنم ہے۔ ساتوں آسمان ہیں۔ کوثر اور سلسبیل ہے۔ سب نے سن کر بتایا۔ مگر اپنے حبیب کو خدا نے شاہد بنا کر بھیجا ہے۔ یہ سب اُس رات کی سیر میں دکھانا تھا۔ تا کہ تمام انبیاء سے زیادہ آپ کی عظمت عیاں ہو جائے۔

اسی سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کی غم گسار بیوی تھی وفات پا گئیں اور آپ کے چچا حضرت ابوطالب بھی اسی سال وفات پائے ان کے وصال کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ تھا۔ اس لئے اس سال کو غم کا سال کہا جاتا ہے۔ اور اسی سال طائف کی وادی میں آپ تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپ کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا اور اُن لوگوں نے خدا کا انکار کیا۔ حضرت زیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اِن کے لیے بدُعا فرمائیں۔ مگر

یہ سُن کر رحمت اللعالمین نے ہنس کے فرمایا
کہ میں اس دہر میں قہر و غضب بَن کر نہیں آیا

ان سب صدمات کی وجہ سے آپ کا دل اور غمگین تھا۔ خداوند کریم نے فرمایا۔ اے میرے پیارے محبوب...... کیا ہوا بیوی رخصت ہوگئی. کیا ہوا کہ شفیق چچا کا انتقال ہوگیا. کیا ہوا کہ طائف کے لوگ آپ کو نہیں مانتے۔ کیا ہوا کہ مکہ میں مشرک آپ کو تکلیف دیتے ہیں۔ اے محبوب تیرا دل غم سے بھرا ہوا ہے۔ تو پریشان نہ ہو۔ میں رجب کی رات تجھے سیر کراؤں گا. جنت کی سیر کراؤں گا. بلکہ اپنا دیدار کراؤں گا.

اور تیرا دل شاد اور شادمان ہو جائے گا۔

میری بہنو!

ہمارے پیارے غم گسار آقا اپنی اُمت کے غم میں روتے رہتے تھے۔ اور بخشش کی دعائیں کرتے رہتے تھے۔ کہ اے میرے باری تعالیٰ میری اُمت گنہگار ہوگی۔ اُس کے گناہوں سے درگزر کرنا۔ اُسے معاف کر دینا۔

محمد جو رو کر دعا مانگتے ہیں
نا جانے خدا سے وہ کیا مانگتے ہیں
کبھی کالی کملی بچھا مانگتے ہیں
کبھی اپنی زُلفیں ہلا مانگتے ہیں
کبھی سوہنا مکھڑا سجا مانگتے ہیں
کبھی اپنے آنسو بہا مانگتے ہیں
کہا جاؤ جبرئیل پوچھو نبی سے
میرے مصطفیٰ مجھ سے کیا مانگتے ہیں
جو دیکھا محمد ﷺ ہیں سجدے میں روتے
ربِّ ھَب لِی اُمتی کی دُعا مانگتے ہیں
کہا حق نے آنسو بہاؤ نہ پیارے
ہم بھی تیری ہی رضا مانگتے ہیں

فرمایا اے محبوب تو جو اُمت کے غم میں روتا رہتا ہے معراج کی رات وہاں اُمت کی بخشش کا معاملہ بھی حل کر دیں گے۔ تجھے شافع محشر کا تاج عنائت کر دیں گے۔ چونکہ حضور ﷺ عرش اور فرش دونوں کے رسول ہیں۔ اس لیے آپ نے عرش کا دورہ بھی کرنا تھا۔ کیونکہ عرش اعلیٰ بھی اس انتظار میں تھا کہ کب وہ وقت آئے گا کہ رحمۃ اللعالمین کا دیدار نصیب ہو۔

اللہ اللہ شاہِ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری
دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
آتا ہے یادِ خُدا دیکھ کے صورت تیری

میری بہنو!

رجب کی ستائیسویں تاریخ رات کا وقت تھا۔ حضور سرکار دو عالم ﷺ کالی کملی اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ آسمان پر ستارے جگمگ جگمگ کر رہے تھے ساری کائنات سکون سے نیند کے مزے لے رہی تھی۔ اور ادھر حضور کو عرشوں پہ لے جانے کا انتظام ہو رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل اور جنت کے فرشتو۔ سارے غور سے میرا فرمان سنو۔ تمام آسمانوں کو سجا دو۔ جنت میں حوروں کو قطاروں میں کھڑا کر دو۔ غلمانوں کی قطاریں بنا دو۔ اور مل کر درود و سلام پڑھنا شروع کر دو۔ آج کی رات سارے میری تسبیح چھوڑ دیں۔ اپنے اپنے کام

چھوڑ دیں۔ ہر طرف درود و سلام کی پکار ہو۔ میرے عرش کو دلہن کی طرح سجا دو۔
فرشتوں نے کہا یا اللہ ایسا حکم تو نے پہلے کبھی نہیں دیا تھا آج کیا بات ہے
کیوں انتظامات ہو رہے ہیں۔ جبرئیل نے فرشتوں سے کہا۔

خدا یہ عرش پہ فرما رہا ہے
میرا محبوب پیارا آ رہا ہے
فرشتو باادب ہشیار رہنا
بڑی تعظیم سے صلوٰۃ کہنا
اے حورو تم قطاریں بناؤ
جبیں اپنی اے غلمانو جھکاؤ
فلک سارا سنوارا جا رہا ہے
میرا محبوب پیارا آ رہا ہے۔

فرشتے سوال کرتے ہیں اے ہمارے سردار...... اے جبرئیل امین وہ خدا کا محبوب کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں۔

تھے جس نے غار میں آنسو بہائے
تھے جس نے بے بہا صدمے اُٹھائے
اُسے مہماں بلایا جا رہا ہے
میرا محبوب پیارا آ رہا ہے

میری بہنو!

جب آسمانوں پر تیاری مکمل ہوگئی۔ خداوند کریم نے فرمایا۔ اے جبرئیل جنت سے ایک براق لے جاؤ۔ اور ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے جاؤ۔ میرے محبوب کو لے کر آؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جنت سے براق لیا اور ستر ہزار فرشتوں کو ہمراہ لے کر درِ رسول خدا۔ حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر حاضر ہو گئے۔ سرکار آرام فرما رہے تھے۔ حضرت جبرئیل نے اپنے کافوری لبوں سے سرکار دو عالم کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ جب ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ حضور نے اپنی پیاری پیاری آنکھیں کھولیں۔ اور فرمایا۔ اے جبرئیل کیسے آئے ہو۔

حضرت جبرئیل نے دست بستہ عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آج رات آپ کو سیر کرائی جائے گی۔ آپ کو خداوند تعالیٰ نے لامکاں پہ بلایا ہے۔ یہ سنا تو حضور بستر سے اُٹھے۔ غسل فرمایا۔ جنتی لباس زیب تن کیا۔ سر پہ شفاعت کا تاج رکھا۔ اور براق پر سواری کیلئے اپنے درِ دولت سے نکلے۔ ساری کائنات پرسکون تھی آسمانوں کے فرشتے یہ حسین منظر دیکھ رہے تھے۔ اور درود و سلام پڑھ رہے تھے۔

آپ بھی جھوم جھوم کر پڑھیں ☆

باغ عالم میں باد بہاری چلی
سرور انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذات باری چلی
ابر رحمت ہے اور آج کی رات ہے

طور چوٹی کو اپنی جھکانے لگا
چاندنی چاند ہر سو بچھانے لگا
عرش سے فرش تک جگمگانے لگا
رشک صبح ومسا آج کی رات ہے
برق سے تیز تر ہے براق آپکا
کیونکہ خالق کو ہے اشتیاق آپکا
اب نہیں دیکھا جاتا فراق آپکا
جلد چلنا روا آج کی رات ہے

حضور کا براق جب چلا تو جبرئیل علیہ السلام نے لگام پکڑی۔ براق کی رفتار اتنی تیز ہوگئی کہ جہاں نظر جاتی تھی۔ وہاں قدم جاتا تھا۔ راستے میں ایک مقام آیا۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا۔ حضور یہاں دو نفل ادا فرمائیں۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں آپ نے مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لانا ہے۔ یعنی یہ آبادی مدینۃ النبی بنے گی۔ پھر آپ براق پر سوار ہوئے راستے میں وہاں سے گزرے جس مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ وہاں بھی آپ نے دو نفل ادا فرمائے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے اوپر سے گزرا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّىْ فِىْ قَبْرِهٖ

اور انھوں نے یہ بھی کہا

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰه

کہ میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔

راستے میں تین شخصوں کو دیکھا جو کہہ رہے تھے۔

اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ
اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ۔
اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ

یہ تینوں حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میرا گزر ایسے لوگوں کے قریب سے ہوا۔ کہ جن کے سروں پر فرشتے پتھر مارتے ہیں اور ان کے سر ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ ان کی چیخیں بلند ہوتی ہیں۔ پھر ان کے سر دوبارہ جڑ جاتے ہیں۔ پھر ان کے سروں پر فرشتے پتھر مارتے ہیں اور اُن کے سر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی چیخیں نکلتی ہیں۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیل نے کہا حضور آپ کی اُمت کے وہ لوگ جو اذان کی آواز کو سن کر نماز نہیں پڑھیں گے یہ عذاب ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار فرمایا ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه۔

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

میری بہنو!

غور کا مقام ہے کہ نماز کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ہمیں خدا سے ڈرنا چاہیے۔ کہ کبھی بھی نماز نہ چھوڑنی چاہیئے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز خالق اور مخلوق میں تعلق پیدا کرنے کا وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب بہنوں کو پانچ وقت نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سرکار دو عالم فرماتے ہیں کہ میرا براق آگے گیا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ زمین پر لیٹے ہوئے ہیں۔ ان کے پیٹ گنبد کی طرح ہیں۔ اور ان کے پیٹوں میں سانپ اور بچھو ہیں گھوڑے تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور ان کو روندتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ ان کے پیٹ پھٹ جاتے ہیں ان کی آہ و بکا گریہ اور زاری سے آسمان بھی کانپتا ہے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی اُمت کے وہ لوگ جو سود کھائیں گے۔ یہ عذاب ان کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ سرکار دو عالم فرماتے ہیں۔ میرا براق کچھ آگے گیا تو دیکھا کہ عورتیں ہی عورتیں ہیں۔ جن کو آگ کا لباس پہنایا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے اُن کے جسم جل رہے ہیں۔ اور وہ تڑپ تڑپ کر آہ وزاری کر رہی ہیں۔ کوئی ان کے رونے کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ حضور نے فرمایا اے جبرئیل یہ عورتیں کون ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی اُمت کی وہ عورتیں ہیں۔ جو بے پردہ رہیں گی۔ بے پردہ بازاروں میں گھومیں گی۔ غیر مردوں کے سامنے بے پردہ آئیں گی۔ ان کے لئے آگ کا لباس ہوگا۔ یہ سزا ہے

اُن کی بے پردگی کی۔

فیشن نے چھینی غیرتیں شرم و حیا گیا
بے پردگی نے کھوکھلا ایمان کردیا

میری بہنو!

ذرا غور کرو آج ہم کس ماحول میں رہ رہی ہیں۔ جمعہ بازار ہو یا انارکلی بازار۔ شہر کا بازار ہو یا محلے کی گلی۔ عورتوں کا بے پردہ گھومنا کتنا افسوس ناک ہے۔ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ سنو۔ جب عورت گھر میں ہو۔ بازار میں ہو۔ ننگے سر ہوتی ہے۔ تو اُن پر فرشتے اُس وقت تک لعنتیں ڈالتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنا سر ڈھانپ نہ لے۔ عورت کیلئے بہتر ہے کہ گھر میں نماز پڑھے۔ صحن سے بہتر ہے برآمدے اور برآمدے سے بہتر ہے کہ کمرے کے اندر نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ سب بہنوں کو بے پردگی سے بچائے ﴿آمین﴾

اب حضور ﷺ کا براق بیت المقدس کی طرف چلا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں اور تمام نبیوں کو ارشاد فرمایا۔ کہ سب کے سب میرے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کے استقبال کے لیے قطاریں بنا کر کھڑے ہو جائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اور رُسل قطاروں میں کھڑے ہو گئے۔

پہنچا ہے انبیاء کو یہ فرمان اُٹھو اُٹھو
آتے ہیں محمد سب کے سلطان اُٹھو اُٹھو

آمادہ سب نبی رہیں تسلیم کے لیے
جائیں حبیب پاک کی تعظیم کے لیے

اُدھر حضور کا براق بیت المقدس کے بڑے دروازے پر آ کر ٹھہرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے حضرت جبرئیل علیہ السلام ساتھ ساتھ ہیں۔ **باب محمد** سے بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ تو تمام انبیاء نے درود و سلام کے پھول پیش کیے۔

سب پکار اُٹھے ☆

یانبی سلام علیک   یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک   صلوۃ اللّٰہ علیک
رحمتوں کے تاج والے   مرحبا معراج والے
بے کسوں کی لاج والے   دو جہاں کے راج والے
یانبی سلام علیک   یا رسول سلام علیک
وَالضُّحیٰ جبیں کے صدقے   چشم سرگیں کے صدقے
زلفِ عنبریں کے صدقے   صورتِ یٰسین کے صدقے

تمام انبیاء اور رسولوں نے حضور کی زیارت کی۔ سب نے مبارک باد پیش کی۔ آپؐ سب سے ملتے ملتے اگلی صف میں تشریف لے گئے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا تعارف کرایا۔ کہ میں ابوالبشر ہوں مجھے فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے خود اپنے دست قدرت سے بنایا مجھے خدا نے اپنا

خلیفہ اور صفی بنایا۔ اس طرح تمام رسولوں اور انبیاء نے اپنا اپنا تعارف کرایا اور اپنی اپنی تقریر میں اپنی شان بیان فرمائی

یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک چلتا رہا۔

اب مہمان خصوصی کی تقریر کی باری تھی۔ آج کے مہمان خصوصی حضور نورِ مجسم سرور دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔

سب تعریفیں اُس ذات بابرکات کیلئے ہیں۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور جس نے مجھے رحمت العالمین بنایا۔ خاتم النبین اور خاتم المرسلین بنایا ہے۔ جس نے مجھے اول بنایا۔ جس نے مجھے آخر بنایا ہے۔ جس نے مجھے شافع محشر بنایا ہے۔ جس نے مجھے مقام محمود والا بنایا ہے۔ جس نے میری اُمت کو سب اُمتوں سے اعلیٰ بنایا ہے۔ آج میں خداوند کریم کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ جس نے تمام رسولوں اور نبیوں کا مجھے امام بنایا ہے۔ جب آپ نے یہ ارشادات ختم کیے۔ تو تمام رسول پکار اُٹھے۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ آپؐ سب سے اعلیٰ ہیں۔ آپ سب سے اولیٰ ہے۔ آپ خدا کے حبیب ہیں آپ خدا کے قریب ہیں۔

اب جبرائیل علیہ السلام نے اذان دی۔ اذان کے بعد نماز کے لئے قطار بنا دی گئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امامت آپ کرائیں گے۔ تمام رسول اور نبی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے۔ اور ہمارے نبی سب کے امام تھے۔ آج معلوم ہوا۔ کہ کائنات والو۔ دیکھ لو خداوند تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا عظیم مرتبہ عطا

فرمایا ہے۔ پھر کہنا پڑے گا۔

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک — صلوۃ اللہ علیک
مرحبا معراج والے — دوجہاں کے راج والے
عاصیوں کی لاج والے — رحمتوں کے تاج والے
یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک — صلوۃ اللہ علیک
ضحٰی جبیں کے صدقے — چشمِ سرگیں کے صدقے
زُلفِ عنبریں کے صدقے — صورتِ یٰسین کے صدقے

نماز ادا کرنے کے بعد تمام پیغمبروں نے آپ ﷺ پر درود وسلام پیش کیا۔ پھر حضور ﷺ کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے۔ ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے دودھ پسند فرمایا اور دودھ نوش فرمالیا۔ پھر آپ ﷺ مسجدِ اقصٰی سے باہر تشریف لائے۔ تو ستر (70) ہزار فرشتوں نے کہا۔

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃُ اللہ علیک

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ اب آسمانوں کی سیر کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور ستر ہزار فرشتے ساتھ ساتھ تھے۔ پہلے آسمان کا دروازہ کھولا گیا۔ وہاں پر فرشتوں کی قطاریں درود وسلام پڑھ رہی تھیں اور حضرت آدمؑ

استقبال کے لیے موجود تھے۔ پھر دوسرے فلک پر حضرت یحیٰ علیہ السلام فرشتوں کے ہمراہ موجود تھے۔ تیسرے فلک پر حضرت یوسف علیہ السلام نے مرحبا کہا۔ چوتھے فلک پر عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کو مبارک باد دی۔ پانچویں فلک پر حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور فرشتوں نے سلامی دی۔
درود و سلام کے ہار اور گجرے پیش کیے۔

یانبی سلام علیک　　　یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک　　　صلوۃ اللہ علیک

چھٹے فلک پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر آپ ﷺ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں فرشتوں کا کعبہ بیت المعمور ہے جس کا طواف ہر وقت فرشتے کرتے ہیں۔ وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی۔ جو بیت المعمور سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے وہاں فرشتوں کی امامت کی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو حوضِ کوثر دکھایا اور عرض کیا یا رسول ﷺ قیامت کے روز آپ کی اُمت اسی حوض سے پانی پیئے گی۔ آپ ﷺ کے پیارے ہاتھوں سے جامِ کوثر پیئے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا حوضِ کوثر کے سنگ سنہرے موتی ہیں۔ زمرد اور یاقوت کے پتھروں سے بنا ہے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اور اتنا لذیذ ہے کہ اگر کوئی اس کا ایک جام پی لے تو اُس کو تمام عمر پیاس نہ لگے۔ اس حوضِ کوثر کے متعلق خداوند کریم نے فرمایا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ

ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمایا۔

پھر جنت کی سیر کی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا میں نے صدیق ؓ کا محل بھی دیکھا ہے اور عمر فاروق ؓ کا محل بھی دیکھا۔ جنت میں جب سرکار ﷺ تشریف لے کر آئے تو حوروں نے حضور ﷺ کی نعتیں پڑھیں۔ غلمانوں نے سلامی دی۔ ہر طرف سے مرحبا مرحبا کی صدائیں گونج رہی تھی۔ سرکار نے اپنی اُمت کے انعامات کا جائزہ لیا۔ پھر آپ ﷺ کی ملاقات حوروں کی سردار سے ہوئی۔ اُس نے اپنی جبین جھکا کر عرض کیا۔ حضور ہم سب آپ ﷺ کی لونڈیاں ہیں۔ ہمارا حُسن آپ کا صدقہ ہے مجھے کچھ عنایت فرما دیجئے۔ سرکار مُسکرائے۔ اور فرمایا اے حوروں کی سردار میں نے تجھے اپنا بلال دے دیا۔ وہ بلال جو میرا خادم خاص ہے۔ وہ بلال جو میرا پیارا موذن ہے۔ میں نے اُس سے پوچھے بغیر کہہ دیا۔ اگر اُس سے پوچھ لوں تو وہ صرف یہی کہے گا۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ بلال کو حور نہیں۔ بلکہ حضور ﷺ چاہیئے۔

پھر آپ عرشِ اعلیٰ پر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے جو ایک درخت ہے۔ جس کا ایک پتا ساری کائنات کو ڈھانپ سکتا ہے۔ اس کے ہر پتے پر ستر ہزار فرشتہ بیٹھا خداوند کریم کی حمد و ثنا کر رہا ہے یہ مقام حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہے۔ اس سے آگے کوئی نہیں جا سکتا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں اس سے آگے ایک قدم بھی نہیں جا سکتا۔ اگر جاؤں تو میرے پَر جل جائیں گے۔ اس کے آگے

آپ ﷺ کا مقام ہے۔☆

اگر یک سرِ موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل اگر کوئی حاجت ہے تو بیان کردے تاکہ میں خداوند کریم کے حضور پیش کردوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری صرف یہ گزارش ہے کہ جب قیامت کے روز آپ ﷺ کی اُمت پُل صراط پر سے گزر رہی ہو۔ میں اُن کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھادوں تاکہ ساری اُمت سلامتی سے گزر جائے۔﴿سبحان اللہ﴾

پُل سے گزارو کہ راہگزر کو خبر نہ ہو
جبرئیل پر بچھائے تو پر کو خبر نہ ہو

حضور ﷺ نے منظور فرمالیا۔ پھر آپ ﷺ نے عرش اعلیٰ پر اپنا قدم مبارک رکھا تو عرشِ اعلیٰ نے کہا

مرحبا مرحبا

صَلِّ عَلیٰ صَلِّ عَلیٰ

آپ ﷺ کا نام اتنا مبارک ہے کہ جب مجھ پر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

لکھا گیا تھا تو میں ہیبت کے مارے کئی سال تک کانپتا رہا اور جب

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

لکھا گیا۔اس وقت مجھے سکون حاصل ہوا۔یا رسول اللہ ﷺ آپ کا قدم میرے لیے باعث برکت اور باعثِ افتخار ہے۔پھر آپ ﷺ عرشِ اعلیٰ پر آگے بڑھے ہر طرف نور ہی نور تھا۔

خداوند کریم نے فرمایا

محمد یہ کون و مکاں آپ کا ہے زمیں آپ کی آسماں آپ کا ہے
بڑھے آیئے پا برہنہ نہ کیجئے میرا عرشِ نعلین داں آپ کا ہے
یہاں سے وہاں تک نہیں اور کوئی
مکاں آپ کا لامکاں آپ کا ہے

میری بہنو!

عرشِ اعلیٰ پر ستر ہزار نور کے حجابات ہیں۔ہر حجاب میں سے ہمارے رسول ﷺ خداوند کریم کی حمد وثناء کرتے ہوئے گزرتے گئے۔نور کا ایک بچھونا سبز رنگ کا تھا جس کا نام رَف رَف تھا۔آپ اُس پر جلوہ فرما تھے۔اور وہ بچھونا اُڑتا ہوا نور کے حجابات میں سے گزرتا رہا۔آپ ﷺ نے ان حجابات میں سے وہ جلوے دیکھے کہ زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔اتنا پُر کیف اور پُر سکون وقت تھا کہ جس کو الفاظ میں ڈھالنا بہت مشکل ہے۔وہ بچھونا آگے بڑھتا گیا۔یہاں تک کہ آواز آئی

قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّكَ یُصَلِّیْ

اے محمد ﷺ رک جایئے۔آپ کا ربّ درود بھیج رہا ہے۔پھر آواز آئی

اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ ○ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ ○ اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّہ

اے محمد آگے آؤ☆ ۔اے احمد آگے آؤ☆ ۔قریب ہو جاؤ☆ سب سے اچھے آگے آؤ۔

بڑھا اے محمد ﷺ☆ قریب ہو احمد☆ قریب آ سرورِ زمانہ☆

نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے

عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی O

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی O

پھر وہ جلوہ قریب ہوا۔ پھر خوب اُترا۔ جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا۔
سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے سَر کی آنکھوں سے اپنے معبود، اپنے مطلوب، اپنے اللہ کو دیکھا اور ایسے دیکھا کہ

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی O

ایسے دیکھا کہ آنکھ بھی نہ جھپکی

یہ معراج کا عروج تھا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ لامکان میں جلوہ افروز ہوئے۔ دربارِ خداوندی سے آواز آئی۔ اے محبوب میرے لیے کیا تحفہ لے کر آئے ہو۔
تو آپ ﷺ نے عرض کیا اے خداوند کریم میں تیرے حضور عاجزی کا تحفہ لے

کر آیا ہوں۔میں ایک عاجز بندہ بن کر حاضر ہوا ہوں۔

خداوند کریم نے فرمایا۔اے محبوب تیری عاجزی نے تجھے امام الانبیاء بنا دیا

۔میرا محبوب بنا دیا۔پھر فرمایا۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَتُهُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب۔میری طرف سے بھی تحفہ لے۔

یہ تحفہ آپ کی اُمت کے واسطے ہے۔

☆☆وہ تحفہ پچاس ﴿50﴾ نمازیں ہیں☆☆

حضور ﷺ نے خداوند کریم کا یہ تحفہ قبول فرمایا۔پھر گنہ گار اُمت کا خیال آ گیا اور آنکھیں اَشکبار ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محبوب تجھے اُمت کا شافع بنا دیا۔قیامت کے روز تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا میرے اللہ نے مجھے شفاعت کا تاج پہنایا ہے۔اے میرے صحابہ سنو۔قیامت کے دن میں شفاعت کروں گا اور اُس وقت تک شفاعت کرتا رہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی جہنم میں ہوگا۔اور جنت میں نہ چلا جائے۔﴿سبحان اللہ﴾

بہشتاں وچوں باہر نا کوئی رہوے گا

گنہگاراں نوں آپ ٹو لے محمد ﷺ

پھر ہمارے رسول ﷺ واپس تشریف لائے ۔راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ خدا سے کیا تحفہ ملا آپ ﷺ نے فرمایا پچاس نمازیں ملی ہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بہت زیادہ ہیں۔واپس جایئے اور کم کروایئے۔

آپ واپس تشریف لے گئے۔اللہ تعالیٰ نے پانچ معاف فرمادیں۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں۔واپس جائیں۔

اس طرح حضور ﷺ نو (9) مرتبہ دربارِ خداوندی میں گئے اور پنتالیس ﴿45﴾ نمازیں معاف کروائیں۔اس میں راز تھا کہ اے موسیٰ کوہِ طور پر تُو مجھے نہ دیکھ سکا۔اب میرے محبوب کو دیکھ لے۔جس نے میرے محبوب کو دیکھ لیا۔اُس نے مجھے دیکھ لیا۔

پھر کہا حق نے جلوہ میرا دیکھ لے
میں تجھے دیکھ لوں تُو مجھے دیکھ لے
جو تجھے دیکھ لے وہ مجھے دیکھ لے
دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محبوب اگرچہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں ہیں۔مگر ثواب پچاس کا ہی ملے گا۔(سبحان اللہ)

میری بہنو!

نماز معراج کا تحفہ ہے

اس لیے ہمیں خدا کے اس تحفے کو دِل و جان سے لگا کر رکھنا چاہیئے۔ نماز کبھی بھی قضا نہ کی جائے۔ بلکہ محبت کے ساتھ اور دل لگا کر ادا کرنی چاہیئے۔

میری بہنو!

ہمارے رسولِ مقبول ﷺ فرشتوں کے جھرمَٹ میں واپس تشریف لائے ۔خداوند کریم نے اس رات کو اٹھارہ (18) سال کا کر دِیا۔ کائنات کے اُن لمحوں کو ساکت و جامد کر دیا۔ ہر چیز جس مقام پر تھی۔ ساکن ہو گئی تھی۔ اور جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو وہیں سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظام کو چلا دیا۔ آپ ﷺ کا بستر گرم تھا۔ دَروازہ کھلا تھا۔ جبرئیل اور میکائیلؑ ان کے ساتھ تشریف لائے۔ فرشتوں نے آخری سَلامی دی اور واپس چلے گئے۔

آقا یاں تشریف لیائے		بستر گرم برابر پائے
اُٹھارہ ورہے سی بیت سدھائے		کُنڈا ہلدا۔ پانی چلدا۔ میلاپئل دا
مَن نہ مَن ہُن تیری مرضی		رات ہکا تے گل مُک گئی
نُور بشر دا مسئلہ کھلیا		شب اَسریٰ تے گل مُک گئی
وِچ پلکاں لنگھ پار سدھائے		ہفت سماء تے گل مُک گئی

سرکار نے خدا کے حضور سجدہ شکر ادا فرمایا۔ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد مکہ والوں کو یہ سارا احوال سُنایا۔ تو سب نے اِنکار کیا۔ ابوجہل نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا

کہ تیرا یار کہتا ہے کہ

میں راتوں رات بیت الحرام سے بیت المقدس گیا۔ پھر ساتوں آسمانوں کی سیر کی پھر عرشِ اعلیٰ پر گیا۔ اور میں نے اپنے خدا کو سَر کی آنکھوں سے دیکھا اور پھر واپس بھی آ گیا ہوں۔

کیا یہ سچ ہو سکتا ہے؟

حضرت صدیق اکبرؓ نے سُنا تو فرمایا۔ ہاں ابو جہل۔ اگر یہ بات میرے رسول اکرم ﷺ نے کی ہے تو میں اِس بات کی تصدیق کرتا ہوں۔

سرکارِ مدینہ ﷺ نے جب یہ سُنا کہ ابو بکر نے میری تصدیق کی ہے۔

تو فرمایا...... اے ابو بکر آج کے بعد

اَنْتَ صِدِّیْقٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ

کہ تُو دُنیا اور آخرت میں **صدیق** ہے۔

میری بہنو!

معراج کے واقعہ کا معجزہ حضور ﷺ کا سب سے عظیم معجزہ ہے۔

ایسی شان کسی رسول اور کسی نبی کو نہ مِلی۔

اس لیے کہنا پڑتا ہے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی

○وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن○

تقریر نمبر ﴿13﴾

محبت و تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ○

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ﷺ

تمام بہنیں صلوٰۃ وسلام پڑھیں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ جس نے زبانوں کو قوتِ گویائی عطا فرمائی۔ کانوں کو قوتِ سماعت دی۔ آنکھوں کو بصارت کا نور دیا۔ دلوں کو بصیرت کی روشنی عنایت فرمائی۔ دماغ کو کمپیوٹر بنایا۔ پھر اُسے یادوں سے سجایا۔ انسان کو عقل دے کر اور شرف بارگاہ بخش کر اشرف الخلوق بنایا۔ علم دے کر فرشتوں سے اعلیٰ کر دیا۔ وہی اللہ ساری کائنات کا مالک و خالق ہے۔ اُسی کے حضور ہمارے جبینیں جھکتی ہیں

میری بہنو!

درود و سلام کے گجرے سرورِ کائنات۔ رحمتِ جہاں۔ شافعِ محشر۔ نورِ مجسم۔ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی بارگاہِ مقدسہ میں پیش کرتی ہوں۔ کہ جس بارگاہ میں جبرئیل بھی بلا اجازت نہیں آتے۔ جس بارگاہ میں آنے والا بد نصیب نہیں رہتا۔ جس بارگاہ سے ہر ایک کو بھیک کے ساتھ دُعا بھی ملتی ہے

یہ دَربارِ محمد ﷺ ہے جہاں ملتا ہے بے مانگے
اَرے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے
یہ دَربارِ محمد ﷺ ہے جہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

میری بہنو!

میں نے جو آیتِ کریمہ تلاوت کی ہے۔ اُس کا ترجمہ سُنیئے!

ارشادِ ربّانی ہے۔

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ O

اے لوگو! اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو

یہ آیتِ کریمہ ایمان کی جان ہے۔ اس میں ارشاد ہے کہ اے اللہ اور رسول پر ایمان لانے والو! ذرا دھیان کرو کہ صرف یہی نہ سمجھنا کہ ہم نے کلمہ پڑھ لیا ہے اور مسلمان ہو گئے ہیں۔

ایمان کامل تب ہی ہو گا جب دِل میں میرے مصطفٰے کریم ﷺ کی محبت اور عزت و

توقیر ہوگی۔ اگر اُن کی شان میں معمولی سی بھی بے اَدبی ہوگئی تو تمہارا ایمان، تمہارے اعمال سب اَکارت ہوجائیں گے۔ اسی لیے دوسرے مقام پر ارشادِ ربّانی ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

ان آیات میں ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے نبی ﷺ کے صحابہ اور قیامت تک آنے والے ایمان والو۔ غور سے سُنو! میرے حبیب ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرنا اور آپ کو ایسے نہ پُکارنا۔ جیسے تُم ایک دوسرے کو پُکارتے ہو۔ ورنہ تُمہارے اعمال اَکارت ہوجائیں گے۔ اور تُمہیں گمان بھی نہ ہوگا۔

میری بہنو!

ان آیات میں حضور ﷺ کی تعظیم اور توقیر بیان فرمائی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھنے، بولنے کا اَدب سکھایا گیا ہے۔ اور یہ بات عیاں کردی گئی ہے کہ میرے حبیب ﷺ کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھنا۔ اگر معمولی سی بھی آواز اونچی ہوگئی تو ساری عبادات، ساری ریاضات، ساری سخاوتیں اَکارت ہوجائیں گی۔ میرے اللہ کو اپنے حبیب ﷺ کی تعظیم کتنی پیاری ہے۔ میں تو یہ کہوں گی۔ کہ تعظیم مصطفےٰ ﷺ ہی ایمان کی اصل ہے۔

اسی لیے خود حضور ﷺ نے فرمایا

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہؓ تم میں سے کوئی بھی اُس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا۔ جب تک اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد سے اور سب لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے یہ سُن کر کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے سوائے جان کے ہر چیز سے پیارے ہیں۔ سرکارِ مدینہ علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا۔ ابھی تیرا ایمان کامل نہیں ہوا۔ یہ سُن کر حضرت عمر فاروقؓ نے اشک بار ہو کر عرض کیا آپ مجھے میری جان سے بھی پیارے ہیں۔ تو سرکار نے فرمایا اے عمرؓ اب تیرا ایمان مکمل ہو گیا۔

میری بہنو!

یہ کہنا پڑے گا۔

اکو اِی حیاتی دا معیار ہونا چاہیدا
اللہ دے حبیب نال پیار ہونا چاہیدا

حضرت اَنس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص دربارِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ سرکار قیامت کب آئے گی۔؟

حضور ﷺ نے فرمایا۔ تُو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے۔ اُس نے کہا اور تو کوئی اعمال نہیں ہیں۔ بس خُدا اور رسول سے محبت کرتا ہوں۔ سرکار نے فرمایا اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ...... تُو یعنی جس سے محبت کرتا ہو گا اُسی کے ساتھ ہو گا۔

اس سے ثابت ہوا کہ دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حضور ﷺ کی محبت اور تعظیم ہی کام آئے گی۔ محبتِ رسول کے بغیر ہر عبادت بے کار ہے۔

صحابہ کرام اپنے قول اور فعل سے حضور ﷺ سے محبت بھی کرتے تھے اور آپ کی تعظیم بھی کرتے تھے۔

غزوۂ اُحد میں ایک صحابیہ میدان میں حضور ﷺ کو پوچھتی پھرتی ہے۔ کسی نے اُسے بتایا۔ بہن تیرا باپ، تیرا شوہر اور تیرا بھائی شہید ہو گئے۔ اُس نے کہا۔ اِن کے شہید ہونے کا مجھے کوئی غم نہیں۔ یہ بتاؤ۔ میرے پیارے رسول ﷺ کس حال میں ہیں۔

صحابی نے کہا۔ اللہ کے فضل و کرم سے آپ ﷺ زندہ و سلامت ہیں۔ اُس عورت نے کہا۔

کُلُّ مُصِیبَةٍ بَعْدَكَ قَلِیلٌ"

حضور ﷺ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت تھوڑی ہے۔

محمد ﷺ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، مال اور اولاد سے پیارا
محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرط اوّل ہے
اِسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب سولی پر چڑھا دیا گیا تو کفار نے کہا۔ اے خبیب رضی اللہ عنہ اگر تُو کہہ دے کہ کاش آج میری جگہ پر اللہ کے رسول ہوتے تو تمہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

اُنھوں نے کہا۔ تُم یہ کہتے ہو۔ میرا تو ایمان ہے کہ اُن کے پاؤں میں کانٹا نہ چبھ جائے۔ اُن کی خاطر میں ایک جان تو کیا لاکھوں جانیں قربان کرسکتا ہوں۔

یہ سر کٹ کر سوئے پائے محمد ﷺ لوٹتا جائے
اسی کو موت کہتے ہیں تو ایسی موت آجائے

میری بہنو!

دیکھیے! صحابہ کرام کو حضور ﷺ سے کتنی محبت تھی۔ اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت، مال سے بھی زیادہ محبت، ماں باپ سے بھی زیادہ محبت، بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بیٹے عبدالرحمن بن ابوبکرؓ جب ایمان لائے تو اُنھوں نے کہا۔ ابّا جان۔ غزوۂ اُحد میں آپ میرے تیر کی زد میں کئی مرتبہ آئے مگر میں یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ میرے باپ ہیں۔ میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ جوش میں آگئے اور فرمایا۔ اے میرے بیٹے! اگر تُو میرے وار کے نیچے آجاتا تو میں تُجھے کبھی نہ چھوڑتا۔ کیونکہ تُو اُس وقت میرے پیارے مصطفےٰ کریم ﷺ کا دُشمن تھا۔ میں آپ کی محبت میں تُجھے قربان کردیتا۔

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

میری بہنو!

ایک عورت غزوۂ اُحد کے موقع پر اپنا چار سال کا بچہ لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ

میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اگر میرا خاوند ہوتا تو اُسے جہاد کے لیے بھیجتی۔ اگر میرا بھائی ہوتا تو اُسے مجاہد بناتی۔ اگر میرا کوئی جوان بیٹا ہوتا تو آپ کے لشکر میں شامل کر دیتی۔ اَب میری آرزو ہے کہ میں اپنی محبت کا اظہار کروں۔

یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا چار سال کا ننھا شہزادہ ہے۔ اسے اپنے لشکر میں شامل کر لیجئے۔

سرکارِ مدینہ مسکرائے اور فرمایا۔ اے میری صحابیہ۔ یہ تیرا بچہ نہ تلوار اُٹھا سکتا ہے۔ نہ نیزہ اُٹھا سکتا ہے۔ اور نہ تیر اُٹھا سکتا ہے۔ عورت نے یہ سُن کر جوشِ محبت سے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بیٹا۔ مانتی ہوں، تلوار نہیں اُٹھا سکتا، نیزہ نہیں اُٹھا سکتا۔ مگر آپ کی طرف آنے والا تیر تو کھا سکتا ہے۔

پیارے رسول ﷺ جب آپ کی طرف کوئی تیر آئے تو میرے بیٹے کو ڈھال بنا لینا۔ میرا بیٹا آپ پر نثار ہو جائے اور میں آپ کی محبت پر نثار ہو جاؤں۔

جینے پیار تیرے نال پایا کملی والیا
اوہدے اُتے رحمتاں دا سایہ کملی والیا

میری بہنو!

صحابیہ کی محبت اس بات کو عیاں کرتی ہے کہ حضور ﷺ کی محبت پر سب کچھ قربان ہے۔

میری بہنو!

ایک اور صحابیہ کی محبتِ رسول کا واقعہ سُنئے اور اپنے دلوں کو ایمان کے نور سے منور کیجئے۔ مدینہ منورہ کا ایک چھوٹا سا گھر جس میں ایک صحابیہ اپنے دو ننھے شہزادوں کے ساتھ ہمکلام ہے۔ ایک شہزادہ دائیں جانب بیٹھا ہے اور دوسرا شہزادہ بائیں جانب۔ صحابیہ شہزادوں سے پیاری پیاری باتیں کر رہی ہے اور باتوں ہی باتوں میں بتا رہی ہے کہ پیارے بیٹو! تمہیں علم ہے کہ پیارے رسول ﷺ بدر کے مقام میں پہنچ چکے ہیں۔ ننھے شہزادے بولے۔ امّاں پھر کیا حکم ہے۔ امّاں نے بڑے جوش کے ساتھ کہا۔ اے میرے بیٹو۔ تُمہیں پتا ہے۔ پیارے نبی ﷺ کا جانی دُشمن کون ہے۔ اور آپ کو بُرا بھلا کہنے والا کون ہے۔ شہزادوں نے اپنی ماں کا چہرہ دیکھا اور پوچھا۔ امّاں جلدی بتا۔ یہ کہنے کا کیا مطلب ہے۔ صحابیہ نے دونوں شہزادوں کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا۔ اے میرے بیٹو۔ میرے نبی ﷺ کا بڑا دُشمن ابوجہل ہے۔ کوئی کسی کو قتل کرے گا۔ کوئی کسی کو مارے گا۔ اے میرے بیٹو۔ یہ لو دو تلواریں۔ اور میں تُمہیں حکم دیتی ہوں کہ تُم اُس مَردود ابوجہل کو مار کے آؤ۔ چاہے اس کام میں تمہاری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

شہزادے کھڑے ہو گئے اور بولے امّاں جان۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم پیارے رسول ﷺ پر اپنی جان نثار کر دیں گے۔ کیونکہ کائنات میں سب سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت ہے۔

میری بہنو!

وہ منظر اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ جب معوذؓ اور معاذؓ دونوں بھائی میدانِ بدر میں آئے۔ آکر دیکھا کہ حق و باطل کا معرکہ جاری ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے قریب گئے اور پوچھا۔ چچا جان۔ ابوجہل کہاں ہے؟ انھوں نے کہا۔ ننھے شہزادو تم نے پوچھ کے کیا لینا ہے۔ بولے چچا جان۔ پہلے بتایئے وہ کہاں ہے؟ پھر ہم پوچھنے کا مطلب بتائیں گے۔ اُنھوں نے کہا۔ ننھے شہزادو وہ سامنے گھوڑے پر سوار سب سے اُونچی گردن والا ہی ابوجہل ہے۔ یہ سُنا تو دونوں شہزادے چل پڑے۔ اور کہا

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سُنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوبِ باری کو

یہ سُن کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا

حفاظت کر رہا ہے گرد اُس کے فوج کا دستہ

بچوں نے جواب دیا......

یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

یہ کہہ کر بجلی کی طرح دوڑے اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نشے میں ابوجہل کو جا گرایا۔ وہ زخمی ہوکر زمین پہ تڑپ رہا تھا۔ ہائے ہائے کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ افسوس بڑے سردار کو چھوٹے چھوٹے بچوں نے مار ڈالا۔ اب دونوں شہزادے کفار میں گھر گئے اور انھوں نے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔

شہادت کا لہو جن کے رُخوں کا بن گیا غازہ
کھلا تھا دائمی اُن کے لئے جنت کا دروازہ

میری بہنو!

حضور ﷺ کی محبت میں صحابہ کرام پیش پیش رہتے تھے۔ حُدیبیہ کے روز عُروہ بن مسعود نے کفّار کے سامنے حضور ﷺ کے دربار کا جو نقشہ پیش کیا۔ وہ یوں تھا کہ اے ساتھیو! میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں۔ قیصرو کسرٰی کا دربار بھی دیکھا ہے۔ مگر جتنی تعظیم اس رسول کے صحابی کرتے ہیں۔ ایسی تعظیم میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ انہوں نے پوچھا تو نے کیا دیکھا؟
عروہ بن مسعود کہنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ جب محمد ﷺ وضو کرتے ہیں تو اُن کے صحابہ وضو کا پانی اور اُن کا لعابِ دہن زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ اپنے چہروں پر ملتے ہیں۔ اپنے جسموں پر ملتے ہیں اور اپنے دامن تر کرتے ہیں۔ اور جب وہ بال کٹواتے ہیں تو اُن کے صحابہ محبت سے اور عقیدت سے اُن بالوں کو زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ بلکہ برکت کے لیے اپنے گھروں میں لے جاتے ہیں۔ اُن بالوں کو باعثِ برکت اور باعثِ شفا سمجھتے ہیں۔ اے ساتھیو! جو اپنے نبی کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے وہ خون کیسے گرنے دیں گے۔ ایسی محبت اور ایسی عقیدت کائنات میں کہیں نہیں ملے گی۔

میری بہنو!

جب ہم وضو کریں تو ہمارے گناہ جھڑتے ہیں۔ مگر جب سرکارِ دو عالم ﷺ وضو

فرماتے تھے تو اُن سے نور جھڑتا تھا اور صحابہ کرام اُس نور کو اپنے چہروں کی زینت بناتے تھے۔ اسی لیے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دِل بھی چمکا دے چمکانے والے

میری بہنو!

مسلمان وہی ہے جو دِل سے حضور ﷺ کی تعظیم کرتا ہے اور دِل سے حضور ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور جب اُس کے سامنے کوئی چاہے اُس کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ چاہے اُس کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ حضور ﷺ کے بارے میں نازیبا بات کہتا ہے تو وہ اُس کا جواب دیتا ہے۔ بلکہ اُس سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ اگر زیادہ محبت کا رنگ چڑھ جائے تو اُس کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

میری بہنو!

ہندوستان میں ایک ہندو راج پال مردود نے ایک کتاب (رنگیلا رسول) لکھی۔ جس میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی تھی۔ مسلمانوں میں غیرتِ ایمانی جاگ اُٹھی اور پورے ہندوستان میں احتجاج کیا گیا۔
علمائے کرام نے تقریروں کے ذریعے احتجاج کیا۔ صحافیوں نے تحریروں کے ذریعے احتجاج کیا۔ عام لوگوں نے جلوسوں کے ذریعے احتجاج کیا۔ مگر ایک نوجوان جس کا نام **علم الدین** تھا۔ اور کالج کا طالب علم تھا۔ جب اُس نے سُنا کہ ایک مردود نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے تو اس نے ایک خنجر خریدا

اور سیدھا راج پال کے دفتر چلا گیا۔ اور پوچھا۔ تیرا نام راج پال ہے۔ اُس نے کہا ہاں میرا نام راج پال ہے۔ **علم الدین** کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ اُن آنکھوں میں عشقِ مصطفٰے کی روشنی تھی۔ اُس نے جوش سے کہا۔ او گستاخِ رسول ﷺ تیری یہ جرات کہ تُو اپنی زبان میرے محبوب ﷺ کے خلاف نکالے۔ یہ کہہ کر **علم الدین** نے پے در پے خنجر کے وار کیے اور اسے فی النار کر دیا۔

عدالت میں قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے **علم الدین** تو کہہ دے کہ میں نے اسے نہیں مارا۔ میں تجھے بری کروا دوں گا۔ مگر **علم الدین** نے کہا میں نے اُسے حضور ﷺ کی محبت میں مارا ہے۔ میں انکار نہیں کر سکتا۔

روزہ اچھا، نماز اچھی، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
میں باوجود اِن کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں شاہ بطحا کی حُرمت پر
قسم اللہ کی کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

وہ علم الدین غازی بھی بنا اور شہید بھی بنا۔ آج تک اُس کی قبر پُکار پُکار کے کہہ رہی ہے کہ جب تک حضور ﷺ کے دیوانے زندہ ہیں۔ اُس وقت تک حضور ﷺ کی عظمت کے ترانے گائے جائیں گے اور اُن کی محبت میں جان کے نذرانے دیئے جاتے رہیں گے۔ کیونکہ

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

میری بہنو!

یہود و نصاریٰ نہ کبھی مسلمانوں کے دوست تھے۔ نہ دوست ہیں۔ نہ ہی دوست ہوں گے ۔ نہ ہی مسلمانوں سے ہمدردی کریں گے۔ یہ آئے دن کبھی کسی شکل میں، کبھی کسی شکل میں۔ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں اور سازشیں کرتے رہیں گے۔ کبھی سلمان رُشدی کی شکل میں، کبھی تسلیمہ کی شکل میں، کبھی نام نہاد امام مہدی کی شکل میں اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے ہیں۔ حال ہی میں ڈنمارک میں چند صحافیوں نے گستاخانہ خاکے بنا کر مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کو للکارا ہے۔ پوری دُنیائے اسلام سراپائے احتجاج بن گئی اور سینکڑوں لوگوں نے اپنی جان و مال کے نذرانے پیش کر دیئے۔ یہ واقعہ 2006 کو پیش آیا۔ جس میں کروڑوں مسلمانوں نے احتجاجی ریلیاں نکالیں۔ اسے بین الاقوامی سطح پر بھرپور احتجاج کر کے ناکام کر دیا۔

یہ محبتِ رسول اور عظمتِ رسول کی ایک مثال ہے۔ جب تک مسلمانوں میں یہی جذبہ کارفرما رہے گا۔ محبتِ رسول اور عظمتِ رسول کی پاسبانی کے لیے جان کے نذرانے پیش ہوتے رہیں گے۔

بے اَدبوں سے ہمیں رکھنا بچا کے یارسول اللہ ﷺ
غلام اپنا سدا رکھنا بنا کے یا رسول اللہ ﷺ

خاکے چھاپے نیں جو بے غیرتاں نیں لگدا کفر اسلام دی جوڑ پے گئی
کوئی نکیں اُٹھیا دیس دے آ کو آں چوں عاشق دلاں نوں تائیوں جھنجھوڑ پے گئی
جذبے مسلمانی کھا لئے کیلاں نیں تائیوں غیرتِ ایمانی دی تھوڑ پے گئی
اُٹھ قبر وچوں غازی علم دیناں تیری فیر اسلام نوں لوڑ پے گئی

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

تقریر نمبر ﴿14﴾

شب برات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ o اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ o

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دُنیا بنانے پر قادر ہے اور دُنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے منہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
مگر ربّ کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں، سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب وسینہ، امام الانبیاء وامام المرسلین، شب اسریٰ کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔ ◉

اے اللہ تعالیٰ سب حمدیں اور ثنائیں تیرے لیے ہیں۔ تو جہان کو پالنے والا ہے۔

☆ دورود وسلام حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرتی ہوں۔ جن کا

مرتبہ تمام رسولوں اور نبیوں سے اعلیٰ ہے۔

☆ میں نے قرآن پاک کی جو آیت تلاوت کی ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور قریبیوں کو دوزخ کی آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

☆ اے ایمان والو جو ایمان رکھتے ہیں۔اللہ پر رسول پر قرآن پر اسلام پر

☆ قیامت پر کس چیز سے خود کو بچانا ہے اور اپنے قریبیوں کو بچانا ہے۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کی آگ کو پہلے ہزار سال گرم کیا گیا۔تو وہ سُرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار برس تک گرم کیا گیا تو پھر سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار برس تک گرم کیا گیا۔تو وہ سیاہ ہوگئی۔اب وہ سیاہ اور تاریک ہے۔اس دنیا کی آگ سے ستر حصے زیادہ گرم ہے۔اے میرے صحابہ اس آگ سے پناہ مانگا کرو۔اور کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ ۔

اے اللہ ہمیں نار سے بچا۔

قیامت کے روز دوزخ کو لایا جائے گا۔اُس کی ستر ہزار باگیں ہیں۔ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوئے میدان محشر میں لائیں گے۔یہ آگ کن لوگوں کے لئے ہیں۔قرآن خود فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدً

اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے۔تو بے شک اُنکے لیے جہنم کی آگ ہے۔جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔

میری بہنو!

یہ نار کسی کے پاؤں تک ہوگی۔ کسی کے گھٹنوں تک ہوگی۔ کسی کے کمر تک ہوگی۔ اور کسی کی گردن تک ہوگی۔ میرے پیارے نبی حضور ﷺ پر نور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔ جس کا نام صعود ہے۔ اُس پر آگ ہی آگ ہے۔ کافر ستر برس تک گھسیٹ کر آئے گا۔ اوپر سے چڑھایا جائے گا۔ پھر وہاں سے دھکا دیا جائے گا۔ تو وہ گرتا ہوا جہنم میں جائے گا۔

حضور نے فرمایا وہ بدنصیب ہے۔ وہ بدنصیب ہے۔ وہ بدنصیب ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون ہے۔ جو بدنصیب ہے۔ فرمایا جو دوزخ کی نار میں گرے گا۔ پوچھا یارسول اللہ کون گرے گا۔ فرمایا جس نے خدا کی رضامندی کے لئے اطاعت نہ کی۔ اور نافرمانی نہ چھوڑی۔ وہ دوزخ کی آگ میں گرے گا۔ اور بدنصیب ہوگا۔

میری بہنو!

جو دوزخ کی آگ سے بچنا چاہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ خدا کی نافرمانی نہ کرے۔ نبی کی نافرمانی نہ کرے۔ کسی کا دل نہ دکھائے۔ انسان کو حقیر نہ جانے۔ والدین کی خدمت کرے۔ ہر کام وہ کرے جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہو جائے۔ ہر وقت توبہ اور استغفار کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔ توبہ کرنے کیلئے کچھ وقت اور کئی راتیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں۔ ان میں سے ایک رات شب برات ہے جو شعبان کی پندرھویں رات ہے۔

شعبان کے متعلق حضور نے فرمایا یہ میرا مہینہ ہے۔ اور اس مہینے کی شان ایسی ہے۔ جیسے نبیوں میں میری شان ہے۔ اس مہینے میں حضور کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے۔

حضور نے فرمایا فرشتوں کی دو عیدیں ہیں۔

لَیْلَةُ الْقَدْر ◆ اور ◆ شب برات

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ حضور نے فرمایا۔ یہ دونوں عیدیں فرشتوں کی ہیں۔ اور وہ عیدوں میں میری اُمت کے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔

ایک رات حضرت عائشہ کے حجرے میں حضور ﷺ تھے۔ کہ اچانک اُٹھے اور کالی کملی اوڑھی۔ یہ رات شب برات تھی۔ حضرت عائشہؓ دبے پاؤں چلی۔

چلدے چلدے وچ بازاراں تے بڑیاں شاناں والے
جنت البقیع وَل قدم بڑھایا تے رحمت دیوے بالے

آپ ﷺ نے اپنے دونوں پیارے پیارے ہاتھ اُٹھا لیے۔ اور اپنی اُمت کیلئے دعا کرنی شروع کی۔

اُمت لئی سی ایناں روئے تے دوجہان دے والی
روندیاں روندیاں موڈیاں اُتوں ڈھک پئی کملی کالی

عرض کیتی پھر

عرض کیتی پھر ہتھ اُٹھا کے امت بخش خدایا
امت والے غم نیں مولا تیرا حبیب رُوایا

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا جاؤ۔ میرے حبیب کو خوشخبری سناؤ کہ فرشتے آسمانوں کے آپ کی اُمت کی بخشش کی دُعا مانگ رہے ہیں۔

دیکھ حبیبا وَل آسماناں اپنی نظر اُٹھا کے
فرشتے میرے کھڑی دعائیں منگدے سیس نوا کے
نبیاں دے سردار دی اُمت بخشیں باری تعالیٰ
جیدے صدقے جگ بنائے جیدا رُتبہ اعلیٰ

حضور نے آواز سُنی ۔ تو خدا کا شکر ادا فرمایا۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا یارسول اللہ خدا فرماتا ہے کہ اس رات رحمت کے تین سو دروازے کھلتے ہیں اور لوگوں پر رحمت کی بارش ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر گنہ گاروں کو بخش دیتا ہے۔

حضرت جبرئیل نے کہا کہ یارسول اللہ چند لوگ ایسے ہیں اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کی بخشش نہیں ہوگی۔ فرمایا اے جبرئیل وہ کون لوگ ہیں۔

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ چغل خوری کرنے والا۔

میری بہنو!

چغل خور بہت برا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ حضور قبرستان سے گزرے ۔ دو قبروں کو عذاب ہو رہا تھا۔ حضرت جابرؓ سے حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے جابرؓ ان دو قبر والوں کو عذاب اس لیے ہو رہا ہے کہ

ایک پیشاب کے قطروں سے نہ بچتا تھا۔

دوسرا چغل خور تھا۔ اس لیے عذاب ہو رہا ہے۔

ایک آدمی کی بہن مرگئی۔ قبرستان میں اُسے دفنا آئے۔ اُن کی روپوؤں کی تھیلی قبر میں رہ گی۔ واپس جا کر قبر کھول کر دیکھا تو قبر میں آگ تھی۔ قبر بند کی۔ واپس آکر ماں سے پوچھا تو کہا تیری بہن چغل خور تھی۔

میری بہنو!

ہمیں ہر وقت گناہوں سے بچتے رہنا چاہیے۔ دوسرا جادو کرنے والا۔ اُس کی بخشش بھی نہیں ہوتی۔ جادو کرنا حرام ہے۔

تیسرا: شرابی جس کی بخشش نہیں ہوتی۔

چوتھا: والدین کا نافرمان

والدین ایک نعمت ہیں۔ اُن کی قدر کرنی چاہیے۔ ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا۔ جس کا باپ راضی ہوگا۔ اُس کا خدا راضی ہوگا۔ جس کا باپ ناراض اُس کا خدا ناراض۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ماں کا چہرہ دیکھیں تو حج کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا اگر ماں دعا کردے۔ تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ ماں کی بددعا سے اور یتیم کی آہ سے بچنا چاہیے۔ ایک صحابی تھے۔ جن کا نام حارث تھا۔ کلمہ زبان پر نہ آتا تھا۔ کیونکہ ماں ناراض تھی۔ ماں کو بلوایا۔ فرمایا لکڑیاں لاؤ۔ آگ میں اس کو پھینک دو، ماں نے معاف کیا تو کلمہ جاری ہوا۔ ثابت ہوا ماں باپ اگر راضی نہ ہوں تو بندہ دنیا سے ایمان سلامت لے کر نہیں جا سکتا۔ اس لیے انھیں راضی رکھنا چاہیے۔

ایک آدمی حج پر گیا۔ ماں منع کرتی رہی مگر وہ نہ رُکا۔ آخر ایک شہر جا پہنچا۔ وہاں رات مسجد میں ٹھہرا۔ چوروں نے بادشاہ کے محل میں چوری کی۔ فوجی پیچھے آئے چوروں نے مال اُس کے پاس مسجد میں رکھا اور چلے گئے۔ وہ پکڑا گیا چوری کے الزام میں اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ منہ کالا کر دیا۔ سارا شہر پھرایا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ میں چور نہیں ہوں۔ بلکہ ماں کا نافرمان ہوں پھر اپنے گھر آیا۔ ماں نے اسے لیٹا کر اپنی چادر ڈال کر دعا کی تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

اُدب کریا کرو سارے اے ماواں ٹھنڈیاں چھاواں

او روندے رات دِن رہندے جنہاں دیاں مَر گئیاں ماواں

پانچواں: مشرک بھی نہیں بخشا جاتا

قرآن شریف میں ہے۔

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔

بے شک بہت بڑا ظلم ہے شرک۔

مشرک کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برابر دوسرا خدا ماننا جیسے کافر بتوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ شرک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھی معاف نہ کرے گا۔ جو کسی کو اُس کے برابر جانے گا۔ یا اُس کا بیٹا جانے گا۔ یا اُس کی بیوی جانے گا

چھٹا: وہ انسان جو تکبر کرے گا۔

اس کی بخشش بھی نہ ہو گی۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے۔

دنیا میں پہلا گناہ تکبر ہوا۔شیطان نے تکبر کیا۔اور لعنتی بن گیا۔

اَبیٰ وَ اسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ

اُس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا

تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے

اپنے حسن پر تکبر کرنا

جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے آئینہ دیکھا۔تو کہا میں اتنا حسین ہوں ۔صبح ہوئی تو آنکھ پر گوہانجنی نکلی تھی۔اُسی وقت سجدے میں گر گئے۔

بادشاہت کا غرور ۔نمرود۔فرعون۔ہامان۔اور شداد نے غرور کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نشان تک مٹا دیا۔ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اُڑتا اُڑتا اتنا اونچا ہو گیا کہ پہلے آسمان کے فرشتوں کی تسبیح سنائی دینے لگی۔ خدا نے فرمایا اے سلیمان اگر تیرے دل میں رائی بھر بھی تکبر آ جائے تو یہ تیرا تخت اُلٹا کر دوں۔حضور نے فرمایا اگر رائی بھر دل میں ایمان ہوگا۔تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔اور اگر رائی بھر تکبر ہوگا۔تو بخشش نہ ہوگی۔یعنی تکبر اتنا بُرا فعل ہے۔

عبادت کا تکبر بھی ہوتا ہے۔نبی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔جس کے سر پر بادل سایہ کرتا تھا۔ایک ڈاکو نے دیکھا تو سچے دل سے توبہ کی اور آ کر بولا۔نیک بندے بزرگ گرمی بہت ہے۔مجھے بادل کے سائے میں بٹھا لیں۔ میں نے توبہ کر لی ہے۔عابد نے تکبر سے کہا میں اور تو برابر نہیں ہو سکتے۔میں نے عبادت کی ہے۔اور تو ڈاکو ہے۔جب یہ کہا تو خدا کو پسند نہ آیا۔اب ڈاکو چلا۔تو

بادل اُس کے سر پر سایہ کرنے لگا۔اور بزرگ دھوپ میں رہ گیا۔خدا نے کہا اب تم دونوں برابر ہو تو نے تکبر کر کے سب کچھ گنوا دیا۔یہ توبہ کر کے گناہوں کو مٹا بیٹھا اے زاہد تو تکبر سے توبہ کر۔

یعنی غرور نے اُس کے اعمال کو ضائع کر دیا۔

میری بہنو

اس رات تقدیر لکھی جاتی ہے۔حضور نے فرمایا اس رات لکھا جاتا ہے۔ کہ شعبان سے شعبان تک کس کو کتنا رزق ملنا ہے کتنی عمر ہوگی،زندہ رہے گا۔یا مر جائے گا۔بعض انسان زمین پر چل رہے ہوتے ہیں۔مگر اس رات اللہ تعالیٰ حضرت عزرائیل کو حکم دے دیتا ہے کہ اس کی جان قبض کرلے۔

میری بہنو!

اس رات ہمیں خدا کے حضور توبہ کرنی چاہیے۔حضور نے فرمایا اس رات آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ہر آسمان پر فرشتے خدا کے حکم سے آواز دیتے ہیں۔کوئی ہے قیام کرنے والا۔رکوع کرنے والا۔قرآن کی تلاوت کرنے والا۔درود وسلام پڑھنے والا کوئی ہو۔خداوند کریم اُس کی دلی مراد پوری کرے گا۔ اور اُسے بخش دے گا۔اس رات اگر کوئی سو نفل صلوٰۃ الخیر کے پڑھے ہر رکعت میں دس بار سورۃ اخلاص پڑھے۔تو اس کا ثواب بہت ہے اس کی تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔اور سب سے ادنیٰ حاجت اُس کی بخشش ہوگی۔

میری بہنو!

اگر سو نفل پڑھ کر خداوند تعالیٰ کی رحمتوں کی آغوش مل جائے تو اور کیا چاہیے۔

اس رات صلوٰۃ تسبیح بھی پڑھی جاتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر کوئی یہ نماز پڑھے۔ اور اُس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے۔

پھلاں دی سیج تے سونا	☆	اے تیرے کم نئیں آؤناں
ملو گا خاک دا کوٹھا	☆	جتھے سجناں نے چھڈ جاناں
جہناں تے مان ہے تینوں	☆	اوہو چھڈ جان گے تینوں
مٹی بک پاؤن گے تینوں	☆	کسے بھی نال نئیں رہناں
کتھے دارا، سکندر نیں	☆	کتھے مست قلندر نیں
سارے قبراں دے اندر نیں	☆	جو کیتا اے اوہو پاؤناں
اجے ویلا نہ رہ وہیلا	☆	چلا چرخہ بنا دھیلا
تو جانا دیس پردیسوں	☆	چاہیئے کجھ تے پلے ہوناں
تیرا اے **سعید** ہے جھلا	☆	خالی عملوں ایدھا پلا
کرم جے کر دیوے اللہ	☆	اینے دُنیا تو کی لیناں

○وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ○

تقریر نمبر ﴿15﴾

فضائلِ رمضان المبارک

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ o اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَاالْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیّ الْکَرِیْمُ ﷺ

تمام بہنیں مل کر درود وسلام پڑھیں!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

سب تعریف خدائے وحدہٗ لاشریک کے واسطے کہ جس نے کائنات کا وجود بنایا۔ ارض وسماء بنائے۔ شمس وقمر بنائے۔ سیارے بنائے۔ انسان وحیوان بنائے۔ حجر وشجر بنائے۔ عرش وفرش بنائے۔ پھول اور پھل بنائے۔ برگ وثمر بنائے۔ جس کی حمد کرنے والے مقدر کے سکندر بن جاتے ہیں۔ جس کو سجدہ کرنے

والے جنت کے مالک بَن جاتے ہیں۔ جس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے زمانے کے امام بن جاتے ہیں۔ جس کا کلمہ پڑھنے والے اُس کے وَلی بن جاتے ہیں۔ جس کی باتیں سنانے والے محدّث بن جاتے ہیں۔ جس کے نافرمانوں کے لیے جہنم کے دروازے کُھل جاتے ہیں۔ جس کے دُشمنوں پہ زمین تنگ کر دی جاتی ہے۔ جس کے دُشمن اُس کی گرفت سے نہیں نکل سکتے۔ چاہے وہ نمرود ہو یا فرعون ہو یا شدّاد و ابوجہل۔ اُس خدائے بزرگ و برتر کی حمد کرتے جائیں۔ کرتے جائیں۔ اپنی زبانوں کو اُس کی تعریف سے شیریں اور تر رکھیں۔ تو پھر رحمتوں کی بارش ہو جائے گی اور ایک دِن اُس سے ملاقات ہو جائے گی۔

درود و سلام کا ہدیہ آقائے کُل۔ دانائے کُل۔ مولائے کُل۔ عقلِ کامل عالم مَا کانَ وَ ما یکون۔ سرورِ کونین۔ سید المرسلین۔ خاتم النبین۔ شب اسریٰ کے دولہا۔ شافعِ محشر۔ راحتِ زمانہ۔ رحمتِ زمانہ۔ باعثِ تخلیقِ کائنات۔ رحمتوں کا خزانہ۔ محبوبِ ربِ کبریا۔ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی بارگاہِ عظیمہ کریمہ میں۔ کہ جن کا نام روحوں کی تسکین ہے۔ دِلوں کا چین ہے۔

میری بہنو:

میں نے آپ کے سامنے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو۔ تُم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تُم سے پہلوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

میری بہنو:

اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔کلمہ،نماز،روزہ،زکوٰۃ،حج......یہ بالترتیب فرض کیے گئے۔پہلے نماز فرض ہو چکی تھی۔اب ایمان والوں پر روزے بھی فرض کر دیئے گئے۔تا کہ روحانی پاکیزگی حاصل ہو۔

میری بہنو:

پہلے ایک روزہ فرض تھا۔وہ دسویں ﴿10﴾ محرم کا روزہ تھا۔پھر ہر قمری مہینے کے تین روزے فرض کیے گئے۔یعنی تیرہ ﴿13﴾ چودہ ﴿14﴾ پندرہ ﴿15﴾ کا روزہ......پھر اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کے روزے فرض فرما دیئے باقی روزے نفلی رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔اے ایمان والو۔یہ خیال نہ کرنا کہ روزے صرف تُم پر ہی فرض کیے گئے ہیں بلکہ تُم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں اُن پر بھی روزے فرض تھے۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک تمام امتیں روزہ رکھتی تھیں۔حضرتِ آدم علیہ السلام ہر ماہ کی تیرہ،چودہ اور پندرہ کا روزہ رکھتے تھے۔

میری بہنو:

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو تین سو سال تک روتے رہے۔گرم اور سَرد ہواؤں نے،موسموں کی تبدیلی نے ان کا جسم

کالا کر دیا۔ اب جب توبہ قبول ہوئی تو فرمایا۔ اے آدمؑ غم نہ کھا۔ تیرا جسم نوری اور صاف ہو جائے گا۔ تین روزے رکھ۔

میری بہنو:

حضرت آدم علیہ السلام نے تیرہ کا روزہ رکھا تو جسم کا تیسرا حصہ صاف ہوگیا۔ چودہ کا روزہ رکھا تو جسم کا آدھا حصہ پاکیزہ صاف ہوگیا۔ پندرہ کا روزہ رکھا تو آپ کا جسم نوری بن گیا ﴿سبحان اللہ﴾

اس لیے بزرگ فرماتے ہیں کہ جو بھی ہر ماہ کے یہی تین روزے رکھا کرے گا تو وہ بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔

میری بہنو:

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی یہی روزے رکھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سال میں چالیس روزے فرض تھے۔ آپ کی اُمت کے لوگ چالیس روزے رکھتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دِن روزہ رکھتے اور ایک دِن اَفطار کرتے تھے۔ یعنی ایک دِن روزہ سے ہوتے اور دوسرے روز روزہ نہ رکھتے تھے۔ اس کو صومِ داؤدی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ماہِ رمضان کے روزے فرض کیے گئے۔ مگر بعد میں آنے والے راہبوں اور پادریوں نے اپنی مرضی سے چالیس روزے بنالیے اور کہا کہ جس موسم میں چاہو رکھ لو۔

میری بہنو:

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے صرف ہم پر ہی فرض نہیں کیے گئے۔
بلکہ ہم سے پہلی اُمتوں پر بھی فرض تھے۔اس لیے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔

قرآنِ پاک میں خداوند کریم کا ارشاد ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیهِ الْقُرْآن o

کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن پاک نازل ہوا اور فرمایا جب یہ مہینہ آئے تو اُس کے روزے رکھو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اے میرے صحابہ سنو۔کل سے جو مہینہ شریف آرہا ہے وہ شَهْرُ اللّٰه ہے۔یعنی اللہ کا مہینہ ہے۔اس مہینے میں اگر کوئی ایک فرض ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو ستر ﴿70﴾ فرضوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔اور اگر ایک نفل ادا کرے گا۔تو اللہ تعالیٰ اُس کو فرض کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اس مہینے میں شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے۔اُس کو زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے۔تاکہ وہ بندوں کو نیکی کرنے اور عبادت کرنے سے نہ روک سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے فرشتو! جنت کے آٹھوں دروازے کھول دو اور نیکی کرنے والوں کے لیے محلات بناؤ۔ حوروں سے کہو کہ ہر روز ان نیک لوگوں کا انتظار کریں جو میری رضا کے لیے میری عبادت کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس مہینے میں اللہ تعالیٰ جہنم کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ تاکہ اُس کی رحمت ظاہر ہو۔ لوگوں کو جہنم سے نجات ملے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ روزہ دار جب روزہ رکھتا ہے اور جب افطار کرتا ہے تو اُس کی دُعا کو قبول کیا جاتا ہے۔ اور روزہ افطار کرنے والا جب کسی کا روزہ افطار کرتا ہے تو وہ دوزخ سے اتنی دُور ہو جاتا ہے کہ جتنا زمین اور آسمان کا فاصلہ ہے اور فرمایا۔ جس نے رروزے دار کو پیٹ بھر کے کھانا کھلایا۔ قیامت کے روز میں اُسے اس وقت **حوضِ کوثر** سے جام پلاؤں گا۔ جب وہ پیاسا ہوگا۔ وہ کبھی بھوکا نہ رہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر عبادت کا ثواب اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے مگر روزے کی جزاء کے بارے میں ارشاد ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

یعنی روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء ہوں۔ ﴿سبحان اللہ﴾

☆ جنت میں ایک دروازہ ہے۔ جس کا نام **باب الریان** ہے۔ اُس میں سے روزہ دار کو گزارا جائے گا اور فرمایا جائے گا۔ اے روزہ دار تُو میرے لیے بھوکا رہا۔ تُو میرے لیے پیاسا رہا۔ تُو نے رات کو قرآن پڑھا۔ دِن کو روزہ رکھا۔ سارا

دِن اور رات اپنی خواہشات کو چھوڑ کر میرے ذِکر میں لگا رہا۔ میری رضا تلاش کرتا رہا۔ اب میں تجھ سے راضی ہوگیا ہوں ۔ اس لیے آؤ اے روزے داروں۔ میں تمہیں اپنا دیدار دُوں ۔اس وقت روزے داروں کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ ہوگا۔ وہ بہت شاد اور شادمان ہوں گے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ
یعنی روزہ ڈھال ہے۔

ڈھال پر دُشمن کا وار روکا جاتا ہے مگر روزہ دار کے لیے یہ ڈھال ہے شیطان سے۔ یہ ڈھال ہے گناہوں سے۔ یہ ڈھال ہے برائیوں سے۔ یعنی روزہ دار ہر گناہ سے، ہر برائی سے بچا رہتا ہے اور شیطان بھی اس کے قریب نہیں جاتا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس مہینے کا اوّل رحمت ہے۔

شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَتہ ' ۔یعنی اس مہینے کے پہلے دَس دِنوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور یہ گناہ گار سے پُکار پکار کر کہتی ہے کہ آؤ توبہ کرلو اور میری رحمتوں کے سائے میں بیٹھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی رحمتیں نازل ہوتی ہیں کہ جس کا شمار کرنا انسان کی عقل سے دُور ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
اَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ"
ماہِ رمضان کا درمیانہ حصّہ بخشش کا ہے۔

ہر کوئی چاہتا ہے کہ اِس کی بخشش ہو جائے اور وہ جنت میں چلا جائے۔ فرمایا اے بخشش چاہنے والو۔ ماہِ رمضان کے جو گیارہ سے بیس تک کے ایام ہیں۔ ان میں خداوند کریم کی بخشش آوازیں دے دے کر گناہوں کو معاف کرتی ہیں۔ کہ آؤ خداوند کریم کے حضور سجدہ ریز ہو کر مغفرت کے حقدار بن جائیں۔

پھر فرمایا۔

اٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِنَّ النَّار۔

یعنی ماہِ رمضان کا آخر عشرہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔

کون ہو گی جو دوزخ میں جانا پسند کرے گی۔؟

میری ہر ایک بہن دوزخ کی آگ سے بچنا چاہتی ہے۔ تو اسے ماہِ رمضان کے تیسرے عشرے میں آگ سے پناہ مانگنی چاہیئے۔ خداوند کریم کو راضی کرنا چاہیئے۔ اس کے حضور آنسو بہا لینا چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارْ

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی صبح کی نماز کے بعد یہ دُعا مانگے اگر وہ شام تک فوت ہو گیا تو شہیدوں میں اٹھے گا اور دوزخ سے نجات پائے گا۔ تو وہ بھی شہیدوں میں شمار ہو گا۔ ﴿سبحان اللہ﴾

میری بہنو:

حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ روزہ دار اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے بلکہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک و عنبر سے زیادہ پیاری ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کا دن بہت سخت ہوگا۔ کوئی کسی کا ہمدرد نہ ہوگا۔ مگر اُس بے چارگی کے وقت جس نے کام آنا ہے وہ اللہ کا قرآن ہوگا۔ اور ماہ رمضان ہوگا۔

میری بہنو:

قرآن پاک کہے گا۔ اے بارِی تعالیٰ اس نے میری صبح وشام تلاوت کی اس کا دِل میری طرف مائل رہتا تھا۔ اس لیے آج اس کی سختی کو دُور فرما۔ اس پر اپنی رحمت نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی شفاعت سے بندے کو بخش دے گا۔ ماہِ رمضان قیامت کے دِن کہے گا۔ اے میرے مولا۔ اس نے میری عزّت کی۔ اس نے مجھے پیار کیا۔ میں ان کا مہمان ہوا تو ان لوگوں نے قرآن کی تلاوت سے مجھے سجایا۔ دن بھر بھوکے رہ کر، پیاسے رہ کر میرا وقار بلند کیا۔ ان لوگوں نے اپنی خواہشات کو چھوڑ کر تیرے قانون کو اپنایا۔ تیری رضا کی خاطر راتوں کو جاگ جاگ کر ذکر میں مصروف رہے۔ اے میرے اللہ ان تمام لوگوں کو جنتی بناؤ۔ ان کی مصیبت بھوک، پیاس سب دُور فرمادے۔ اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ اور مومنوں کے لیے راحت اور رحمت کے دروازے کھول دے گا۔ ﴿سبحان اللہ﴾

میری بہنو:

ایک روح پرور واقعہ سناتی ہوں۔ ذرا اپنی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لاؤ کہ مسجد نبوی ہو اور حضور ﷺ کی تشریف آوری ہو رہی ہو۔ ﴿سبحان اللہ﴾

ایک روز حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے تمام صحابہ نے اٹھ کر آپ کا استقبال کیا۔ حضور ﷺ منبر پر بیٹھنے کے لیے آگے بڑھے۔ جب آپ ﷺ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا۔ آمین ۔ پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین ۔ پھر جب تیسری سیڑھی پر بیٹھنے لگے تو فرمایا۔ آمین۔ تمام صحابہ خاموش تھے کہ ایک صحابی ادب سے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ جب منبر پر تشریف لائے تو آپ نے تین بار آمین فرمائی۔ کوئی دُعا کرنے والا تو نظر نہیں آیا۔ پھر آپ نے یہ آمین کیوں فرمائی۔ یارسول اللہ ﷺ اس کی وجہ ارشاد فرما دیں۔ یہ سُن کر آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ۔ ابھی ابھی حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا۔ جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے پیارے حبیب اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کی عمر میں اُس کے والدین حیات ہوں اور وہ اُن کی خدمت کر کے جنت نہ حاصل کرے وہ بڑا بدبخت انسان ہے۔ میں نے یہ سُن کر کہا۔ آمین ۔

میری بہنو:

ہمیں اپنے والدین کا ادب کرنا چاہیئے اور ان کی ہر طرح سے خدمت کرنی چاہیئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ

اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّہَاتْ

ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اگر جنت کی تلاش ہے تو ماں کی خدمت

ضرور کیا کرو۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ جس نے ماں کا چہرہ پیار سے دیکھ لیا۔ اُس کے نامہ اعمال میں ایک **حج مبرور** لکھا جاتا ہے۔ گویا کہ ماں کو دیکھنا بھی ثواب ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس سے جس کا باپ راضی ہے۔ اُس سے اُس کا خدا راضی ہے۔ اور جس سے اُس کا باپ ناراض ہے۔ اُس سے اُس کا خدا بھی ناراض ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وچ قرآن دے آوے
ماں پیو نال کرنی نیکی حکم اللہ فرما وے

میری بہنو:

والدین کی جو خدمت نہ کرے اُسے حضور ﷺ نے اپنی پیاری پیاری زبان سے بد بخت کہا ہے۔ اس لیے والدین کی خدمت کر کے بدبختی سے بچنا چاہیے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ اے حبیب ﷺ جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے اور وہ آپ پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ بدبخت انسان ہے۔

میری بہنو:

اب تو لوگ درود شریف پڑھنے پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ خدا اور خدا کے رسول کو پیارا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے عائشہ صدیقہ وہ شخص قیامت کے روز بدقسمت ہوگا۔ جو میرا چہرہ نہ دیکھ سکے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ وہ بدبخت اور بدقسمت کون ہوگا؟

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو مجھ پر درود نہ پڑھنے والا ہوگا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کون ہے جو قیامت کے روز میرے قریب ہونا چاہتا ہے۔ تمام صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سب آپ کے قریب ہونا چاہتے ہیں۔ یہ سُن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ سنو! قیامت کے دِن میرے وہ زیادہ قریب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوگا۔

میری بہنو:

ایک بار درود شریف پڑھیں تو دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اس لیے جب بھی حضور ﷺ کا نام سُنو تو درود شریف پڑھا کرو۔ چاہے حضور ﷺ کا نام نعت شریف میں آیا یا باتوں کے درمیان آئے۔ تقریروں کے دوران آئے یا اذان کے اندر آئے۔ اس سے آپ بدبختی سے بچ جائیں گی۔

وہ ہے سچا اور سچ کے سوا بولتا نہیں
جب تک نہ کہے اُس کو خدا، بولتا نہیں
بدقسمت ہے وہ انسان کہ اُن کا نام
سُنتا ہے مگر صلِّ علیٰ بولتا نہیں

میری بہنو:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ جب میں منبر پر بیٹھنے لگا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ اے حبیب اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کی عمر میں ماہِ رمضان آجائے اور وہ خدا کو راضی کر کے جنت حاصل نہ کرے تو وہ بھی بدبخت انسان ہے۔ میں نے کہا آمین۔

میری بہنو:

ماہِ رمضان میں چونکہ شیطان قید ہوتا ہے اس لیے جی بھر کے قرآن کی تلاوت کرو۔ نفل پڑھو۔ سجدے کرو۔ دُعائیں مانگو۔ ذکر کرو۔ صدقہ خیرات کرو ہر اچھی محفل میں شرکت کرو۔ روزے افطار کرائیں۔ اس سے خداوند کریم راضی ہوگا اور تمہارا ٹھکانہ جنت میں بن جائے گا۔ ایک بات ضرور یاد رکھیں کہ جب بھی روزے افطار کرائیں تو افطاری سے قبل ختم شریف ضرور پڑھ لیا کریں اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھائیں۔

میری بہنو:

یہ روزے ہم پر کیوں فرض کئے گئے ہیں۔قرآن پاک خود فرماتا ہے کہ

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ

اب پرہیز گار کا کیا مطلب ہے؟اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے ظاہر اور باطن کو صاف کرلو۔نیت کے مطابق اور عمل کے مطابق نیت کو درست رکھو۔اپنے اندر سے شیطان کے وسواس نکال کر رحمان کی تلاش کا جذبہ بیدار کرو۔ایمان کو مقدّم جانو۔آخرت کی فکر کرو۔دھوکا،غیبت،چغلی،گالی اور جھوٹ سے بچو!

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔جب تم روزے کی حالت میں ہو اور تمہیں کوئی گالی دے یا جھگڑا کرے تو کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔بعض لوگ بھوکے پیاسے رہتے ہیں ان کو روزے کا ثواب نہیں ملتا۔کیونکہ وہ جھوٹ بولنا ، غیبت کرنا اور دھوکا دینا نہیں چھوڑتے۔

میری بہنو:

روزہ صرف یہی نہیں کہ بھوک اور پیاس سے رہا جائے۔نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضاء کا روزہ ہوتا ہے۔آنکھوں کا روزہ بھی ہے۔کانوں کا روزہ بھی ہے۔آنکھوں سے نامحرم کو نہ دیکھا جائے۔کانوں سے گانے وغیرہ نہ سُنے جائیں۔زبان کا روزہ ہے کہ جھوٹ اور چغلی سے بچا جائے۔ہاتھوں اور پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ

ان سے کوئی ایسا کام نہ لیا جائے جو شریعت کے خلاف ہو۔

ایک بار ایک عورت نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ میری ہمسائی روزے بھی رکھتی ہے۔ نمازیں بھی پڑھتی ہے۔ مگر وہ گالیاں دیتی رہتی ہے۔ ہمیں ستاتی رہتی ہے۔ جھگڑا کرتی رہتی ہے۔ اس سے اُس کے ہمسائے اَمن میں نہیں ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ وہ عورت جہنمی ہے۔

میری بہنو:

روزے رکھ کر برائیوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔ اس لیے فرمایا روزے تُم پر فرض کیے تا کہ تُم پرہیز گار بن جاؤ۔

پیاری بہنو:

رمضان کے مہینے میں ایک عبادت **اعتکاف** بھی ہے۔

حضور ﷺ ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ اعتکاف کا مطلب ہے کہ رمضان المبارک کے بیسویں روزے کی عصر سے لے کر چاند نکل آنے تک مرد مسجدوں میں اور عورتیں گھروں میں ایک مخصوص جگہ بنا کر قیام کریں اور بلا ضرورت وہ جگہ نہ چھوڑیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ جو اعتکاف کرے اُسے کتنا ثواب ملتا ہے۔؟ حضور ﷺ نے جواب دیا اے میرے

صحابہ اُس کے نامہ اعمال میں دو حج اور دو عمرے لکھے جاتے ہیں۔ ﴿سبحان اللہ﴾

اعتکاف کرنے والا اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔ اور میزبان اپنے مہمان کو کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی رہے۔ اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہے۔ ایسے ہی اعتکاف والے سے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ اے میرے مہمان مانگ جو مانگنا ہے۔ تجھے عطا کیا جائے گا۔

اعتکاف کرنے والا ایسے ہوتا ہے کہ جیسے ایک فقیر اپنے آقا کے دَر پر آکر بیٹھ جائے اور صدا لگاتا رہے۔ تو ایک دِن آقا خود پوچھتا ہے کہ اے میرے دَر پر آنے والے تجھے کیا چاہیئے؟

آپ نے فرمایا۔ اعتکاف کرنے والے کی ہر دُعا قبول ہوتی ہے۔ اس کا کھانا بھی عبادت ہوتا ہے۔ پہننا بھی عبادت ہوتا ہے۔ سونا بھی عبادت ہوتا ہے۔ اس لیے میری بہنو۔ اگر خدا توفیق دے تو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

میری بہنو:

اس ماہِ رمضان میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے۔ کہ جس کا ثواب ہزار ماہ کی عبادت سے بھی زیادہ ہے۔ وہ رات قدر کی رات ہے۔ جس کے بارے میں قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

بے شک ہم نے قرآن قدر کی رات میں نازل کیا۔

پیاری بہنو:

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں ارشاد فرمایا۔اے میرے پیارے صحابہ۔سنو! بنی اسرائیل میں ایک شخص گزرا ہے۔جس کا نام شمعون تھا۔اُس نے اسّی سال تک دِن کو روزہ رکھا اور جہاد کیا۔رات کو کھڑے ہو کر عبادت خداوندی میں مگن رہا۔ پھر وہ آخری عمر میں شہید کیا گیا۔اُس کا مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہو گیا۔

یہ سُن کر صحابہ کرام کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہماری تو عمریں قلیل ہیں۔ہم اُس مجاہد جیسی عبادت نہیں کر سکتے۔وہ تو ہم سے بڑھ گیا۔ہمارا کیا حال ہو گا۔یہ سُن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اللہ تعالیٰ کے بندو گھبراؤ نہیں ماہِ رمضان میں ایک رات ایسی ہے۔جو ہزار مہینوں سے بھی افضل و بہتر ہے۔

لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

کہ قدر کی رات ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔

میری بہنو:

ہزار مہینے سے بہتر خداوند کریم نے فرمایا۔اب نہ جانے یہ کتنی بہتر ہے۔
مطلب یہ ہے کہ یہ رات جس کو مل جائے گی اُس کا بیڑا پار ہو جائے گا۔

فرمایا یارسول اللہ ﷺ یہ کونسی رات ہوتی ہے؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو اکیسویں (21) تئیسویں (23) پچیسویں (25) ستائیسویں (27) انتیسویں

(29) رات میں تلاش کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ قدر کی رات کونسی ہوتی ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا۔ ستائیسویں (27) رمضان المبارک لیلۃ القدر ہے۔

میری بہنو:

اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے کھل جاتے ہیں۔ فرشتے جبرائیل علیہ السلام اور رسولوں کی ارواحِ مقدسات زمین پر تشریف لاتی ہیں۔ حضرتِ جبرائیل علیہ السلام اپنے پَر پھیلاتے ہیں۔ جس کے سَر پر پھیر دیتے ہیں وہ جہنم سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اس ماہ زیادہ سے زیادہ توبہ کرنی چاہیئے۔ نوافل ادا کریں۔ صدقہ و خیرات ادا کریں۔ بیمار کی عیادت کریں۔ ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہیں۔ پھر ہی خداوند کریم کی رضا حاصل ہوگی اور ہزار مہینے سے زیادہ ثواب ملے گا۔ بخشش ہو جائے گی۔ تُم جنت کی حقدار بن جاؤ گی۔ جہنم سے نجات حاصل کر جاؤ گی۔

میری بہنو:

اس رات صلوٰۃ التسبیح کی نماز بھی افضل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی صلوٰۃ التسبیح کی نماز ادا کرے تو اگر اُس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ ﴿سبحان اللہ﴾

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں ماہِ رمضان کی برکات سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

رمضان دا مہینہ بڑیاں برکتاں لیایا اے
اللہ دا مہینہ ایہنوں آقا فرمایا اے
دوزخاں دے در بند جنتاں دے کھلدے
شیطاں مردود تائیں قید وچ پایا اے
بختاں نوں رووے نالے سڑے وچ اگ دے
جہنے اے مہینہ وچہ عیش دے لنگایا اے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
عید الفطر کے دن جس نے عید کے بعد تین سو مرتبہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

مرنے والوں کی ارواح کو ثواب بھیجا
تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں
جب پڑھنے والا مرے گا
تو اُس کی قبر میں بھی ایک ہزار انوار داخل ہوں گے

تقریر نمبر﴿16﴾

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمُ o اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ

ہمیں چلا سیدھے راستے پر اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہوا۔

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دُنیا بنانے پر قادر ہے اور دُنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں۔ اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہو سکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
مگر ربّ کائنات کی تعریف ختم نہ ہو گی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک دَر دَر کی
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں، سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب وسینہ، امام الانبیاء و امام المرسلین، شب اسریٰ کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آ جاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

درود و سلام کا ہدیہ بارگاہِ رسول اکرم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ میں کہ جن کی اُ[illegible]داوند کریم نے ہمیں پیدا فرمایا۔ یہ رمضان المبارک کا مبارک

مہینہ ہے۔ یہ خدا کا مہینہ ہے یہ صبر کا مہینہ ہے اس میں روزے رکھ کر اور گناہوں سے معافی مانگ کر مسلمان خدا کے مقرب بن جاتے ہیں۔ ہمیں بھی خدا کی توفیق سے روزے رکھنے کا موقع مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور تمام بہنیں دعا کریں کہ یہ رمضان کا مہینہ ہم سے راضی خوشی جائے۔ میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہوا۔

میری بہنو!

اس مہینے کی تین تاریخ کو حضور کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہرا کا وصال ہوا عورتوں کو چاہیے۔ کہ ان کے راستے پر چل کر اپنی زندگی گذاریں تا کہ ہماری آخرت سنور جائے۔

1- **حضرت فاطمہؓ کون ہیں** ۔ جو حضور ﷺ کی آغوش میں پلی۔ آپ کی صحبت نے انھیں کامل بنا دیا۔

2- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی پہلی بیوی تھیں۔ جن کی چار بیٹیاں تھیں۔ زینبؓ، اُمِ کلثومؓ، رقیہؓ، اور فاطمہؓ۔ حضرت فاطمہؓ کی عمر ابھی پانچ برس کی تھی کہ حضرت خدیجہ بیمار ہو گئیں۔ قدرتی طور پر ماں باپ کو چھوٹی اولاد سے زیادہ پیار ہوتا ہے اس لیے حضرت خدیجہ کو حضرت فاطمہ سے بہت پیار تھا۔ بیماری جب لمبی ہو گئی تو حضرت فاطمہ کو بلوایا اور اپنے سینے سے لگا لیا۔

کول سَد کے سینے دے نال لا کے ہنجو ڈولدی وال سنوار دی اے
ماں بیٹی دی نال اشاریاں دے ہندی گفتگو راز پیار دی اے
گھٹ گھٹ مل لے دھیئے ماں تائیں ملاقات اے آخری واردی اے
سرتے گھڑی وچھوڑے دی کوکدی سی ماں بیٹی ول نظرا ُولار دی اے

حضرت خدیجہ نے بیٹی کو پیار کیا اور عرض کیا یارسول اللہ میری بیٹی کا خیال رکھنا اسے رونے نہ دینا۔ اسے پیار کرنا۔ اس کی ہر خواہش پوری کرنا۔ میری بیٹی کی ایسی تربیت کرنا کہ دنیا والوں کے لیے مثال بن جائے۔ اتنا کہا اور حضرت خدیجہ نے اپنی روح حضرت عزرائیل کے سپرد کر دی۔ حضرت فاطمہ ماں کے کلیجے سے لگ گئی۔ اور کہا لماں۔ اب کس کے سینے پہ فاطمہ سوئے گی۔ اب اماں مجھے کون پیار کرے گا۔ سرکار دوعالم حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا بیٹی فاطمہ گھبرا نہیں۔ یہ رحمتوں والی گود تیرے لیے حاضر ہے۔ حضرت خدیجہ جو حضور کی غم گسار بیوی تھیں۔ دکھ میں سکھ میں ہر طرح کے موقع پر ساتھ رہیں۔ اب جدا ہو رہی تھی۔ سرکار مدینہ ﷺ نے حضرت فاطمہ کو کندھے پر سوار کیا ہوا تھا۔ قبرستان گئے۔ حضور نے فاطمہ کی ماں کو قبر میں اُتارا اور فرمایا۔ اے لوگو۔ یہ وہ بیوی ہے کہ لوگوں نے کفر کیا اس نے میرا کلمہ پڑھا۔ لوگوں نے دکھ دیئے اس نے دلاسہ دیا لوگوں نے مال چھینا۔ اس نے مجھے مال دار کر دیا۔ اے لوگو یہ بیوی مجھے غمگین کر گئی۔ یہ کہہ کر آپ نے حضرت فاطمہ کو سینے سے لگا لیا۔

بنا تربت خدیجہ کی امام الانبیاء آئے
تبھی افلاک نے بھی دیکھ کر تھے اشک برسائے

گھر میں آئے حضرت فاطمہ کا یہ حال تھا

جنابِ فاطمہ زہرہ کو امی یاد آتی تھی
تو فوراً دوڑ کر گودِ نبی میں چھپ وہ جاتی تھی
نبی اللہ بڑے غمگین تھے اُس کی جدائی میں
کہ جن کی خدمتوں کی دُھوم ہے ساری خدائی میں

میرے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت نے پانچ نمازیں پڑھیں۔ رمضان کے روزے رکھے اور خاوند کی خدمت کی۔ اُسے جنتی ہونے کی بشارت دو۔ سب عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوند کی خدمت کیا کریں۔

میری بہنو!

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کی بہت اچھی تربیت کی۔ قرآن حفظ کرواتے۔ نماز کا سبق دیا۔ صبر، شکر، ریاضت، شرافت، سخاوت، عبادت، امانت، دیانت، وفا، حیا، پردہ داری۔ غم خواری۔ تقویٰ۔ علم قرآن اور عمل میں فیضان کا دریا بہا دیا۔ ایک روز میرے رسول عربی خانہ کعبہ کے قریب نماز ادا فرما رہے تھے کہ ایک کافر نے سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی پیٹھ رکھ دی۔ حضرت فاطمہ کو معلوم ہوا تو دوڑی آئی اور اوجھڑی کو ہٹایا اور کہا اے کافرو! ایسے انسان کو ستاتے ہو۔ جو تمہیں ایک خدا کی عبادت کا سبق دیتا ہے۔ جو تمہیں شراب سے منع کرتا ہے۔ جو کہتا ہے اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن نہ کرو۔ جو کہتا ہے۔ نیک بن جاؤ۔ بُرے کام چھوڑ دو۔ یہ کہہ کر حضور کی آغوش میں بیٹھ گئی۔ سرکار دو عالم نے ماتھا چوم

لیا۔حضور نے مدینہ کو ہجرت فرمائی ۔دو ہجری کو حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے ہوا۔خود حضور ﷺ نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔

خطبہ پڑھا نبی نے جو حمد و ثنا کے ساتھ
آئے ملک بھی۔نعرہ صلی علی کے ساتھ
دل خوش ہوئے جو عقد علی و بتول سے
حق سے ملا ثواب تو مُجرے رسول سے

حضور نے حضرت عائشہ اور اسماء سے کہا فاطمہ کو رخصت کرو اور خود دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے۔سینے سے لگایا اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ تیری ماں حضرت خدیجہ ہوتیں۔اپنے ہاتھوں سے رخصت کرتی۔مگر اب تیرا باپ رخصت کرے گا۔سر پر پاکیزگی کی چادر تھی۔آنکھوں میں آنسو تھے۔سرکار دو عالم نے سر پر کملی کا سایہ کیا ہوا تھا۔جنت کی حوریں گیت گا رہی تھیں۔فرشتے محو حیرت تھے۔یہ دیکھو رسول کی بیٹی بتول علی کے گھر میں کس شان سے جا رہی ہیں۔کتنی خوش نصیب ہے کہ رسول خدا خود اپنی آغوش میں لیے محبت کی نگاہ سے رحمتیں نچھاور کرتے ہوئے بیٹی کو رخصت کر رہے ہیں۔

میری بہنو!

ذرا غور کرو کہ حضور ﷺ نے اپنی بیٹی کو جہیز میں کیا دیا۔اگر میرے رسول چاہتے تو سونا اور چاندی دے دیتے۔ریشم کے کپڑے دیتے۔بے شمار سامان دیتے۔مگر رحیم کریم رسول کو اپنی اُمت کا اتنا خیال تھا کہ غریبوں، مسکینوں کا

خیال کرتے ہوئے وہ جہیز دیا۔ جو ہر ماں اپنی بیٹی کو دے سکے۔ تو کیا جہیز دیا سنو۔

ایک چادر سترہ پیوند کی
مصطفیٰ نے اپنی دختر کو جو دی
ایک توشک جس کا چمڑے کا غلاف
ایک تکیہ ایک ایسا ہی لحاف
جس کے اندر اُون نہ ریشم روئی
بلکہ اس میں چھال خُرمے کی بھری
ایک چکی پیسنے کے واسطے
ایک مشکیزہ تھا پانی کے لیے
ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں
نقری کنگن کی تھی جوڑی ہاتھ میں
اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا
ایک جوڑا بھی کھڑاواں کا دیا
شہزادی سیّد کونین کی
بے سواری ہی علی کے گھر گئی

میرے رسول نے فرمایا اے بیٹی فاطمہ اپنے گھر جا کر خاوند کی وہ خدمت کرنا کہ مثال بن جائے۔ حضرت فاطمہ جب حضرت علی کے گھر گئی۔ تو سارے کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھی۔ چکی پیس کر آٹا بناتی۔ روٹی پکاتی۔ مشکیزہ اُٹھا کر کنوئیں

سے خود پانی لاتی۔ حضرت علی کی ہر خوشی کا خیال رکھتیں۔ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں نشان بن گئے تھے۔

ایک بار مدینہ منورہ میں کچھ غلام اور لونڈیاں آئیں۔ حضرت علی نے کہا اے فاطمہ اپنے باپ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور کہو یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی ایک غلام یا لونڈی عنائیت فرمائیں۔ تاکہ کام کاج میں آسانی ہو حضرت علی کے کہنے پر حضرت فاطمہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔ ابا جان میرے ہاتھوں میں چھالے پڑے ہوئے ہیں۔ چکی اب ان ہاتھوں سے مشکل چلتی ہے۔

اگر کرم سے لونڈی جو مل جائے تو مجھے بھی کچھ آسانی ہو جائے۔ حضور نے سنا تو حضرت فاطمہ کا ماتھا چوم لیا اور فرمایا بیٹی یہ غلام اور لونڈیاں مدینہ کی غریب عورتوں کیلئے ہیں۔ اس لیے رسول کی بیٹی کو خود ہی گھر کا کام کرنا ہوگا۔

اور پھر فرمایا نبی نے میری جاں
تیری خاطر کوئی لونڈی نہ یہاں
بیٹی کرنا ذکر اللہ بالیقیں
چلانے چکی آئے گا روح الامیں

فرمایا......بیٹی ہر نماز کے بعد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ	33 بار
سُبْحَانَ اللّٰہِ	33 بار
اَللّٰہُ اَکْبَرُ	34 بار

اور ایک بار دوسرا کلمہ پڑھا کرو۔ تیری چکی حضرت جبرائیل چلانے آئیں گے۔

حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت فاطمہ کے گھر گیا دیکھا کہ حضرت فاطمہ حسن اور حسین کو قرآن کی لوری سنا رہی تھی اور چکی خود بخود چلتی ہے میں حیران رہ گیا اور حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا تو حضور نے فرمایا میری بیٹی کی چکی حضرت جبرائیل چلانے آتے ہیں۔ (سبحان اللہ)

یہ شان ہے حضرت فاطمہ زہراؓ کی۔...... ☆ ایک دن حضور نے مسجد نبوی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیٹی کی شادی کا ذکر کیا کہ اس کا لباس ریشم کا تھا۔ جوتے پر ہیرے جڑے تھے۔ شادی میں تمام جاندار حاضر تھے۔ جنوں نے پالکی اُٹھائی۔ زیور سونے کے اتنے تھے کہ سونا ہی سونا نظر آتا تھا۔ کئی روز تک چراغاں کیا گیا اور ایک ایسا محل دیا گیا۔ جس کی دیواریں زمرد اور سرخ پتھر سے بنی تھیں۔ سنگ مرمر کا فرش تھا۔ ہر طرف شیشے لگے ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ نے یہ سب کچھ سنا تو گھر آئے۔ حضرت فاطمہؓ سے سارا واقعہ کہا۔

یہ سن کر حضرت فاطمہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہ ایک میں سید الانبیاء کی بیٹی ہوں۔ کہ غربت کی زندگی ہے۔ مکان کچا ہے۔ یہ سوچتے سوچتے سو گئی۔ خواب میں دیکھا کہ خوشبودار ہوا آتی ہے۔ ایک لڑکی حضرت فاطمہ کو پنکھا جھل رہی ہے۔ حضرت فاطمہ نے پوچھا۔

اے لڑکی تو کون ہیں۔؟

اس نے کہا بیٹی ہوں حضرت سلیمان کی
اور باندی فاطمہ ذی شان کی
جو ہے دختر نبیوں کے سلطان کی
باندی ہوں مشکور ہوں رحمان کی

صبح بیدار ہوئی تو حضور تشریف لائے۔ فرمایا بیٹی خواب تو سُنا۔ حضرت فاطمہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ...... اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اُس نے مجھے اتنا نوازا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں۔ کہ اُسے دُنیا ملی اور مجھے دین دیا اور خدا کے حضور عرض کرتی ہوں۔ اے میرے باری تعالیٰ یہ رات اتنی لمبی کر دے کہ تیری بندی تیری عبادت دل کھول کر کرے۔ ابھی میرے دو نفل بھی پورے نہیں ہوتے کہ تیری رات ختم ہو جاتی ہے۔ آپ خود بھی تہجد پڑھتیں اور اپنے بچوں کو بھی تہجد کے وقت ساتھ بیٹھا لیتیں تھیں۔

ایک بار حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ بیمار ہوئے تو آپ نے نذر مانی کہ میرے بیٹوں کو شفا ہو تو ہم تین روزے رکھیں گے۔ تو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے روزہ رکھا جب افطاری کا وقت آیا تو جو کے آٹے کی دو روٹیاں پکائیں کہ ان سے روزہ افطار کریں گے کہ اتنے میں دروازے پر ایک مسکین نے صدا دی کہ میں مسکین ہوں۔ مجھے کچھ کھانے کو دو۔ حضرت فاطمہؓ نے سارا کھانا اس مسکین کو دے دیا۔

اُٹھا کے کھانا دے دیا نامِ خدا
افطار روزہ پانی سے ہی کر لیا

دوسرے دن پھر روزہ رکھا حضرت علی مزدوری کر کے کچھ جو لے کر آئے اب کھانا تیار کیا۔ جب افطار کا وقت آیا تو ایک یتیم نے صدا لگائی کہ میں یتیم ہوں اللہ کے لیے مجھے کھانا کھلاؤ۔

اُٹھا کے کھانا دے دیا نامِ خدا
افطار روزہ پانی سے ہی کر لیا

تیسرے روز روزہ رکھا اور کھانا تیار کیا۔ افطار کے وقت ایک اسیر نے صدا لگائی کہ میں اسیر ہوں۔ بھوکا ہوں۔ آپ نے سارا کھانا اُسے دے دیا۔

اُٹھا کے کھانا دے دیا نامِ خدا
افطار روزہ پانی سے ہی کر لیا

حضرت جبرائیل حضور اکرم ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور حضرت فاطمہ کی تعریف میں قرآن کی آیت نازل فرمائی۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝

اور کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت میں مسکین کو یتیم کو اور قیدی کو۔

اہل بیت کا گھرانہ سخی گھرانہ ہے۔ جن کے صدقے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا۔ اور اپنی رحمتوں کی آغوش میں لے لیا۔

خود بھوکے رہ کر اوروں کو کھلاتے تھے کتنے سخی تھے محمد ﷺ کے گھرانے والے

میری بہنو!

ہمیں بھی اپنا طریقہ بنالینا چاہیے۔ کہ اگر کوئی سائل آجائے تو اُسے خالی نہ لوٹانا چاہیے۔ کیونکہ اللہ کے نام پہ مانگنے والے کو دینا بہت بڑا ثواب ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ بھوکے کو کھانا کھلانا پیاسے کو پانی پلانا۔ بیمار کی عیادت کرنا۔ یہ کام ایسے ہیں کہ خداوند کریم کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ایک بار حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے پوچھا اے میرے صحابہ بتاؤ عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے۔ حضرت فاطمہ نے حضرت علی کو جواب دیا کہ وہ غیر مَرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اُسے دیکھے حضرت علی نے جا کر حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ کی بیٹی نے یہ جواب دیا ہے آپ فوراً تشریف لائے اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ تیرا جواب سب سے اعلیٰ ہے۔ واقعی عورت کی سب سے بڑی خوبی یہی ہیں۔

میری بہنو!

حضرت فاطمہ نے اسی خوبی کو اپنائے رکھا اور ثابت کر دیا کہ وہ ایک عظیم عورت ہے یہی صفات تھیں کہ ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز میدان محشر میں فرشتہ آواز دے گا کہ محشر کے لوگو اپنی نظریں نیچی کرلو۔ مصطفےٰ کریم کی بیٹی فاطمہ گزرنے والی ہے۔ تاکہ پردے کی لاج رہ جائے۔

روزِ محشر جس کی آمد پہ نظریں جھکیں
اُس سیدہ خاتونِ جنت پہ لاکھوں سلام

ایک بار حضور اکرم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے حضرت فاطمہ نے حضرت کے پیارے پیارے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ حضور نے اپنی پیاری بیٹی کا ماتھا چوم لیا اور فرمایا بیٹی آج میں تجھے لینے آیا ہوں۔ چلو میرے ساتھ چلو اور اپنی اماں حضرت خدیجہ کی چکی چلا کر دکھا دو۔ میرے گھر میں بھی رونق آجائے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ علی گھر میں نہیں ہیں۔ اُن کی اجازت کے بغیر نہیں جاؤں گی۔ حضور ﷺ مسکرائے۔ اور حضرت علی کو لیکر آئے اور حضرت علی نے جانے کی اجازت دے دی جب حضرت فاطمہ جانے کیلئے تیار ہوئی تو عرض کیا ابا جان میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتی ہوں تو حضور نے فرمایا بیٹی جو سوال تیرے دل میں ہے۔ وہ جلدی کر پریشان نہ ہو۔ تیری پریشانی میری پریشانی ہے۔ اے فاطمہ جس نے تجھ کو دکھ دیا۔ اُس نے مجھ کو دکھ دیا اور جس نے مجھے دکھ دیا۔ اُس نے اللہ کو ناراض کیا۔

میری بیٹی آج کیوں حیران ہے
آج کیا دل میں تیرے دھیان ہے
تیرا بابا نبیوں کا سلطان ہے
تیرا شوہر منبعِ فیضان ہے
میری بیٹی صبر کی بُرہان ہے
مانگ بیٹی دل میں جو گمان ہے

حضرت فاطمہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ سونا چاندی نہیں مانگتی ریشمی پوشاک نہیں مانگتی۔محل مینارے نہیں مانگتی۔ہیرے جواہرت کی طالب نہیں۔ صرف یہ کہتی ہوں کہ آج میں آپ کے آگے آگے چلوں گی۔حضور نے فرمایا میرے پیچھے تو انبیاء چلتے ہیں۔میرے پیچھے رسول چلتے ہیں۔سارا زمانہ میرے پیچھے چلتا ہے۔اور تو میرے آگے آگے چلے گی۔آخر کیوں یہ خیال آیا۔حضرت فاطمہ نے عرض کیا۔یارسول اللہ......

طے کروں جب یہ سارا فاصلہ
میرے پیچھے آپ ہوں اور مرتضےٰ
دل میں آیا اس لیے یہ مدعا
تاکہ ظاہر نہ ہو میرا نقش پا

عرض کیا یارسول اللہ میں مدینے کی گلیوں میں چلوں گی تو میرے پاؤں کے نشان پر آپ کا پاؤں آجائے گا اور آپ کے پاؤں کے نشان پر علی کے پاؤں آئیں گے اس طرح میرے پاؤں کے نشان پر دوہرے پردے آجائیں گے۔میں نہیں چاہتی کہ کوئی یہ بھی کہے کہ یہ فاطمہ کے پاؤں کا نشان ہے۔(سبحان اللہ)

یہ سن کر حضور ﷺ نے فاطمہ کو سینے سے لگالیا اور فرمایا۔

فاطمہ کی پردہ داری کو سلام
مصطفےٰ کی بیٹی پیاری کو سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی آمد پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور ماتھا چوم لیتے تھے۔ دن ماں کی بیٹی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا پیار تھا۔ کہ آسمانوں کے فرشتے بھی رَشک کرتے تھے۔

دِھی لاڈلی جدوں سی ملن اَوندی
نبی [illegible] کھڑے [illegible] ہوندے سی
[illegible]تھا چمدے نال پیار [illegible]ضرت
[illegible]سفت خد[illegible] توں وَدھ فرماوندے سی
ہتھ چمدی فاطمہ نور والے
بابل جدوں تشریف لیاوندے سی
باپ دِھی ولے دھی باپ ولے
دیکھ دیکھ پیاس بجھاوندے سی

جب حضور بیمار تھے اور وصال کا وقت قریب تھا۔ حضرت عزرائیل ایک عرابی کی شکل میں آئے۔ دروازے پر دستک دی۔ حضرت فاطمہ نے کہا اے عرابی واپس چلا جا میرے ابا جان کی طبیعت ناساز ہے۔ حضرت عزرائیل واپس چلے گئے۔ پھر آئے پھر حضرت فاطمہ نے واپس کر دیئے۔ جب تیسری بار آئے تو حضور نے ارشاد فرمایا بیٹی فاطمہ اسے آنے دو یہ وہ ہے۔ جو ماؤں سے بچے چھین لیتا ہے۔ بہنوں سے بھائی جدا کر دیتا ہے۔ بیٹی سے باپ کو جدا کرنے آیا ہے۔ یہ عزرائیل

ت۔ یہ سنا تو حضرت فاطمہ زار و قطار رونے لگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی رو نہیں۔ سب سے پہلے جنت میں تو ہی میرے پاس آؤ گی۔

حضرت فاطمہ حضور ﷺ کے سرہانے کھڑی روتی ہے۔ اور کہتی ہے۔

اِک واری تے کھول مازاغ چشماں
اپنی لاڈلی دا دیکھو حال بابل
اَج او کھڑی سرہانے پئی وِلکدی اے
کر دے سو جس دا استقبال بابل
میرا آخری اِک سوال منوں
مینوں لے چلو اپنے نال بابل
ہتھیں فاطمہ نوں پہلے دفن کریو
چمکے تُساندا سدا اقبال بابل

میری بہنو!

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد کسی نے حضرت فاطمہ کو مسکراتے نہ دیکھا۔ بلکہ چھ ماہ تک برابر روتی رہی۔ آخر آپ کی طبیعت خراب ہوگئی۔ آپ نے حضرت علی کو اپنے پاس بلایا اور اُن کے سامنے اپنے شہزادوں سے فرمایا آ کر میرے سینے سے لگ جاؤ۔ خوب خوب پیار کیا ان کی زلفیں سنواریں۔ اچھے کپڑے پہنائے اور کھانا کھلایا۔ پھر فرمایا کہ شہزادو جاؤ۔ نانا جان کے روضے پر سلام کر کے آؤ۔

پھر حضرت علیؓ سے عرض کیا۔ اے میرے سرتاج چند میری باتیں سن لیں پہلی بات یہ ہے کہ اگر مجھ سے کوئی خطا ہوئی ہو تو مجھے معاف کر دینا۔ میں آپ کی پوری طرح خدمت نہ کر سکی۔ میرے دل میں یہ ارمان رہے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرے بعد میرے شہزادوں امام حسن اور امام حسین کا خیال رکھنا۔ میری بیٹی زینب کا خیال رکھنا۔ اگر روئیں تو چپ کرا دینا۔ اپنی گود ان کے لیے ہر وقت کھلی رکھنا۔ ان کو اداس نہ ہونے دینا۔ اُن کے کھانے پینے کا خیال رکھنا۔ ان کو میں نے قرآن کی لوری سنا کر پالا ہوا ہے۔ خیال رکھنا ان کی صبح کی تلاوت اور نماز پنج وقت کی قائم رہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ میں پردے میں ایک مثال بن کر جا رہی ہوں ۔ اس لیے جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ رات کے وقت قبرستان لیکر جانا اور پالکی بنا لینا۔ تاکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ فاطمہ کا قد کتنا ہے۔ خدا کیلئے میری اس وصیت پر ضرور عمل کرنا۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا۔ رمضان المبارک کی تین تاریخ تھی اور حضرت فاطمہؓ کے وصال کا وقت قریب آ رہا تھا۔ حضرت علیؓ سے کہا۔ ابھی میں نے خواب میں ابا جان کو دیکھا ہے کہ جنت میں کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں تو حضور نے فرمایا میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کا انتظار کر رہا ہوں۔ اس لیے آپ میرے کمرے کا دروازہ بند کر دو تاکہ میں جی بھر کر اپنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکوں اور اسی وقت دروازہ بند کر دیا گیا۔ حضرت فاطمہ نے قرآن شریف کی تلاوت شروع کر دی اور اسی طرح تلاوت کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اتنے میں حضرت امام حسن اور امام حسین گھر آئے دروازہ کھول کر اماں فاطمہ کے سینے سے لگ گئے اور کہا اماں بولو اماں کوئی بات کرو مگر حضرت فاطمہ اللہ کو پیاری ہو چکی۔ دونوں دوڑے دوڑے

حضور کے روضے پر گئے اور کہنے لگے

قرآن دی لوری دیون والی رُس گئی اَج بابا
نعمت ماں دے قدماں والی کھُس گئی آج بابا
نانا جان تہاڈی بیٹی ساڈے نال نہ بولے
ﷲ جانے کی تقصیراں ہوئیاں کی مندے بول اساں بولے

حضرت علی تشریف لائے اور دونوں شہزادوں کو پیار کیا۔ گھر لائے اور فرمایا اے میرے بیٹو صبر کرو۔ اب تمہاری اماں جنت میں جانے والی ہے۔ اور تمہارے نانا جان کے پاس جانے والی ہے۔ رات کو آپ کا جنازہ اُٹھایا گیا۔ مدینے میں کہرام برپا تھا عورتیں، بچے، مرد تمام کے تمام رو رہے تھے۔ مدینے کی گلیاں رو رہی تھیں۔ جنت البقیع میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

آپ کی زندگی سے سبق حاصل کر کے ان کی طرح اولاد کی تربیت کریں۔ انہیں کی طرح شوہر کی خدمت کریں۔ انھیں کی طرح پردے کی پابندی کریں۔ خداوند کریم ہم سب کو حضرت فاطمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کیہڑی عورت اے وِچ کونین جس نے
زہرا وانگ پائی شانِ جلی ہووے
جس دے پُتر حُسنین جیے لال ہون
تے سَرتاج جس دا مولا علی ہووے
اپنے ہتھاں دے نال پیں چکی
نال چھالیاں دے بھری تلی ہووے

کیہڑی شہنشاہ زادی اے گھر جس دے
کئی کئی دن تک اَگ نہ بلی ہووے
پَردہ ایناں کہ جس دی زمیں نے وی
کدی ویکھی نہ پیراں دی تلی ہووے
صائم کون پہنچے اُسدی شان تائیں
جو رسول ﷺ دی گود وِچ پلی ہووے

میری بہنو!...... صلوٰۃ وسَلام کے لیے سب ادب سے کھڑی ہو جائیں

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سَلام
سیدہ زہرا، طیبہ طاہرہ
جان رحمت کی راحت پہ لاکھوں سلام
جن کے پردے پہ نازاں ہیں حورو ملک
اس کے پردے کی حرمت پہ لاکھوں سلام
روز محشر جس کی آمد پہ نظریں جھکیں
اس سیدہ خاتون جنت پہ لاکھوں سلام
مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سَلام

○وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن○

تقریر نمبر ﴿17﴾

فضیلتِ علم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمْ o اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا o

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیّ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیِّ الْکَرِیْمُ ﷺ

تمام بہنیں مل کر حضور پرنور شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفٰی ﷺ پر درود و سلام پیش کریں۔

عرض کریں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

میری بہنو!

سب تعریف اُس خالق کائنات کے واسطے۔ جس نے عرش وفرش کو سجایا مکاں ولامکاں کو بنایا جن وانس کو پیدا کیا۔ جو ساری کائنات کا واحد مالک وخالق اور رازق ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس کی ذات وحدہ لاشریک ہے۔ درود و سلام کا ہدیہ آقائے کل مختارِ کل، عقل کل، علمِ کل، انوارِ کل، اظہارِ کل، دانائے سُبل ختم الرسل حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جن کی امت بنا کر ہم پر بہت بڑا احسان فرمایا۔

☆ میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے۔ اور اُن کی تربیت ہو رہی تھی۔ جب آپ کا قالب تیار ہوا تو فرشتوں کو حیرانی ہوئی کہ یہ مٹی اور ہوا۔ آگ اور پانی کے عناصر سے بننے والا اللہ کا خلیفہ ہم سے کس طرح ممتاز ہوگا۔ اُن کی حیرانی دُور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کل شئی کا علم سکھا دیا۔

قرآن پاک نے فرمایا!

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَ سْمَآ ءَ كُلَّهَا ۝

اور آدم کو کل شئی کا علم دیا

احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا نام، ماہیت، کیفیت، عناصر، فائدہ، نقصان کا علم دیا۔

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ
بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ O
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ O

سب کچھ سکھا دیا گیا اب اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو جمع فرمایا اور کہا اے فرشتو۔ ان چیزوں کے نام تو بتا دو۔ فرشتے بولے ہمیں تو اتنا ہی علم ہے۔ جتنا تو نے دیا۔

ہم ان چیزوں کے نام نہیں جانتے، اُن کے جواب سے ثابت ہوا کہ وہ کل شئی کا علم نہ رکھتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ایک تخت پر بٹھایا۔ اور سامنے تمام فرشتوں کو جمع کیا اور فرمایا اے آدم علیہ السلام جن چیزوں کے نام فرشتے نہیں بتا سکے۔ اُن کے نام تو بتا دے۔

قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ

فرمایا اے آدم انہیں کے نام بتا دے

تو حضرت آدم علیہ السلام نے نام بتانے شروع کر دیئے قرآن فرماتا ہے

فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ

پس اُس نے انہیں سب کے نام بتا دیئے۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے اپنے علم کا اظہار فرمایا تمام فرشتے حیران تھے۔ کہ اس کے پاس اتنا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد

فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا۔ کہ سب چھپی اور ظاہر باتیں میں جانتا ہوں۔

اے فرشتو تم خیال کرتے تھے۔ کہ یہ خلیفہ ہم سے کیسے اعلیٰ ہوگا تو اب معلوم ہوگیا ہے کہ اُن کی فضیلت علم کی وجہ سے ہے تم سے اعلیٰ ہے۔ اگرچہ مٹی سے بنا ہوا ہے مگر علم کی بدولت تم سے درجہ میں بڑھ گیا۔

اس لیے اب تم سارے اِس کو سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر دیا۔ حضرت جبرئیل نے، حضرت میکائیل نے، حضرت اسرافیل نے، اور حضرت عزرائیل نے سب سے پہلے سجدہ کیا۔ اس لیے اُن کو تمام فرشتوں سے اعلیٰ بنا دیا گیا۔

ثابت ہوا کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت ملی تو علم کی وجہ سے ملی جس کے پاس علم کی دولت ہے۔ اُس کا درجہ بلند ہے۔ اُسے فرشتے بھی سلام کرتے ہیں۔

میری بہنو!

اگر ہم قرآن پاک کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جو فضیلت ملی۔ وہ بھی علم کی وجہ سے تھی۔ جب کہ آپ مصر میں تشریف لے گئے اور حضرت زلیخا کی وجہ سے قید خانے میں تھے تو آپ نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتائی۔ اس وجہ سے آپ کو بادشاہ نے بے گناہ قرار دیا۔ اور اپنے دربار میں جگہ دی۔ جب بادشاہ نے آپ سے کلام کیا تو آپ نے بھی جواب دیا۔

احادیث میں آتا ہے کہ مصر کے بادشاہ نے انیس زبانوں میں کلام

کیا آپ نے انیس زبانوں میں جواب دیا۔ مگر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے کنعانی زبان اور عربی زبان میں بات کی۔ تو بادشاہ اُس زبان سے ناواقف تھا۔ وہ جواب نہ دے سکا۔ اُس نے کھڑے ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کو سلام کیا اور اپنے ساتھ عزت سے جگہ دی

میری بہنو!

اسی علم کی بدولت حضرت یوسفؑ مصر کے والی بن گئے ۔ کیونکہ علم وہ دولت ہے۔ جو بے مثال اور لازوال ہے۔ یہ دولت نہ کم ہوتی ہے نہ چوری ہوتی ہے بلکہ انسان کی عزت وقدر کا سبب بنتی ہے۔

حضرت لقمان حکیم نے جو فضیلت پائی۔ وہ بھی علم ہی کی بدولت تھی۔ قد اُن کا بہت چھوٹا تھا۔ رنگ کالا سیاہ تھا۔ ہونٹ موٹے موٹے تھے۔ ناک انگور کے دانے کی طرح چھوٹی سی تھی ۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ مگر علم کیوجہ سے لوگ اُن کو سلام کرتے تھے۔ بڑے بڑے دانا، امیر، کبیر، بادشاہ، اُن کی صحبت میں بیٹھنا باعث فخر سمجھتے تھے۔ جس محلے گاؤں میں تشریف لے جاتے۔ لوگ پیروں کے نیچے پلکیں بچھاتے تھے۔ اُن کے پیچھے پیچھے چلتے اُن سے دانائی کی باتیں سیکھتے اور اُن کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ یہ سب فضیلت انہیں علم نے دی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کا بادشاہ بنایا تھا۔ اور اُن کی ملکیت میں انسان، جنات، چرند، پرند، حیوان بلکہ ہوا بھی اُن کے لیے مسخر کر دی گئی تھی۔ اُن کے علم کا یہ حال تھا کہ آپ تمام جنوں انسانوں پرندوں، چرندوں،

درندوں سب کی بولی جانتے تھے۔ جو بھی آپ سے کلام کرتا۔ آپ اُس کی زبان میں جواب دیتے تھے۔ قرآن پاک میں چیونٹی کی گفتگو کا تذکرہ موجود ہے۔ آپ نے اس کی بات سنی اور جواب دیا۔ اس لیے تمام روئے زمین والے آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے تھے۔ کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے علم کی وجہ سے ممتاز کیا تھا۔ یہ علم کی فضیلت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حضرت خضرؑ کے پاس بھیجا۔ جبکہ حضرت موسیٰ نے ایک دن کہا۔ کیا کوئی ہے۔ جو میرے جتنا علم رکھتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تجھ سے بھی زیادہ علم رکھنے والا میرا بندہ حضرت خضرؑ ہے۔ جا اور جا کر اُس کی صحبت اختیار کر قرآن پاک گواہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضرؑ سے ملے اور اُن کے علم سے استفادہ کیا تو مان گئے کہ ہر علم والے کے اوپر علم والا ہے اور واقعی علم کی دولت دوسری دولت سے ممتاز ہے۔ علم ہی کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔

میری بہنو!

جتنے بھی لوگ دنیا میں فضیلت والے ہوئے ہیں۔ وہ علم ہی کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت علیؓ مرتضٰے، حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث اعظم عبدالقادر جیلانی، حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ علم اور عمل ہی کی بدولت سرفراز ہوئے۔

قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا
بے شک علم والے ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں

میری بہنو!

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے اور تمام جہانوں سے زیادہ رسول مکرّم حضرت محمد ﷺ کو علم عطا فرمایا ما کان وما یکون کے علم سے سرفراز فرمایا۔
علم کا عرب میں بہت چرچا تھا۔ اور دوسروں کو عجمی اور اپنے آپ کو عربی کہتے تھے۔ عجمی کا مطلب ہے **گونگا** یعنی ہم وہ لوگ ہیں۔ جن کے پاس علم کے خزانے موجود ہیں اور ہمارے مقابلے میں دوسرے لوگ گونگے ہیں۔ اُن کے پاس علم نہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تمام عربیوں کو چیلنج دیا کہ تم خود کو علم والا کہتے ہو۔ آؤ سب مل جاؤ اور میرے کلام جیسی ایک سورۃ ہی بنا لاؤ۔ پھر خود ہی فرمایا اے عربیو۔ تم سب مل کر بھی اس کی مثل نہ لا سکو گے۔ اب تک یہ چیلنج برقرار ہے۔ کوئی انسان قرآن جیسا کلام نہ لاسکا اور جس رسول پر کلام نازل ہوا۔ اُس رسول کے بارے میں ہے کہ

وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ
اور وہ تمہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے

میری بہنو!

سکھانے والا اگر سب کچھ جانتا ہو تو پھر ہی سکھا سکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اللہ کی عطا سے تمام علوم جانتے ہیں اور حکمت بھی جانتے ہیں۔

حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ اِنّیْ بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ ایسے اُستاد ہیں کہ جس کا نصاب قرآن ہے۔ جس کا مدرسہ مسجد نبوی ہے، اور جس کے شاگرد صحابہ کرام ہیں۔

جتھے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ پڑھے نیں
میرے مدنی آقا دا سکول بڑا سوہنا ایں
اللہ دی سوں اللہ دا رسول ﷺ بڑا سوہنا ایں
اوہدا اے قرآن بھی، اصول بڑا سوہنا ایں

اس لیے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابہ اور چیزوں سے زیادہ ضروری چیز علم ہے۔ اور

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ

کہ علم حاصل کرنا تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض ہے صرف مردوں کو علم سکھانا اور عورتوں اور بچیوں کو محروم رکھنا ارشاد نبوی کے خلاف ہے۔ اس لیے واضح کر دیا گیا کہ علم جتنا مردوں کیلئے ضروری ہے اتنا ہی عورتوں کیلئے بھی ضروری ہے۔

احادیث سے ثابت ہے کہ بعض صحابیات قرآن لکھا کرتی تھیں۔ بعض حدیث لکھا کرتی تھیں یہی وجہ ہے کہ جب قرآن کا نسخہ ملا تو حضرت حفصہ کی تحویل سے ملا۔ اب مسئلہ پیدا ہوا کہ عورتوں کو پڑھنا ہی سیکھنا چاہیے یا لکھنا بھی تو مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ علم حاصل کرنا مردوں اور عورتوں پر فرض

ہے۔علم کے حاصل کرنے میں پڑھنا بھی آتا ہے اور لکھنا بھی آتا ہے۔اسی لیے بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک عورت کو پڑھنا لکھنا سکھا دو تو سارا خاندان پڑھ لکھ جائے گا۔کیونکہ ماں کی گود بچے کے لیے پہلا مدرسہ ہے۔

میری بہنو!

اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حاصل کرنے کی بہت تاکید فرمائی۔فرمایا علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

میری بہنو!

اب تقریباً ہر علاقے میں سکول اور مدرسے قائم ہیں۔چین جانے کی بجائے گھر میں گنگا بہہ رہی ہے۔اس لئے ہمیں خود بھی اور اپنی بچیوں کو بھی علم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ کرام مَحد سے لحد تک علم حاصل کرو۔

یعنی یہ نہ سمجھو کہ اب میں علم سے پُر ہوگیا ہوں۔مجھے اب علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔بلکہ قبر تک یعنی مرنے سے پہلے تک علم کے حصول میں رہنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم حاصل کرو۔یہ انبیاء کی میراث ہے۔ مال وزر۔نمرود،فرعون،قارون اور شداد کی میراث ہے۔اور علم انبیاء کی میراث ہے وہ میراث جو نمرود اور فرعون کی ہے۔مرد کیا عورتیں بھی مال وزر جمع کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔مگر جو میراث انبیاء کی ہے۔اُس کی طرف توجہ کم ہے۔سنو!سنو خود رسول

اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے صحابیو تم بتاؤ۔ تم میں افضل کون ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حضور آپ خود ہی ارشاد فرمائیں۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے صحابہ سنو!

خَیْرُ کُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں

میری بہنو!

قرآن پاک کو سیکھنا بھی فضیلت ہے اور سکھانا بھی فضیلت ہے۔ اب رہا سیکھنے میں کیا آتا ہے۔ سیکھنے میں قرآن کا حفظ کرنا بھی آتا ہے۔ ناظرہ پڑھنا بھی آتا ہے۔ تفسیر سے پڑھنا اور ترجمہ سے پڑھنا بھی آتا ہے۔ قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنا تفسیر پڑھنا، حفظ کرنا۔ اُس کے حقائق جاننا۔ یہ سب سیکھنے میں آتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جتنا ہو سکے۔ قرآن کو سیکھ کر پڑھیں تا کہ آخرت کی نجات کا ذریعہ ہو سکے۔

حضور ﷺ کو علم سے کتنا لگاؤ تھا۔ ذرا سنو! جب غزوہ بدر میں ستر کفار قید ہو کر آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے قیدیو تمہاری رہائی چند شرائط پر ہو سکتی ہے۔ اُن شرائط میں پہلی شرط یہ ہے کہ مدینہ کی دس دس بچیوں اور دس دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دو۔ جو بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے گا۔ اُسے آزاد کر دیا جائے گا۔

میری بہنو!

دیکھا علم کی فضیلت کس قدر ہے کہ خود رسول اکرم علم سیکھنے کی کیسے ترغیب دے رہے ہیں۔ ایک روز حضرت ابو ہریرہ نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں لوگ حضور

ﷺ سے دین کی باتیں سیکھ رہے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ مدینے کی گلیوں میں دوڑتے گئے اور پکارتے گئے کہ لوگو! حضور ﷺ اپنی میراث تقسیم فرما رہے ہیں جاؤ اُس میراث میں سے اپنا اپنا حصہ لے لو۔ یہ سنا تو لوگ دوڑے آئے مسجد نبوی بھر گئی۔ لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا کہ حضور ﷺ تو تشریف فرما ہیں۔ مگر یہاں میراث کی کوئی بات نہیں ہو رہی۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا دیکھو علم کی باتیں ہو رہی ہیں اور یہ علم انبیاء کی میراث ہے۔ اور علمائے کرام انبیاء کے وارث ہیں۔

حضور ﷺ نے خود فرمایا۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِی" بَابُھَا کہ میں علم کا شہر ہوں۔ اور علیؓ اُس کا دروازہ ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو سونے چاندی کا شہر نہیں کہا درہم و دینار کا شہر نہیں کہا۔ بلکہ علم کا شہر کہا تا کہ کائنات والوں کو معلوم ہو جائے کہ علم کی کتنی فضیلت ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو شاہِ روم کے دربار میں تبلیغ کے لیے بھیجا۔ جب آپ دربار میں پہنچے تو بہت سے پادری اور راہب دربار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کو دیکھ کر ایک نے پوچھا۔ آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا نام علیؓ ہے۔ میں نبی آخرالزمان ﷺ کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ کہ اسلام سچا دین ہے۔ اور میرے رسول ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اُس راہب نے کہا۔ میں چند سوالات کروں گا۔ اگر تُو نے سب کے دُرست جوابات دے دیئے تو ہم سب تیری بات کو تسلیم کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ جو چاہو سوال کرو۔

اُس راہب نے کہا۔

﴿1﴾	وہ ایک کیا ہے۔	جس کا دوسرا نہیں۔؟
﴿2﴾	وہ دو کیا ہیں۔	جن کا تیسرا نہیں۔؟
﴿3﴾	وہ تین کیا ہیں۔	جن کا چوتھا نہیں۔؟
﴿4﴾	وہ چار کیا ہیں۔	جن کا پانچواں نہیں۔؟
﴿5﴾	وہ پانچ کیا ہیں۔	جن کا چھٹا نہیں۔؟
﴿6﴾	وہ چھے کیا ہیں۔	جن کا ساتواں نہیں۔؟
﴿7﴾	وہ سات کیا ہیں۔	جن کا آٹھواں نہیں۔؟
﴿8﴾	وہ آٹھ کیا ہیں۔	جن کا نواں نہیں۔؟
﴿9﴾	وہ نو کیا ہیں۔	جن کا دسواں نہیں۔؟
﴿10﴾	وہ دس کیا ہیں۔	جن کا گیارواں نہیں۔؟
﴿11﴾	وہ گیارہ کیا ہیں۔	جن کا بارواں نہیں۔؟
﴿12﴾	وہ بارہ کیا ہیں۔	جن کا تیرواں نہیں۔؟

یہ سُن کر باب العلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

﴿1﴾ اللہ ایک ہے۔ اُس کا دوسرا نہیں۔

﴿2﴾ دِن رات دو ہیں۔ ان کا تیسرا نہیں۔

﴿3﴾ طلاقیں تین ہیں۔ چوتھی نہیں۔

﴿4﴾ عناصر چار ہیں۔ پانچواں نہیں

﴾5﴿ حواس پانچ ہیں۔ چھٹا نہیں۔

﴾6﴿ اطراف چھ ہیں ساتویں نہیں۔

﴾7﴿ سمندر سات ہیں۔ آٹھواں نہیں۔

﴾8﴿ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ نواں نہیں۔

﴾9﴿ جہنم کے نو طبق ہیں۔ دسواں نہیں۔

﴾10﴿ حج کے دس دِن ہیں۔ گیارواں نہیں۔

﴾11﴿ حضرت یوسفؑ کے گیارہ بھائی ہیں۔ بارواں نہیں۔

﴾12﴿ محمد رسول اللہ ﷺ کے بارہ حروف ہیں۔ تیرواں نہیں۔

یہ سُنا تو سب سے بڑا راہب کھڑا ہوا اور اُس نے حضرت علی مرتضٰے کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہنے لگا۔ جب تیرے علم کا یہ حال ہے تو اللہ کے رسول کے علم کی حد کہاں تک ہوگی۔ ہم آپ کے پیغام کو تسلیم کرتے ہیں۔

میری بہنو!

دیکھا علم کی بدولت اُن راہبوں کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔

میری بہنو!

مسجد نبوی میں صحابہ دو گروہوں میں بیٹھے تھے۔ ایک گروہ ذکر میں مشغول تھا اور دوسرا گروہ ایک دوسرے کو علم سکھانے میں مصروف تھا۔ حضور ﷺ پہلے ذکر والوں میں گئے۔ پھر دوسرے گروہ میں گئے۔ اور اُن میں بیٹھ گئے۔ فرمایا یہ گروہ اُس گروہ سے بہتر ہے۔

اس لیے رسول اکرم کا ارشاد ہے کہ عابد سے عالم کی فضیلت اتنی زیادہ ہے۔ جتنی آپ سے میری فضیلت زیادہ ہے۔ اگر عابد سو سال تک عبادت کرتا رہے پھر بھی عالم کی فضیلت زیادہ ہے۔

حضرت ابو دردا فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ جو علم کی طلب میں میرے راستہ پر نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ ﴿سبحان اللہ﴾

اور جب وہ چلتا ہے تو فرشتے اُس کے لیے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں۔ آسمان اور زمین میں بسنے والے تمام جاندار انسان و حیوان، چرندو پرندے، درندے بلکہ مچھلیاں اُس کیلئے استغفار کرتی ہیں۔ اور طلب علم کے لئے نکلا ہوا جب تک گھر نہ آئے اللہ کی راہ میں لکھا جاتا ہے۔ ﴿سبحان اللہ﴾

میری بہنو!

کس قدر علم کی فضیلت ہے صحابہ کرام علم کو کس قدر دوست رکھا کرتے تھے۔ دوسری ایک اور حدیث سُنیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو طلب علم میں مر گیا۔ قیامت کے روز شہید اٹھایا جائے گا۔

میری بہنو!

شہادت کا مرتبہ اتنا بلند ہے۔ کہ شہید کو قرآن نے زندہ کہا ہے

شہید اُس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمیں پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

علم کی فضیلت پر ایک اور حدیث مبارکہ سُنیے!

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی علم دین کا طالب کسی آبادی میں سے گزرتا ہے تو اس کی آبادی کے قبرستان والوں سے 40 دن کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ ﴿سبحان اللہ﴾

حضور ﷺ نے فرمایا۔ ماں باپ کو دیکھنا عبادت ہے۔ بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ حضرت علیؓ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے۔ اور عالم دین کا چہرہ دیکھنا بھی عبادت ہے۔

میری بہنو!

اتنی ساری گفتگو کا نچوڑ یہ ہے کہ علم ایسی دولت ہے جس کو حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے یہ عقل کو جلا دیتی ہے یہ انبیاء کی میراث ہے یہ خدا تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ بغیر علم کے انسان شیطان کے پھندے میں آجاتا ہے۔ حق و باطل میں تمیز نہیں کرسکتا۔ دین پر عمل نہیں چل سکتا۔

میری بہنو!

آج ہم نے سوچنا ہے۔ بلکہ یہ لحہ فکر یہ ہے۔ کہ کیا ہم علم کی طلب رکھتی ہیں۔ کیا ہم علم حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ کیا انبیاء کی میراث کو ہم دامن میں بھرنا چاہتی ہیں۔ تو پھر آؤ اہلِ علم کی مجالس میں حاضری دیں اور کتب احادیث اور کتب تفاسیر کا مطالعہ کریں اور اپنے اذہان کو علم کی روشنی سے منور کریں۔

میری بہنو!

اگر یہ جذبہ ہے تو آؤ خود بھی علم حاصل کرو اور اپنی بچیوں کو بھی علم کا زیور پہناؤ۔ اس کے لیے ہر علاقے میں دینی مدارس ہیں۔ اُن سے فائدہ حاصل کر کے ثوابِ دارین حاصل کر لیجئے۔ ایک عالمہ کی صحبت میں بیٹھنے کا اُجر کیا ملتا ہے۔ غور سے سُنیے۔

☆ طالب علم کی سی فضیلت ملتی ہے۔

☆ جب تک عالمہ کی صحبت میں رہوگی۔ گناہوں اور خطاؤں سے محفوظ رہوگی۔

☆ جس وقت وہاں سے نکلوگی۔ تُم پر رحمت کا نزول ہوگا۔

☆ جب تک اُس کی مجلس میں رہوگی۔ تُم پر رحمت اور برکت کا نزول ہوتا رہے گا۔

☆ جب تک اُس کی باتیں سُنتی رہوگی۔ نامہ اعمال میں نیکیاں برابر لکھی جائیں گی۔

☆ ملائکہ اپنے پَروں میں ڈھانپ لیں گے۔ بُری عورتوں کی صحبت سے بچی رہوگی۔

☆ مومنین اور صالحین کے طریقے میں داخل ہوگی۔

اس لیے میری بہنو علم کی، میلاد کی، درود شریف کی مجالس میں شرکت ضرور کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

تقریر نمبر ﴿18﴾

فضیلتِ قرآنِ مُبین

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ o اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَمَاھُوَاِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ o (ن 30)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَاالْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیّ الْکَرِیْمُ ﷺ

میری بہنو!

سب تعریفیں خالق کائنات کے واسطے جو واحدہ لاشریک ہے جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔

جو دنیا بنانے پر قادر ہے اور دنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان۔ بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی لرزتے ہیں اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے ہیں۔ اُسکی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے کیسے بیان ہوسکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔ قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔ کاغذ اور

سیاہی ختم ہو جائیں گے۔ مگر رب کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔ یہ اُسکا مقام ہے

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی۔
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی۔
وہ شاہوں کو گدا کر دے۔ گدا کو بادشاہ کر دے۔
اشارہ اُسکا کافی ہے۔ گھٹانے اور بڑھانے میں۔

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں سرکار مدینہ نور کا نگینہ راحت قلب و سینہ امام الانبیاء والمرسلین شب اسریٰ کے دولہا۔ ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لیتے ہی دل کو سرور آ جاتا ہے۔ وہ رسول ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا۔ وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔
جان ہیں وہ جہان کی۔ جان ہے تو جہان ہے۔
غم نہ رکھ رضا ذرا تُو تو ہے عبدِ مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے میرے لیے امان ہے

میری بہنو!

یہ محفل ختم قرآن پاک کی محفل ہے۔ میں اُس کی بچی کو مبارکباد دیتی ہوں کہ جنہوں نے خلوص نیت اور محبت قرآن سے اپنی بچی کو قرآن پاک پڑھنے اور حفظ کرنے کی ترغیب دی اور آج خداوند کریم اور رسول کریم ﷺ کے دربار میں اُن کی نجات کا وسیلہ بن گیا ہے

میری بہنو!

قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جو ساری کائنات کی ہدایت کیلئے نازل ہوئی ہے۔جیسے خود قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

وَمَاھُوَاِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ O

قرآن دو جہان والوں کے لیے ہدایت ہے

جیسے اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور حضور ﷺ رحمت اللعالمین ہیں۔اسی طرح قرآن پاک جہان والوں کیلئے ذکر لِلْعٰلَمِیْنَ ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے

والدین اپنے بچوں کو تمام کتابیں تو یاد کرادیتے ہیں۔مگر جو بچی قرآن پاک یاد کرے گی۔وہ حدیث کی رو سے سب بچوں سے افضل ہوگئی۔قرآن پاک کا دیکھنا بھی عبادت ہے۔پڑھنا بھی عبادت ہے۔سُننا بھی عبادت ہے۔سنانا بھی عبادت ہے۔لکھنا بھی عبادت ہے اور سکھانا بھی عبادت ہے۔

میری بہنو!

کتاب کو دیکھ کر اس کے لکھنے اور نازل کرنے والے کی طرف نظر جاتی ہے۔جتنا زیادہ علم والا ہوگا۔اُس کی کتاب والے کا رُتبہ معلوم ہوتا ہے ﴿سبحان اللہ﴾ قرآن پاک کھول کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام......کلام خدا ہے اور ہم تک لانے والے محمد مصطفٰے ﷺ ہیں۔تو جس کی یہ کتاب ہے۔وہ بے مثال ہے۔جس پہ یہ

کتاب آئی وہ رسول بے مثال ہے۔ جس سینے میں محفوظ ہوئی۔ وہ سینہ بے مثال ہے۔ جس کی زبان سے نکلی۔ وہ زبان بے مثال ہے۔ جس کان نے سنی۔ وہ کان بے مثال ہیں۔ جن ہاتھوں نے پکڑی وہ ہاتھ بے مثال ہیں۔ جس الماری میں رکھی وہ جگہ بے مثال ہے۔ جس بچی نے حفظ کی وہ بچوں میں بے مثال ہے۔ جن والدین کی بچی نے حفظ کیا۔ وہ دوسرے والدین سے بے مثال ہیں۔

میرے کملی والے نے ارشاد فرمایا! اے میرے صحابہ سنو! جس چمڑے میں قرآن مجید ہوگا وہ چمڑا آگ سے محفوظ رہے گا صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس سے کیا مراد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اس سے مُراد وہ مسلمان ہے۔ جس مسلمان کے سینے میں قرآن ہوگا۔ اُسے دوزخ کی آگ نہ جلائے گی۔

حضور ﷺ کی یہ حدیث ایک شخص نے سُنی کہ جس کا معصوم بچہ مر جائے۔ وہ قیامت کے روز اپنے والدین کی شفاعت کرے گا۔ اس طرح اُس کے والدین جنت میں چلے جائیں گے۔ اُس نے دُعا کی اے میرے اللہ! مجھے بیٹا عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اُسے ایک بیٹے کا باپ بنادیا۔

اب روزانہ اُس نے دُعا کرنی شروع کی۔ کہ یا اللہ یہ میرا بیٹا مر جائے وہ روزانہ یہی دُعا کرتا رہا۔ مگر بیٹا نہ مرنا تھا۔ نہ مرا۔ جیسے جیسے بیٹا بڑا ہوتا گیا۔ باپ کمزور سے کمزور تر ہوتا گیا۔

بیٹے نے قرآن حفظ کرنا شروع کردیا اور حافظِ قرآن بن گیا۔

میری بہنو!

ایک روز وہ حافظ قرآن بیٹا اپنے باپ کے پاس ادب سے بیٹھ گیا اور عرض کیا اور اے میرے ابا جی میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ دن بدن کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ آج آپ کو بتانا ہوگا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔

باپ نے گردن اُٹھائی اور بیٹے کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔ بیٹا میری آرزو تھی کہ میرے ہاں بیٹا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے میری آرزو پوری کر دی۔ پھر میں ہر روز تیرے مرنے کی دعائیں کرنے لگا۔ بیٹے نے پوچھا ابا جی لوگ تو اولاد کی زندگی مانگتے ہیں۔ آپ کیسے باپ ہیں کہ میری موت کی دعائیں مانگتے رہے۔

باپ نے کہا بیٹے میری پوری بات سن لے۔ میں نے حدیث رسول سنی تھی کہ جس کا معصوم بیٹا یا بیٹی مَر جائے۔ وہ قیامت کے روز اپنے والدین کی شفاعت کرے گا۔ اور اپنے والدین کو جنت میں لے کر جائے گا۔ اس لیے میں تیرے مرنے کی دُعائیں کرتا رہا۔

بیٹے نے باپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ اور عرض کیا ابا جان۔ بس اتنی بات تھی۔ جس سے آپ روزانہ فکر مند رہتے تھے۔ آپ نے یہ حدیث نہیں سنی۔ کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا بیٹا حافظ قرآن ہوگا۔

پتر جنہاں دے قرآن دے حافظ
اُوناں خوشیاں حشر دیہاڑے
سِراں تے تاج نورانی پا کے
اُو جنت لین نظارے

وہ اپنی اگلی اور پچھلی سات سات پشتوں کو جنت میں شفاعت کر کے لے کر جائے گا۔ اور اُس کے والدین کے سر پر قیامت کے روز نورانی تاج ہوں گے قیامت کے روز تمام لوگ پوچھیں گے اے اللہ! یہ نورانی تاج والے کون ہیں۔ کیا یہ رسول ہیں؟ کیا یہ نبی ہیں؟ کیا یہ ولی ہیں؟ کیا یہ شہید ہیں؟ ارشاد ربانی ہوگا۔ اے محشر والو۔ یہ نہ رسول، نہ نبی، نہ ولی ہیں، نہ شہید ہیں۔ بلکہ یہ وہ والدین ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو حافظِ قرآن بنایا۔

عشق کی بات

جن کے والدین کا بیٹا حافظِ قرآن ہوگا۔ اُنھیں تو نورانی تاج پہنائے جائیں گے اور ریشمی لباس پہنائے جائیں گے۔ ذرا غور کریں کہ جن کا بیٹا صاحب قرآن ہو۔ امام المرسلین ہو۔ خاتم الانبیاء ہو تو اُن والدین کی قیامت کے روز کیا شان ہوگی۔ میرا عشق یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کے قدموں کا صدقہ ہماری نجات ہو جائے گی۔☆

دھن بھاگ نے آمنہ مائی دے　　جنوں مِل گئے نبی خدائی دے
جنھے گودی چایا سوہنے نوں　　اُس ماں دیاں ریساں کون کرے

میری بہنو!

جب بیٹے کی یہ بات باپ نے سنی تو اشکبار ہو گیا اور اُٹھ کر بیٹے کو سینے سے لگا کر پیار کرنے لگا۔ یہ شان قرآن پاک کو حفظ کرنے والے کی ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب کوئی قرآن پاک حفظ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے پاؤں کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اگر وہ حفظ کرتا کرتا مر جائے تو جب قبر میں جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے میرے بندے تو میرا کلام حفظ کرنے والا تھا۔ مگر موت نے مکمل نہ ہونے دیا۔ اب قبر میں حفظ کرے۔ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرمادیتا ہے۔ وہ اُسے قبر میں قرآن حفظ کرواتا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب حافظ قرآن قبر میں جاتا ہے اور حساب کے فرشتے جن کو منکر ونکیر کہا جاتا ہے۔ اُس سے سوال کرتے ہیں۔ قرآن شریف قبر میں آتا ہے اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جواب دیتا ہے۔ اگر گناہوں کی وجہ سے عذاب کا اندیشہ ہو تو قرآن پاک اُس بندے کو چاروں طرف سے گھیر لیتا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرتا ہے کہ اے اللہ اس پر سے عذاب قبر دور فرما۔ کیونکہ یہ میری تلاوت کیا کرتا تھا۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اے میرے صحابہ۔ سورۃ ملک کی تلاوت روزانہ کیا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا جب بندہ قبر میں جاتا ہے۔ تو یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے ایسے بچاتی ہے۔ جیسے مرغی اپنے چوزوں کو چیل سے بچاتی ہے۔

اس سورۃ ملک کی یہ فضیلت ہے تو پورا قرآن پاک پڑھنے والے کی فضیلت کا اندازہ لگانا تو مشکل ہوگا۔

میری بہنو!

ہمارے رسول ہمارے لیے رحمت بن کر تشریف لائے آپ رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے اے میرے صحابہ جب لوگ جنت میں جائیں گے تو ہر ایک کو اُس کے عملوں کے حساب سے جنت میں مقام ملے گا۔ مگر جب حافظ قرآن کی باری آئے گی تو ارشاد باری تعالیٰ ہوگا۔ اے حافظ..... قرآن پڑھتا جا اور آگے بڑھتا جا۔ اے حافظ قرآن جس مقام میں تیرا قرآن پورا ہوگا۔ جنت میں وہی تیرا مقام ہوگا۔

میری بہنو!

حافظ قرآن کی جب اتنی فضیلت ہے۔ تو پھر اپنے بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک حفظ کراؤ اور مرتبے پاؤ۔ یہ دُنیا چند روزہ ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر بنے گا تو دنیا تک فائدہ۔ اگر کوئی ماسٹر بنے گا تو دنیا تک فائدہ۔ اگر کوئی وکیل یا انجینیر بنے گا تو دنیا تک ہی فائدہ ہے۔ مگر اگر بچہ یا بچی حافظ قرآن بنے گا۔ تو دُنیا میں برکات و فضائل حاصل ہوں گے اور آخرت میں سروں پر نورانی تاج سجیں گے۔ اور پورا خاندان جنت میں جائے گا۔

میری بہنو!

ایک حکایت یاد آگئی۔ غور سے سنو اور اپنے دلوں کو قرآن کی عظمت سے پُر نور کرلو۔ ایک سادہ سا مسلمان بیمار تھا۔ آخر اُسکا آخری وقت آگیا اور وہ مرگیا جنازہ اُٹھا نماز جنازہ کے بعد اُسے قبر میں اُتارا گیا جب لوگ واپس ہونے

لگے تو اسکی قبر سے خوشبو نکلنے لگی۔ سب حیران ہو گئے۔

تمام لوگ گھروں کو واپس آ گئے۔ مولوی صاحب سیدھے اُس آدمی کے گھر گئے۔ دروازے پر دستک دی۔ اُسکی بیوی نے دروازہ کھولا اور رو پڑی' بولی مولوی صاحب ہم تو اُجڑ گئے۔ ہمارا گھر ویران ہو گیا۔ بچے یتیم ہو گئے۔ اب ہمارا سہارا کون ہوگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ بہن صبر کر صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے۔ بہن صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اب مرنے والا واپس نہیں آئے گا۔ بات کرتے کرتے مولوی صاحب چپ ہو گئے اور رونے لگے اُس عورت نے پوچھا مولوی صاحب کیا بات ہے۔ آپ رونے کیوں لگے ہیں۔

مولوی صاحب نے کہا بہن تیرا خاوند کونسا ایسا نیک عمل کرتا تھا کہ اُسکی قبر سے خوشبو نکلی۔ جس نے اردگرد کو معطر کر دیا۔ اُس عورت نے جواب دیا۔ مولوی صاحب جب صبح ہوتی تھی۔ میرا خاوند منہ ہاتھ دھو کر ایک کتاب کھول لیتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ یہ جو کچھ لکھا ہے۔ سچ لکھا ہے۔ یہ کلام سچا کلام ہے۔ یہ کلام شفا ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ کلام ہے۔ مولوی صاحب نے الماری کھولی۔ تو وہ کتاب اُٹھائی۔ جب کھول کے دیکھی تو وہ قرآن پاک تھا۔

میری بہنو!

قرآن پاک اُس آدمی نے پڑھا نہیں۔ حفظ نہیں کیا۔ بلکہ کھول کے صرف یہ کہتا رہا۔ یہ کلام سچا ہے۔ تو اس کی برکت سے اُسکی قبر جنت کا باغیچہ بن گئی۔

ہمیں روزانہ تلاوت کرنے کا عادی بننا چاہیے۔ کوئی بہانہ تلاوت سے نہ

روکے۔ دِن تلاوت قرآن سے شروع اور رات تلاوت قرآن پر ختم ہو۔

تاکہ قرآن پاک کی برکت کا نزول ہو۔ گھر وہ گھر ہے۔ جس میں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے۔ وہ گھر قبرستان ہے۔ جس میں تلاوت قرآن نہ ہو۔

میری بہنو!

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے غلامو! ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن پاک کا دل سورۃ یٰسین ہے۔ جو مسلمان ایک بار سورۃ یٰسین کی تلاوت کرے اُسے دس قرآن پاک پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا سورۃ یٰسین مشکلوں کو آسان کرنے والی ہے۔ جب کسی کا آخری وقت ہو تو اُس وقت اُسے سورۃ یٰسین سنائی جائے۔ تاکہ نزع کا وقت آسان ہو جائے۔

پُتر جیہاں دے وقت نزع دے پڑھن یٰسین پیاری
ہسدے قبراں نوں ٹر جاون فضل کرے رب باری

میری بہنو!

وہ والدین کتنے خوش نصیب ہیں کہ جن کی اولاد قرآن پاک پڑھ جاتی ہے۔ جب کبھی ایسا مشکل وقت آتا ہے۔ تو سورۃ یٰسین سنانے کیلئے حافظ قرآن ہی کام آتے ہیں اور نزع کے وقت کی مصیبت کٹ جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا والدین جب فوت ہو جائیں تو اُن کی قبروں پر ہر جمعۃ المبارک کو سورۃ یٰسین کی تلاوت کی جائے تو ہر حرف کے برابر والدین کے درجے بلند ہو جاتے ہیں

میری بہنو!

نیک اولاد مرنے کے بعد بھی فائدہ دیتی ہے۔ بلکہ سکون کا باعث ہے جب اولاد سورۃ یٰسین پڑھ کر والدین کو ایصال ثواب کرے گی تو والدین کے درجے بلند ہوں گے۔ درجوں کی بلندی بخشش ہے۔ قبر کا جنت بننا ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا چاہیے۔ پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب والدین کی قبروں پہ پڑھنے والا یا پڑھنے والی جب مرجائے گی تو اُس کی قبر کی زیارت کرنے فرشتے آیا کریں گے۔

میری بہنو!

ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو۔ یہ قیامت کے روز شفاعت کرنے والا ہے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ بھوک اور پیاس ہوگی۔ کوئی کسی کا سہارا نہ ہوگا۔ اس وقت قرآن پاک شفاعت کرنے والا ہوگا۔ اور فرمایا سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران اپنے پڑھنے والے پر سایہ کریں گی۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا۔ کہ قیامت کے روز جب ہر کوئی مشکل میں ہوگا۔ اُس وقت یہ قرآن ہی کام آئے گا۔ شفاعت بھی کرے گا اور سایہ بھی کرے گا۔ لہٰذا قرآن پاک کی تلاوت کی عادت بنالو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

پڑھ کلمہ کھول قرآن مُرشد کہندا اے
تاں راضی ہووے رحمٰن مرشد کہندا اے

شافعِ محشر

جب قران مجید شفاعت کرے گا تو لازمی ہے کہ حضور ﷺ شافعِ محشر بھی قیامت کے دِن ہمارے لئے ضرور شفاعت فرمائیں گے۔ جن کی ہم نعتیں پڑھتی ہیں۔ اور جن کے دربار میں درودؤسلام کے گجرے پیش کرتی ہیں ۔

میری بہنو!

رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قرآن کی تلاوت کا ثواب معلوم ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک حرف پڑھیں تو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ نہ سمجھنا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ یہ تین حروف ہیں اوراُن کے پڑھنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

غور کریں ایک حرف پڑھیں تو دس نیکیاں ملتی ہیں تو جو پورا قرآن تلاوت کرے گی۔ اُسکی نیکیوں کا کوئی شمار کرسکتا ہے۔ بلکہ لگا تار قرآن کی تلاوت کرنے والی کی تلاوت سننے فرشتے بھی آتے ہیں۔

قرآں کی تلاوت کا جو معمول بناتے ہیں
سننے کو فرشتے بھی افلاک سے آتے ہیں

ایک صحابی روزانہ نماز میں قل ھو اللہ شریف پڑھتے تھے۔ لوگوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں جا کر شکایت لگائی کہ یہ نماز کی ہر رکعت میں صرف قل ھو اللہ شریف ہی پڑھتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے شخص کیا تجھے اور

قرآن یاد نہیں۔ اُس صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پورا قرآن یاد ہے مگر مجھے اس سورۃ مبارکہ سے بہت محبت ہے۔ کیونکہ اس میں مُشرکین، کفّار اور یہود و نصاریٰ کا رَدّ ہے۔ حضور ﷺ فرمایا۔ اے میرے صحابی۔ اس سورۃ کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔ (سبحان اللہ)

میری بہنو!

قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو۔ اور حفظ بھی کرو مگر ایک بات یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن پاک یاد کرنا آسان ہے۔ مگر یاد رکھنا کمال ہے۔ اگر کوئی حفظ کرنے کے بعد بھلا دے تو اللہ اور اُس کا رسول بہت ناراض ہوتے ہیں۔

کیونکہ حضور نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ قرآن پاک کی خبر گیری کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ قرآن سینہ سے اتنی جلدی نکلتا ہے۔ جس طرح اونٹ اپنی رسی سے نکل جاتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا جس نے قرآن یاد کیا۔ پھر اُس کو بھول گیا۔ تو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا...... یا آئے گی۔ کہ اُسکا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔ (توبہ استغفار)

حضور نے ارشاد فرمایا۔ قرآن پاک کی مثال اُونٹ کی مانند ہے۔ اگر اُسے رسی سے باندھ کر رکھو تو بندھا رہتا ہے۔ اور اگر رسی کھول دی جائے تو بھاگ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک حفظ کرنا آسان ہے۔ مگر اس کا دورہ جاری رکھنا مشکل ہے۔

میری بہنو!

میں نے اکثر سنا ہے۔عورتیں یا لڑکیاں قرآن حفظ کر لیتی ہیں۔ پھر وہ قرآن کا دَور نہیں کرتیں۔تو بھول جاتی ہیں۔اس سے گناہ ہوتا ہے۔میری بات پر دھیان ضرور دینا۔کہ حفظ کر لیا ہے۔تو ہر روز دَور بھی کرتے رہنا چاہیئے۔اس سے قرآن پاک یاد رہے گا۔قرآن فرماتا ہے کہ وَمَاهُوَ اِلَّا ذِكْرٌ " لِّلْعٰلَمِيْنَ O یہ قرآن جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔قرآن پڑھنا بھی ضروری ہے اور اس پر عمل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔قرآن کے آداب بھی ضروری ہیں

﴿1﴾ ہمیشہ باوضو ہو کر تلاوت کرنی چاہیئے

﴿2﴾ تعوذ اور تسمیہ سے شروع کریں

﴿3﴾ قرآن پاک ٹھہر ٹھہر کر اور ٹھیک ٹھیک پڑھنا چاہیئے

﴿4﴾ تلاوت کے دوران دُنیاوی باتیں مت کریں

﴿5﴾ ضروری ہے کہ باترجمہ اور معہ تفسیر قرآن کی تلاوت کریں

﴿6﴾ قرآن پاک کے رموز واوقاف جاننے کی کوشش کریں

اللہ تعالیٰ

عمل کرنے اور حفظ کرنے

اور تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

فضیلتِ قرآن

یہ کلام خدا ہے قرآن شریف
نعتِ مصطفٰے ہے قرآن شریف

مومنو اسکو پڑھتے پڑھاتے رہو
شافعِ روزِ جزا ہے قرآن شریف

تاج سَر پر نورانی سجے حشر میں
جس نے حفظ کیا ہے قرآن شریف

رحمتوں برکتوں سے بھرو جھولیاں
دافعِ ہر بلا ہے قرآن شریف

تیس پاروں کو پڑھ کے عیاں یہ ہوا
سیرتِ مصطفٰے ہے قرآن شریف

اس کو پڑھ کے دِلوں کو سکون ملے
اور روح کی غذا ہے قرآن شریف

لیلۃ القدر میں ہے یہ نازل ہوا
برکتوں سے بھرا ہے قرآن شریف

حشر میں یہ ہماری شفاعت کرے
مولا ہم نے پڑھا ہے قرآن شریف

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

تقریر نمبر﴿19﴾

فضیلت نماز

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِااللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ○

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ﷺ

تمام بہنیں درودو سلام پیش کریں۔

سب تعریف اُس ذاتِ بابرکات کے حضور جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے جس نے ہم سب کو پیدا کیا۔ اور ہمارے والدین اور اُن سے پہلوں کو پیدا کیا۔ اور قیامت تک پیدا کرتے تھکے گا نہیں۔ جس نے ہمارے لیے زمین کو فرش بنایا اور آسمان کو چھت بنایا۔ تمام مخلوق میں ہم کو عقل وشعور سے نوازا۔ انسان بنایا۔ پھر انسان بنانے کے بعد مسلمان بنایا۔ کتنا بڑا احسان ہے ہمارے اوپر اُس خدائے وحدہٗ لاشریک کا۔ تو ہمارا فرض ہے کہ اُس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہیں۔ بس اُس کی ذات اس لائق ہے کہ جس کو سجدہ کیا جاسکے۔

درود و سلام کا ہدیہ آقائے نامدار۔حبیب پروردِگار۔کُل عالم کے مالک و مختار۔ نبیوں کے سردار۔زمانے کے رہبر نورِ اوّل، نورِ آخر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہِ عالم پناہ میں کہ جن کے نام کی مٹھاس زبانوں سے کبھی نہیں جاتی۔جس کا ذکر زبانوں کو شیریں کرتا ہے۔روح کی تسکین بنتا ہے۔دِل کا سکون بنتا ہے۔جن کے خیال سے کمال مِلتا ہے۔وہ خوش نصیب ہیں۔جن کو اُن کا حال مِلتا ہے۔
خداوند کریم سے دُعا ہے کہ ہمیں بھی حضور ﷺ کا جمال دکھادے۔پھر ہماری زندگی بھی سنور جائے۔اور ہم کہیں کہ ہم بھی خوش قسمتوں میں سے ہیں۔

میری بہنو:

میں نے آپ کے سامنے جو آیت کا جُزو پڑھا ہے۔اُس میں نماز قائم کرنے کا ذکر ہے

وَيُقِيمُوْنَ الصَّلٰوةَ

پرہیزگاروں کی نشانی ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔

میری بہنو

اسلام کے پانچ ارکان میں سے کلمہ طیبہ پہلا رُکن ہے ......نماز دوسرا رُکن ہے۔......اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔بلکہ قرآنِ پاک میں اس کے بارے میں سات سو ﴿700﴾ بار سے زائد آیا ہے۔چند بار ہی کافی تھا مگر قرآن پاک بھرا ہوا ہے۔کہ نماز پڑھو! نماز قائم کرو۔باجماعت نماز ادا کرو۔ نماز برائیوں سے روکتی ہے۔نماز میں دِل لگاؤ۔یہ بار بار حکم اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ عمل بہت اہم ہے۔ضروری ہے۔خداوند کریم کو بہت بھاتا ہے۔

میری بہنو

حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔کہ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُالدِّیْن

نماز دین کا ستون ہے۔

نماز نہ پڑھنے والا گویا کہ دین کا ستون گراتا ہے۔بغیر ستون کے جیسے کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔اسی طرح نماز کے بغیر دین کا محل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔

پھر دوسری حدیث میں فرمایا!

قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حضور ﷺ جس چیز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بتائیں۔وہ کتنی فضیلت والی ہوگی۔اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کوئی نماز پڑھے گی تو گویا وہ حضور ﷺ کی پیاری پیاری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا۔اصل مقصد یہ ہے کہ اُس سے حضور ﷺ پیار فرمائیں گے۔اُس کی قبر میں تشریف لائیں گے۔اور حشر کے روز اُس کی شفاعت فرمائیں گے۔

میری بہنو

: تیسری حدیث مبارکہ میں یوں ارشاد فرمایا۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ نماز مومنوں کی معراج ہے۔

ہر کوئی دربار الٰہی میں پیش ہونا چاہتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہو کر فریاد کرنا چاہتا ہے۔مگر کیسے جائے اور کیسے فریاد کرے۔

میری بہنو:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمادیا کہ اگر کوئی دربارِ خداوندی میں جانا چاہے تو نماز کے لیے کھڑا ہو جائے۔ نماز میں کھڑا ہونا دربارِ الٰہی میں کھڑا ہونے کے برابر ہے۔ اور نماز کے بعد دُعا کرنا گویا دربارِ الٰہی میں فریاد کرنا ہے۔ اس کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ جو نماز پڑھ کے اخلاص سے دُعا کرتا ہے۔

نماز کو معراجِ مومن اس لیے کہا گیا ہے۔ کہ تمام عبادتیں زمین پر فرض ہوئیں۔ مگر نماز معراج کی رات عرشِ اعلیٰ پر فرض ہوئی۔ اس لیے فرمایا۔ جب نماز پڑھا کرو تو یہ خیال کیا کرو کہ میں خدا کو دیکھ رہی ہوں۔ اور اگر یہ نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔

میری بہنو:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ اگر کسی کے گھر کے سامنے سے ایک نہر گزرتی ہو۔ اور وہ اُس میں روزانہ پانچ بار غُسل کرے تو کیا اُس کے بدن پر میل باقی رہے گا۔؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو شخص پانچ بار نہائے گا۔ اُس کے جسم پر بھلا میل کیسے رہے گا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو روزانہ پانچ نمازیں ادا کرتا ہے اُس کے گناہ باقی نہیں رہتے۔ ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ ہم جب پانچ نمازیں ادا کریں گی تو ساتھ ساتھ گناہ بھی مٹتے جائیں گے۔ اور اللہ کی رحمت بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کرنے والوں سے پیار فرماتا ہے۔

میری بہنو:

ایک روز حضور ﷺ پت جھڑ کے موسم میں کہیں جا رہے تھے کہ آپ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر ہلائی تو بے شمار پتے ٹوٹ کر زمین پر گر گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ یہ تم نے دیکھا کہ میں نے ٹہنی ہلائی ہے اور بے شمار پتے جھڑ گئے ہیں۔ ایسے جب نمازی نماز پڑھتا ہے تو اُس کے گناہ نہیں رہتے۔ خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب نمازی نماز کے لیے وضو کرتا ہے۔ جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب منہ میں پانی ڈالتا ہے تو منہ کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو ناک کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب چہرہ دھوتا ہے تو چہرے کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب بازو دھوتا ہے تو بازو کے گناہ جھڑتے ہیں۔ سَر کا مسح کرتا ہے تو سَر کے گناہ جھڑتے ہیں۔ اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ جھڑتے ہیں۔ پھر جب وضو کر کے کعبہ کی جانب منہ کر کے شہادت کی انگلی اٹھا کر دوسرا کلمہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو۔ اس بندی کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دو۔ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے ﴿سبحان اللہ﴾

رحمت رب دی نازل ہووے خاص نمازی جہڑے
روز قیامت چمکاں مارن گل نمازیاں چہرے
ہتھ تے پیر دیون روشنائیاں تے متھے نور ستارے
عزت قدر زیادہ ہووے مالک دے دربارے

میری بہنو:

ایک روز صحابہ کرام نے پوچھا۔یارسول اللہ ﷺ قیامت کے دن آپ اپنے اُمتیوں کوکیسے پہچان لیں گے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اے میرے صحابہ۔اگر ایک ہزار گھوڑے ہوں اوراُن میں زیادہ سفید ٹانگوں والے ہوں۔تو کیا سفید ٹانگوں والے گھوڑوں کا مالک اُن کونہیں پہچان سکتا؟صحابہ کرام نے عرض کیا۔کیوں نہیں۔یا رسول اللہ وہ مالک ضرور پہچان لے گا۔یہ سُن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔جب میرے اُمتی نماز پڑھنے لگتے ہیں تو پہلے وضو کرتے ہیں۔جہاں جہاں وضو کا پانی لگا ہوگا۔قیامت کے روز وہ اعضاء سورج کی طرح چمک رہے ہوں گے۔تو میں فوراً پہچان لوں گا کہ یہ میرے اُمتی ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو میرے فرمان کے مطابق وضو کر کے نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

میری بہنو:

نماز شکرانے کا ایک طریقہ ہے کہ اے خداوند تعالیٰ تُو نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن کا ہم شکریہ ایسے ادا کریں کہ **تجھے سجدہ کریں۔**

خود حضور ﷺ ساری ساری رات کھڑے ہو کر عبادت فرمایا کرتے تھے۔اسی طرح آپ کے پاؤں پر وَرم آجاتا۔ایک روز حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ساری ساری رات کھڑے ہو کر کیوں نماز پڑھتے ہیں۔یہ سُن کر

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ جس نے مجھے رحمتِ دوعالم بنایا۔ جس نے مجھے امام الانبیاء والمرسلین بنایا۔ جس نے مجھے حشر کے روز کا شافع بنایا۔ جس نے مجھے وہ اُمت دی۔ جو سب سے اعلیٰ ہے اور سب سے آخر ہے۔ جس نے مجھے حوضِ کوثر عطا فرمایا۔ تو میں اُس کا شکر کیوں نہ ادا کروں۔

کدی نہ رَج کے اُکھیاں لائیاں سرور دوہاں جہاناں
پڑھن نماز خُدا دِی ایسی تے ادا کرن شکراناں
اِک اِک نعمت تیری اُتے جان کراں میں وَاری
پھروی شکر ادا نئیں ہوناں اے میرے خالق باری

میری بہنو:

نمازِ شکر کا طریقہ ہے۔ جو میری بہنیں نماز ادا کرتی ہیں۔ وہ دَراصل اپنے ربّ کا شکر ادا کرتی ہیں۔ ایک بار ایک بزرگ کے پاس ایک شخص موجود تھا۔ جس نے کہا مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ تو بزرگ نے فرمایا۔ بھائی نماز پڑھا کرو۔ اُس نے کہا نماز نہیں پڑھی جاتی۔ اور کام بتائیں۔ تو بزرگ نے کہا چلو تم نماز نہ پڑھا کرو مگر خدا کا بنایا ہوا پانی چھوڑ دو۔ اُسے پیا نہ کرو۔ اُس نے کہا پانی تو پینا پڑے گا۔ تو فرمایا۔ پھر اُس کو سجدہ بھی کرنا پڑے گا۔ پھر بزرگ نے کہا چلو پانی پیو مگر اُس کی بنائی ہوئی ہوا میں سانس نہ لو۔ اُس شخص نے کہا یہ بھی ضروری ہے۔ فرمایا چلو ہوا میں سانس بھی لے لو مگر اُس کی بنائی ہوئی چیزیں نہ کھاؤ۔ وہ شخص بولا۔ یہ کیسے ممکن ہے

بزرگ نے کہا۔چلواُس کی بنائی ہوئی چیزیں بھی کھاؤ مگر اُس کی بنائی ہوئی زمین پر نہ رہو۔وہ شخص بولا۔اور کہاں جا سکتا ہوں۔اس زمین پر ہی رہنا ہوگا۔بزرگ یہ سُن کر مسکرائے اور کہا او نادان انسان۔جس کا بنایا ہوا پانی نہ ملے تو مر جائے گا۔ہوا نہ ملے تو مر جائے گا۔چیزیں کھانے کو نہ ملیں تو تُو مر جاتا ہے۔اُس کی زمین کے سوا اور کوئی زمین رہنے کو نہ ہے۔اُس کی دی ہوئی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔اُس کے بنائے ہوئے کانوں سے سُنتا ہے۔اُس کی بنائی ہوئی زبان سے بولتا ہے۔اُس کے بنائے ہوئے ہاتھ پاؤں تیرے لیے زندگی ہیں۔

اے نادان سُن! تو پھر جس نے تجھے اتنی نعمتوں سے نوازا ہے۔تُو اُس کو پانچ وقت سجدے نہیں کر سکتا۔کتنا خود غرض ہے۔کتنا ناشکرا ہے۔

یہ سُن کر اُس شخص پر رقّت طاری ہوگئی۔اُس نے توبہ کی۔پھر وہ سجدہ کرنے والوں میں ہوگیا۔

کھیتاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
جانور پیدا کیے تیری وَفا کے واسطے
چاندسورج اور تارے ہیں ضیاء کے واسطے
سب جہاں تیرے لیے اور تُو خدا کے واسطے

قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ

اور نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو سوائے اپنی عبادت کے

ایک عورت دِل لگا کر نماز پڑھا کرتی تھی۔اور وہ ہر وقت خدا کا شکر ادا کیا کرتی تھی۔ایک دِن اُس نے روٹیاں لگانے کے لیے تنور تپایا اور خود نماز میں مشغول ہوگئی۔اتنے میں اُس کی آزمائش کا وقت آگیا۔شیطان نے کہا اے عورت نماز چھوڑ دے۔تیرا بچہ تنور کی طرف جا رہا ہے۔مگر عورت نماز پڑھتی رہی۔شیطان نے اُس کے بچّے کو اُٹھایا اور تنور کے بالکل قریب لے گیا۔اور بولا اب نماز چھوڑ دے۔ورنہ تیرا بچہ تنور میں گر جائے گا۔مگر خدا کی اُس نیک بندی نے نماز نہ چھوڑی اور خدا کو سجدے کرتی رہی۔شیطان نے اُس کے بچّے کو اُٹھایا اور تنور میں پھینک دیا۔مگر وہ صالحہ نماز میں مصروف رہی۔جب اُس نے نماز مکمل کرلی تو خدا کی بارگاہ میں ایک سجدہ کیا اور عرض کیا۔یا اللہ میں کوئی دُنیا کے کاموں میں تو نہیں لگی ہوئی تھی۔میں تو تیری عبادت کر رہی تھی اور میرا اکلوتا بیٹا تنور میں گر گیا۔اب میں اُسے تیرے سپرد کرتی ہوں۔

پیاری بہنو:

ابھی اس عورت کا سَر سجدے میں ہی تھا کہ اُس کے کانوں میں آواز آئی اے میری بندی ! جو میرا کام کرتا ہے میں اُس کے کام میں لگا ہوتا ہوں ۔جـا۔جا کر دیکھ تیرے بیٹے کو آگ نے نہیں جلایا۔بالکل وہ آگ گلزار ہوگئی ہے۔

وہ عورت روتی ہوئی مصلّے سے اُٹھی اور جا کر تنور میں دیکھا تو بچہ بیٹھا انگوٹھا چوس رہا تھا۔اور ساری آگ پھول بن چکی تھی۔اُس نے اپنے بیٹے کو اٹھایا اور سینے سے

لگالیا۔ پھر خداوند تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی۔ جو میرا شکر ادا کرنے کو سجدہ کرتا ہے میں اُسے کوئی نقصان نہیں ہونے دیتا۔ یہ سُنا تو اُس عورت نے فوراً مصلّی بچھایا اور پھر دو نفل شکرانے کے ادا کیے ﴿سبحان اللہ﴾

اس لیے نمازیوں کے لیے قرآن نے مژدہ سُنایا ہے۔ کہ

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ O

الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ O

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ O

اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں۔ یہ جنت الفردوس کے وارث ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

میری بہنو:

نماز شکرانہ بھی ہے اور آنے والی تکالیف کو روکتی بھی ہے۔ اس لیے قرآن پاک فرماتا ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ

اے مومنو! جب مصیبت پڑھے تو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو

اس طرح مصیبت ٹل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔

میری بہنو:

نماز کبھی معاف نہیں۔ البتہ اُن دنوں عورتوں کو نماز سے روکا گیا ہے۔ جو مخصوص دِن ہیں۔ ورنہ نماز کبھی معاف نہیں۔

صحابہ کرام اُس شخص کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے جو نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اس لیے نماز کی پابندی ضرور کرنی چاہیئے۔ کربلا میں امام حُسینؓ نے صبر بھی کیا اور نماز بھی پڑھی۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کا سر نیزے پر تھا تو آنکھیں زمین پر لگی ہوئیں تھیں۔ اس لیے کہ

سر تھا نیزے پہ اور تھیں آنکھیں زمین پر
گویا کہ تھی دوسرے سجدے کی آرزو

میری بہنو:

قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اللہ کو یاد کرتا ہے۔

ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگی ہوئی ہے اور وہ اپنے اپنے طریقے سے خداوند کریم کی عبادت میں مصروف ہے۔ جیسے تمام درخت قیام میں ہیں۔ کھڑے کھڑے عبادت کر رہے ہیں۔

چوپائے رکوع میں ہیں۔ سانپ اور بچھو سجدے میں ہیں۔ اور عبادتِ خدا میں مشغول ہیں۔ مینڈک تشہد کی حالت میں بیٹھ کر عبادت کرتا ہے۔

یہ سب نماز کا ایک ایک رُکن ادا کرتے ہیں۔ مگر انسان جب دو نفل ادا کرتا ہے تو تمام ارکان ادا کرتا ہے۔ اس کے دو نفلوں کے اندر تمام کی تمام عبادت شامل ہو جاتی ہے۔ اس طرح عبادت میں اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے۔

میری بہنو:

اس طرح فرشتے بھی عبادت کرتے ہیں۔ پہلے آسمانوں کے فرشتے قیام میں ہیں۔ دوسرے آسمان کے فرشتے رکوع میں ہیں اور قیامت تک رکوع میں رہیں گے۔ تیسرے آسمان کے فرشتے سجدے میں ہیں۔ وہ قیامت تک سجدے میں رہیں گے۔ چوتھے آسمان والے فرشتے تشہد میں ہیں۔ وہ قیامت تک تشہد میں رہیں گے۔ پانچویں آسمان کے فرشتے تسبیح میں لگے ہوئے ہیں۔ چھٹے آسمان کے فرشتے دُعا میں لگے ہوئے ہیں۔

میری بہنو:

فرشتے نماز کا ایک ایک رکن ادا کر رہے ہیں۔ اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ مگر ایک مسلمان کی نماز میں تمام ارکان آجاتے ہیں۔ قیام بھی کرتا ہے۔ رکوع بھی کرتا ہے۔ سجدہ بھی کرتا ہے۔ تشہد میں بھی عبادت کرتا ہے۔ تسبیح وتہلیل بھی کرتا ہے۔ دُعا بھی مانگتا ہے۔ گویا فرشتوں سے اُس کی عبادت اعلیٰ اور افضل ہے۔ اس لیے خدا کے خاص بندے نماز کو فراموش نہیں کرتے اور نمازِ پنجگانہ کے علاوہ نفلی عبادات کو بھی اپنا معمول بناتے ہیں۔ اس لیے فرمایا۔

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

میری بہنو:

اب دیکھنا یہ ہے کہ نمازیں پانچ ہیں یہ ہم پر کیوں فرض کی گئیں۔ فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السّلام پر اور آپ کی اُمت پر فرض تھی۔ ظہر کی نماز حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور اُن کی اُمت پر فرض تھی۔ عصر کی نماز حضرت یونس علیہ السّلام اور اُن کی اُمت پر فرض تھی۔ مغرب کی نماز حضرت عیسٰی علیہ السّلام اور اُن کی اُمت پر فرض تھی۔ عشاء کی نماز حضرت موسٰی علیہ السّلام اور اُن کی اُمت پر فرض تھی۔
اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور اُن کی اُمتوں کو صرف اور صرف ایک ایک نماز دی۔ مگر جب اپنے حبیب ﷺ کی باری آئی۔ تو تمام نمازیں ملا کر فرض کر دیں۔ تاکہ دوسرے انبیاء کرام کی اُمتوں سے افضل ہو جائے اور زیادہ ثواب ملے۔
چونکہ پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئیں تھیں۔ اور پھر معافی کے بعد صرف پانچ رہ گئیں۔ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے پیارے حبیب ﷺ اگرچہ نمازیں پانچ رہ گئی ہیں لیکن میں ثواب پچاس ہی کا دوں گا۔ اگر کوئی میری بہن ایک نماز پڑھتی ہے تو اسے دس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ اگر کوئی پانچ نمازیں پڑھتی ہے تو اس کو پچاس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

میری بہنو:

نماز قائم کرنا اور پڑھنا الگ الگ ہیں۔ پڑھنا یہ ہے کہ کبھی پڑھ لی۔ کبھی نہ پڑھی۔ کبھی صاف کپڑوں میں پڑھ لی اور کبھی میلے کپڑوں میں پڑھ لی۔ مگر قائم کرنا یہ ہے کہ کبھی نہ چھوڑی جائے۔ بالکل تیاری سے پڑھی جائے۔ دل لگا کر

پڑھی جائے۔ یہ خیال کیا جائے کہ خدا کو میری نماز کا علم ہے اور جب میں نماز میں کھڑی ہوتی ہوں تو خداوند کریم مجھے دیکھتا ہے۔ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔ ہر ہر لفظ پر غور کیا جائے۔ حرکات درست کی جائیں۔ نماز سمجھ کر پڑھی جائے۔ وقت پر ادا کی جائے تو یہ نماز فرشتے عرشِ اعلیٰ پر لے جاتے ہیں۔ وہاں جا کر نماز سجدہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتی ہے کہ اے باری تعالیٰ۔ تیری بندی نے مجھے نہایت حفاظت سے پڑھا ہے۔ تُو بھی اُسے اپنی حفاظت میں لے لے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نماز تو گواہ ہو کہ میں نے تیری شفاعت کی وجہ سے اپنی بندی کو بخش دیا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے سوال نماز کے بارے میں ہوگا۔ اگر نماز مکمل پائی گئی تو باقی اعمال کی پوچھ نہیں ہوگی۔ اللہ فرمائے گا۔ اے بے نمازو۔ آج ہی مجھے سجدہ کر دو۔ مگر وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ حکمِ خدا ہوگا۔ کہ انہیں اُٹھا کر جہنم میں پھینک دو۔ بے نمازی جہنم میں اسّی ﴿۸۰﴾ حقبہ تک رہے گا۔ ایک حقبہ اسّی ﴿۸۰﴾ برس کا ہوگا اور وہ ایک برس اسّی ﴿۸۰﴾ ماہ کا ہوگا۔ اور وہ ایک ماہ اسّی ﴿۸۰﴾ دِن کا ہوگا۔ اور وہ ایک دِن اسّی ﴿۸۰﴾ گھنٹے کا اور وہ ایک گھنٹہ دُنیا کے اسّی ﴿۸۰﴾ ہزار برس کا ہوگا۔

میری بہنو!

میں نے اکثر دیکھا ہے کہ شادی بیاہ کے دنوں میں شادی پر آئی ہوئی خواتین اور گھر والی تمام خواتین نماز چھوڑ دیتیں ہیں۔ وہ خواتین جو پکی نمازی ہوتیں ہیں۔ وہ بھی

نماز کا خیال نہیں کرتیں۔ ایسا ہرگز نہ کریں۔ نماز بہت ضروری ہے۔
حضور ﷺ نے فرمایا جو قصداً نماز ترک کرے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو تین بلاؤں میں مبتلا فرمائے گا۔

- اس کے چہرے کا نور اُٹھ جائے گا۔
- مرنے کے وقت اُس کی زبان لڑکھڑا جائے گی۔
- زبان پر کلمہ شہادت آئے بغیر خاتمہ ہوگا۔

بے نمازوں سے محشر میں پوچھے خُدا
کیوں نہیں تُم نے مجھ کو سجدہ کیا
میرے پیارے حبیب ﷺ کے فرمان کو
غافلو جان بوجھ کے ٹھکرا دیا

اے فرشتو انہیں اب ستا کے چلو
اور کوڑے پہ کوڑا لگا کے چلو
ان کی پیشانی کو بھی جلا کے چلو
نارِ دوزخ میں فوراً انہیں دو گرا

دُنیا فانی ہے بہنو نماز پڑھو
اور اسلام کے سیدھے رَستے چلو
سُنتِ مصطفٰے کو سبھی تھام لو
ہو گا راضی نبی اور راضی خُدا
توبہ ہے توبہ ہے توبہ ہے توبہ ہے

میری بہنو:

ہمیں نماز کبھی بھی ترک نہیں کرنی چاہیئے اور اس کی خود بھی پابندی کرنی چاہیئے اور اپنے بہن بھائیوں، بیٹوں اور بیٹیوں کو اس کا پابند بنانا چاہیئے۔
اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ عمل کی توفیق عطا فرمائے ﴿ثم آمین﴾

○وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن○

اگر آنکھیں روشن ہیں تو ہر روز
روزِ حشر ہے
آنکھیں روشن رکھو
نماز قائم رکھو
تو دِل روشن ہو جائے گا

تقریر نمبر ﴿20﴾

حج بیت اللہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاِذْبَوَّاْنَا لِاِبْرٰھِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اور جب ہم نے حضرت ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ بتادیا۔ اور حکم دیا۔ کہ میرا کوئی شریک نہ کر۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

☆ سب تعریف خالق کائنات کے واسطے جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں ۔ جس نے ساری کائنات کو بنایا ہے۔ جو دُنیا بنانے پر قادر ہے اور دُنیا برباد کرنے پر بھی قادر ہے۔ جس کے دربار میں بڑے بڑے سلطان، بڑے بڑے شہ زور اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ جس کے عدل سے انبیاء بھی ڈرتے ہیں۔ اور جس کے رحم سے گنہگاروں کے چہرے کھل اُٹھتے

ہیں۔اُس کی ذات کی تعریف ایک خاکی انسان سے نہیں ہوسکتی۔

کائنات کی زبانیں تھک جائیں گی۔
قلم لکھتے لکھتے ٹوٹ جائیں گے۔
کاغذ اور سیاہی ختم ہو جائے گی۔
مگر ربّ کائنات کی تعریف ختم نہ ہوگی۔

اُس کا مقام ہے کہ

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کی
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر کی
وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ اُسکا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

درود وسلام کا ہدیہ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم رحمت جہاں، سرکار مدینہ، نور کا نگینہ، راحت قلب وسینہ، امام الانبیاء وامام المرسلین، شب اسریٰ کے دولہا، ساری کائنات کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالم پناہ میں کہ جن کا نام لینے سے دل کو سرور آجاتا ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ کہ جن کے صدقے سے خداوند کریم نے ساری کائنات کو بنایا۔

میری بہنو!

سب سے پہلے خانہ کعبہ حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا۔اور طواف کیا۔ حج بھی کرتے تھے۔پھر طوفان نوح کی وجہ سے خانہ کعبہ کی بنیادیں مٹ گئیں۔پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میرا گھر بنا۔عرض کیا یااللہ کہاں بناؤں۔اللہ تعالیٰ نے اُس جگہ بادل کا سایہ کردیا۔اور ہوا نے وہ جگہ صاف کردی۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنایا۔ جب دیواریں بلند ہوگئیں۔اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیوار بناتے ہوئے دقت ہوئی۔تو ایک پتھر کوہ ابوقبیس سے لایا گیا۔اُس کے اوپر کھڑے ہوکر دیوار بنانے لگے جیسے جیسے دیوار بلند ہوئی وہ پتھر بھی اونچا ہوتا جاتا تھا۔اُس پتھر کو اب مقام ابراہیم میں رکھا گیا ہے۔

جب خانہ کعبہ بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے **حجرِ اسود** لگانے کا حکم دیا۔ یہ پتھر جنت سے آیا تھا۔یہ سفید رنگ کا روشن پتھر تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ لوگوں کے گناہ چوس چوس کر سیاہ ہوگیا ہے۔

جب خانہ کعبہ مکمل ہوگیا۔تو خداوند کریم نے ارشاد فرمایا اے میرے پیارے ابراہیم علیہ السلام

اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ

لوگوں کو حج کیلئے پکارو

آپ نے عرض کیا یااللہ میری آواز کہاں تک جائے گی۔اللہ تعالیٰ نے

فرمایا آواز دینا تیرا کام ہے۔ اور پھیلانا میرا کام ہے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوہ ابوقبیس پر کھڑے ہو کر پکارا کہ لوگو آؤ خدا کے گھر کا طوائف کرو حج کرو اتنا کہنا تھا کہ آپ کی آواز ساری کائنات میں گونج اُٹھی۔ تمام روحوں نے سنا ماؤں کے پیٹوں میں بچوں نے سنا جس نے سن کر جتنی بار۔۔۔

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ...... اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ...... اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

کہا وہ دنیا میں اتنے ہی حج کرے گا۔ حج کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ زندگی میں ایک بار حج فرض ہے اور اگر خدا توفیق دے تو باقی نفل ہے۔

فرمایا جس نے خانہ کعبہ کا حج کیا اور بری بات سے رکا رہا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا کہ جیسے اُس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

فرمایا حج بندے کے پہلے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور اُس کا اجر جنت ہے۔ فرمایا قیامت کے دن حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا۔ اور اُنھیں جنت میں لے جائے گا۔ قیامت کے روز محشر کے میدان میں خانہ کعبہ لایا جائے گا۔ اور صدا بلند ہو گی کہ جس نے حج کیا ہے۔ آؤ اس گھر کا طواف کرو۔ تمام حاجی طواف کرنے لگیں گے۔ خانہ کعبہ جنت کی طرف چلے گا اور حاجی بھی ساتھ جائیں گے پھر تمام جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

فرمایا جس نے خانہ کعبہ میں ایک نماز پڑھی۔ اُسے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ جس نے ایک نیکی کی اُسے ایک لاکھ نیکی کا ثواب ملتا ہے۔ اگر کوئی گھر

سے حج یا عمرے کی نیت سے جائے گا اور مر جائے تو اس کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور قبر کے عذاب سے نجات پائے گا۔

فرمایا جس کو خداوند تعالیٰ نے حج کی توفیق دی اور اُس نے بغیر کسی عذر کے حج نہ کیا تو وہ یہودی ہو کر مرے گا۔ یا وہ عیسائی ہو کر مرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم غریبوں کو در پہ بلا لیجئے
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
لِلّٰہ گنبدِ خضرا دکھا دیجئے
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
قافلے سوئے طیبہ تو ہیں جا رہے
اور ہم اَشک آنکھوں سے برسا رہے
روتی آنکھوں کو آقا ہنسا دیجئے
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
میری صورت و سیرت کچھ بھی نہیں
پاس دولت و ثروت کچھ بھی نہیں
جیسی ہیں اپنے دامن لگا لیجئے
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
خاک طیبہ کا آنکھوں میں سرمہ لگا

ہم پھریں گلیوں میں سر کو پاؤں بنا
اک بار مدینے پہنچا دیجئے
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
چوم چوم کے ہم روضے کی جالیاں
دامن کی پیش کرتیں رہیں ڈالیاں
صدقہ حسنینؓ کا ہی بلا لیجئے
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گی
وہ مدینہ جہاں ہیں صدیقؓ و عمرؓ
وہاں میرا بھی ہو چھوٹا سا ایک گھر
سعید قادری کو بھی جگہ دیجئے
ورنہ ہم بے نصیب ہی رہ جائیں گے

یَارَسولَ اللّٰہ سَلام" عَلَیکَ

یاحبیب اللّٰہ سَلام" عَلَیکَ

حج بھی ایسی عبادت ہے جیسے نماز روزہ اور زکوۃ۔ مگر حج ایسی عبادت ہے جس میں نماز روزہ اور زکوۃ بھی آجاتے ہیں۔ حج ہر اُس شخص پر واجب اور فرض ہے۔ جس کے پاس آمدورفت کا خرچہ ہو۔ وہاں کھانے پینے اور رہنے کا بندوبست ہو۔ اور پیچھے اپنے بچوں کیلئے بھی کچھ چھوڑ سکتا ہو۔

حج بالغ عاقل پر فرض ہے۔ جو بالغ نہیں۔ اُس پر حج فرض نہیں ہے حلال

کمائی سے حج کرنا فرض ہے۔ حرام کمائی سے کیا ہوا حج قبول نہیں ہوتا۔ عورت بغیر محرم کے حج نہیں کر سکتی۔

فرمایا جب حرام کمائی والا طواف کرتا ہے تو خانہ کعبہ پکار کر کہتا ہے تو طواف کر نہ کر۔ یہ برابر ہے۔ تجھ پر لعنت ہو کہ تو حرام لباس پہن کر اور حرام کھانا کھا کر یہاں آیا ہے۔ خداوند تعالیٰ کو تیرے ایسے حج اور طواف کی کوئی ضرورت نہیں۔

میری بہنو!

جب انسان حج کا پکا ارادہ کرے تو اپنے گناہوں سے معافی مانگ لے اگر کوئی ناراض ہے تو اُسے منالے جب تیاری کرے تو یہ خیال کرے کہ میرا آخری سفر ہے اور میں نے دوبارہ نہیں آنا۔ جیسے انسان مرنے کے بعد واپس نہیں آتا۔ جب احرام باندھے تو یہ تصور کرے کہ جس طرح کفن باندھ لیا ہے۔ بچوں سے وصیت کر کے جائے تمام معاملات پورے کر کے جائے۔ اگر کسی کا اُدھار دینا ہے تو ادا کر کے جائے۔ جب سواری پہ بیٹھے تو یوں خیال کرے کہ میرا جنازہ جا رہا ہے۔ دوستوں عزیزوں کو اور بہنوں اور بیٹیوں کو الوداع کہہ کے پھر سیدھا مسجد میں جائے اور دو نفل تحیۃ السفر کے ادا کرے اور رو رو کے دعا مانگے۔ یا اللہ میں اس قابل نہیں کہ تیرے دربار آسکوں اور اے اللہ مجھے اس قابل بنا دے کہ میں حاضری دے سکوں اے میرے اللہ میرا جانا مبارک کر۔ میرا حاضر ہونا مبارک کر۔ یا اللہ محبت اور ایمان کے ساتھ لے جائیو۔ اے اللہ اپنی اس عاجز بندی کے گناہوں کو معاف فرمادے اپنی رحمت کی نظر کر۔ جب حاجی مکہ معظمہ میں جائے تو خیال کرے کہ

اپنے پروردگار میں حاضر ہونے کا وقت آنے والا ہے۔ دل کو بُرے خیالات سے پاک کرے اور نیچے نگاہ کر کے عاجزی کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف چلے۔

جب خانہ کعبہ میں مسجد الحرام میں داخل ہو تو اشکبار ہو جائے اور پھر آہستہ آہستہ خانہ کعبہ کی طرف نظر اُٹھائے اور خانہ کعبہ پر پہلی نظر ڈالتے ہی دعا میں مصروف ہو جائے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بندہ خانہ کعبہ پر پہلی نظر ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ پھر یہ پڑھنا شروع کرے۔

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ

اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ

جب طواف شروع کرے اور خیال کرے کہ اپنے پیارے رب العالمین کے دروازے کے چکر لگا رہا ہوں۔ حجر اسود کا بوسہ لے کر طواف شروع کرے۔ ایک چکر لگا کر حجر اسود کے سامنے آ کر پھر دعا مانگے۔ اس طرح سات چکر لگائیں اور آخر میں **مقام ابراہیم** پر دو نفل پڑھے پھر آب زم زم پیٹ بھر کر پیئے۔

یہ وہی پانی ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں سے نکلا تھا۔ اس پانی میں شفا ہے۔ پانی پی کر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے کہ اے باری تعالیٰ جب قیامت کے روز تمام مخلوق پیاس سے نڈھال ہوگی۔ اے میرے اللہ اُس روز مجھے حضور ﷺ کے حوض کوثر سے ایسے ہی بھرا ہوا جام نصیب ہو جائے اے اللہ اپنے کرم سے اُس دن میری پیاس بجھا دینا۔ اے اللہ میں حاضر ہوں۔ میری حاضری کی دلی آرزو پوری فرما دے۔ جب **صفا** اور **مروہ** کی سعی کرو تو یہ خیال دل میں

لاؤ کہ یہاں حضرت بی بی حاجرہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کیلئے دوڑیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند آ گئی اور اسے لوگوں پر واجب کر دیا۔

ذرا خیال کریں کہ حضرت حاجرہ صفا اور مروہ کے درمیان اکیلی بیٹھی تھی اور پانی ختم ہو چکا تھا۔ بیٹا پیاس سے رو رہا تھا۔ ماں ممتا کی ماری پانی کی تلاش میں صفا پہاڑی پر دوڑ کر گئی۔ پھر واپسی پر مروہ پہاڑی پر دوڑ کر چڑھی۔ پھر دوڑی ہوئی بچے کے پاس آئی کہ کوئی درندہ میرے پیارے بیٹے کو کھا نہ جائے۔ ایسے ہی سات چکر لگائے۔ آخر تھک گئی۔ **آب زم زم** کا چشمہ جاری ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی اس بندی کی یہ ادا پسند آئی اور فرمایا اے میرے بندو میری بندی حاجرہ کی طرح کر کے دکھا دو۔ میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا۔ وہاں سات چکر لگانے کے بعد دُعا کریں کہ اے اللہ ہمیں بھی مائی حاجرہ بی بی کے دین سے محبت عطا فرما۔ آمین نویں ذوالحجہ کو میدان عرفات میں خطبہ سنا جاتا ہے یہ وہ میدان ہے۔ یہاں حضرت آدمؑ اور حضرت حوا کی ملاقات ہوئی تھی اور اسی میدان میں حشر کا میدان بنے گا جہاں لوگ خطبہ سنتے ہیں۔ اس میدان میں حضور ﷺ نے اپنا آخری خطبہ دیا تھا۔

کہ اے میرے صحابہ تمام انسان برابر ہیں۔ کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی انسان عظمت والا ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ اے لوگو تمہاری عزت ایسے ہی ہے۔ جیسے آج کے دن کی اس مہینے کی اور اس بیت اللہ کی۔

غلاموں کا خیال کرو ان کی عزت کرو قرآن پاک اور میری سنت کو پکڑ لو۔ تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

میری بہنو!

اس میدان میں جو بھی اُس دن آجائے گا اُس کا حج قبول ہو جاتا ہے۔
میدان عرفات سے خداوند کریم کے حضور رو رو کے دعائیں کی جاتی ہیں۔ اپنے گناہوں سے معافی طلب کی جاتی ہے۔ اور میدان محشر کی سختی کا خیال لا کر رحمت طلب کی جاتی ہے۔ پھر مزدلفہ میں رات بسر کی جاتی ہے۔ دُعائیں مانگی جاتی ہیں۔ صبح کو پھر تین شیطانوں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ یہ تصور کر کے کہ میں شیطان کو اپنا دُشمن خیال کرتی ہوں
پھر منیٰ کے مقام پر قربانیاں کی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ ارادہ کیا جاتا ہے کہ آج میں نے اپنی تمام آرزوؤں کو قربان کر دیا۔ آج کے بعد میرا ہر کام اللہ کی رضا اور رسول اللہ کی پیروی کے مطابق ہو گا۔

میری بہنو!

حج کا مطلب ہی قربان ہو جانا ہے یہاں خدا کا حکم آجائے وہاں گردن جھکا دینا ہی ایمان ہے۔ اپنی خواہشات کو قربان کر دینا ہی انتہائی قربانی ہے خداوند کریم ہمیں اپنے نام اور پیغام پر قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
حج ادا کرنے کے بعد حضور آقائے نامدار حبیب کردگار سرکار دو عالم رحمت

جہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضری بھی ضروری ہے۔سرکار مدینہ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔

ترجمہ: جس نے حج کیا۔میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔گویا اُس نے زندگی میں میری زیارت کی۔

فرمایا مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اللّٰہِ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔

حضور ﷺ کے روضے کی زیارت کے بغیر حج مکمل ہی نہیں ہوتا۔

برستی ہے رحمت کی برسات مدینے میں

فیضان محمد ہے دن رات مدینے میں

پلکوں پہ سجائیں گے ہم خاک مدینے کی

لے جائیں اگر ہم کو حالات مدینے میں

کچھ ہار درودوں کے ہیں زادِ سفر میرا

لے جاؤں گی اشکوں کی سوغات مدینے میں

عرشی بھی سوالی ہیں فرشی بھی سوالی ہیں

ملتی ہے شفاعت کی خیرات مدینے میں

دربار سے کوئی بھی ناکام نہیں پھرتا

سنتے ہیں وہ سائل کی ہر بات مدینے میں

ہے جلوہ نما ہر سُو وہ ذات مدینے میں

اب حاجی مدینے کی طرف چل پڑے ہیں لبوں پہ درود و سلام جاری ہو

جاتا ہے۔ آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں۔ آج اُس حبیب کے در پہ حاضری ہوگی۔
جس کے قدموں کا صدقہ کائنات بنائی گئی ہے۔ اگر یہ رسول خدا حضرت محمد ﷺ
کی ذات نہ ہوتی تو خداوند کریم ساری کائنات نہ بناتا۔ آج نبیوں کے امام کی
بارگاہ میں حاضری ہونے والی ہے۔ آج شافع محشر کے قدموں میں جانے کی گھڑی
قریب آرہی ہے۔ آج مدینے کے تاجدار کے حضور نیاز مندی کا شرف حاصل ہو
گا۔ حاجی نہایت ادب واحترام سے گردنیں جھکا کر یہ کہتے ہوئے رواں دواں ہیں

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوۃ اللہ علیک

اب یوں یوں مدینہ طیبہ قریب آرہا ہے۔ دلوں کی دھڑکن تیز ہو رہی
ہے۔ پیاس بڑھ رہی ہے۔ شوق اور ذوق محبت میں اور محبت، عشق میں ڈھل رہی
ہے۔ یہ درِ حبیب خدا ہے۔
ذرا ہوش کے ساتھ حاضر ہونا اور جب مدینہ منورہ حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے
اور مدینہ منورہ نظر آتا ہے تو کہنے والے پکار اُٹھتے ہیں۔

دیکھ لو رج رج کے اکھیو نی مدینہ آگیا
رحمتاں تے برکتاں دا ہے خزینہ آگیا
ڈگدا ڈھیندا اٹھدا ابیندا اکھدا ارات دن

اپنے آقا دے دوارے تے کمینہ آگیا

پیارا پیارا سبز گنبد دیکھ کے دل بولیا

ابرِ رحمت دی انگوٹھی دا نگینہ آگیا

آؤ دوڑو بھر لو سب اپنی اپنی جھولیاں

فیض دینے رحمتوں کا ہے خزینہ آگیا

میری بہنو!

یہ وہ سرزمین پاک ہے جس پر حضور کے رحمتوں والے قدم مبارک لگے ہیں عاشق مدینہ تو اس سرزمین پر سر کے بَل چل کر آتے ہیں۔ جہاں کی مٹی خاک شفا ہے آنکھوں میں سرمہ لگاتے ہیں۔ اُس شہرِ پاک میں اونچا نہیں بولتے۔ اتنا ادب واحترام ہے۔ اپنے محبوب کے شہر کا۔ اب عاشقوں کا گروہ مدینے کی گلیوں میں سے گزر رہا ہے۔ نگاہوں میں نقش ونگار مدینہ آتے جاتے ہیں۔ خیال کی پرواز ٹوٹ رہی ہے۔ حبیب کی یاد سے رشتہ جوڑتی ہے۔ لبوں پہ اُسی کے ترانے ہیں۔ مسجد نبوی کا در رحمت نظر آتا ہے۔ شوق بے تاب ہو جاتا ہے۔ محبت سے دل سینے سے اچھل اُچھل پڑتے ہیں۔ قدم تیز ہو جاتے ہیں۔ در رسول اکرم کی ٹھنڈی ٹھنڈی اور مہکی مہکی ہوا دلوں میں اُتر رہی ہے۔ بلکہ روحوں میں سما رہی ہے۔

مسجد نبوی جس میں سرکار مدینہ نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ جس کی بنیاد خود نبیوں کے سلطان نے اپنے دست رحمت سے رکھی، خود پتھر اُٹھائے۔ گارا بنایا۔ جس کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جس نے اس مسجد میں ایک نماز پڑھی اُسے پچاس

ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ دل دیکھ دیکھ کر بھرتا ہی نہیں اور مسجد کے مینار جس کے بارے میں عاشق رسول یوں کہتے ہیں۔

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جس وقت محمد ﷺ کا دربار نظر آئے

اور پھر حاجی مسجد نبوی میں نگاہیں جھکا کر باادب ہو کر نماز ادا کرتا ہے اور شوق زیارت سے آگے بڑھ کر نورانی پیاری اور سنہری رحمت والی جالیوں کو سینے سے لگا لیتا ہے تو اُس کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے۔

بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
دکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے
جب سامنے آنکھوں کے غم خوار نظر آئے
مکے کی فضاؤں میں طیبہ کی ہواؤں میں
ہم نے تو جدھر دیکھا سرکار نظر آئے

ایک مقام ایسا بھی ہے جس کے بارے میں سرکار مدینہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃ

میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کا باغ ہے

میری بہنو!

اس مقام پر جانا ایسا ہے گویا انسان جنت میں داخل ہو گیا۔ وہاں کا نظارہ نہ لکھا جا سکتا ہے اور نہ بتایا جا سکتا ہے۔ بس محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اُس سے پوچھو جس نے اُس نظارے کو روح و دل میں بستے دیکھا ہو۔ خدا کرے وہ دن آئے کہ ہم سب روحانی وجدانی نورانی اور رحمت والے مقام کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھیں اور حضور کی شفاعت کے حقدار بن جائیں۔

ایک امیر شخص نے ایک بچہ دیکھا جو مسجد نبوی میں اور مسجد سے باہر روٹی کے ٹکڑے اُٹھا کر کھا رہا تھا۔ اُس شخص نے کہا بیٹے میری کوئی اولاد نہیں تو میرے ساتھ پاکستان چل وہاں تمہیں اچھا لباس دوں گا۔ اچھا اور عمدہ کھانا ملے گا اچھی تعلیم ہو گی۔ رہنے کو کوٹھی ملے گی۔ آنے جانے کو کار ملے گی۔ سونے کو نرم بستر ہو گا۔ بیٹے میرے ساتھ چلے گا۔

میری بہنو!

مدینے کے عاشق بچے نے جو جواب دیا۔ خدا کی قسم اُس نے دل ہلا کے رکھ دیا بلکہ روح کو تڑپا دیا۔ اُس بچے نے کہا ارے سیٹھ۔ پاکستان میں کار ملے گی۔ کھانا ملے گا۔ کوٹھی ملے گی۔ تعلیم ہو گی۔ آرام دہ بستر ملے گا۔ اچھا لباس ہو گا۔ سب کچھ ملے گا۔ مگر یہ بتایئے یہ گنبد خضرا ملے گا۔ سیٹھ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اس

نے کہا بیٹے۔ یہ تو نہیں ہے۔

☆ بچے نے کہا آپ کو پاکستان مبارک۔☆

☆ مجھے مدینہ اور مدینے کے ٹکڑے مبارک۔☆

حضرت عبدالحق دہلوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

اَنَا ضَیۡفُکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔

یہ کہہ کر مسجدِ نبوی کے ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کہ آنکھ لگ گئی۔

دیکھا سرکارِ دو عالم۔ قاسمِ زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ تشریف لے آئے۔

اور فرمایا۔ یا علی...... یہ میرا مہمان ہے۔ اسے کچھ کھانے کو دو۔

حضرت علی نے ایک روٹی عطا فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے۔

عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آدھی روٹی کھالی۔ جب بیدار ہوا۔ تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ وہ روٹی میں دہلی لے آیا۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو پانی میں گھول کے پلا دیتا تھا تو شفا ہو جاتی تھی۔

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

حضرت مہر علی گولڑہ شریف والے حج ادا کرنے کے بعد درِ حبیبِ خدا۔ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے۔ مسجدِ نبوی میں کھڑے تھے کہ خیال آیا۔ سفر کی تھکاوٹ ہے۔ عشاء کی نماز کی پہلی چار سنتیں چھوڑ دیتا ہوں۔ اور فرض ادا

کر لیتا ہوں۔ یہ سوچ کر ابھی نیت باندھنے لگے تھے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ روضے کی طرف سے تشریف لائے۔ فرمایا جب پیر ہی میری سُنتیں چھوڑ دیں گے۔ تو مریدوں کا کیا حال ہوگا۔ یہ سُن کر مہر علی شاہ صاحب جھک گئے۔ اور حضور ﷺ کے پاؤں کو بوسہ دے دیا۔ ہوش آئی تو پوری نماز ادا کی۔ اور شکر ادا کیا۔ کہ آج مجھے کملی والے ﷺ کی زیارت ہوگئی۔ یہ ہے مدینہ منورہ...... مدینے والے کا۔ یہاں عاشقوں کو سب کچھ ملتا ہے۔

رَحمت دِی تصویر **مدینہ**
عاشق دِی جاگیر **مدینہ**
جس دِی مِثل مثال نہ کوئی
اپنی آپ نظیر **مدینہ**

نہ مال و اولاد دا صدقہ نہ کاروبار دا صدقہ
اسیں تے کھانے ہاں یار و خدا دے یار دا صدقہ

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

تقریر نمبر ﴿21﴾

ایصالِ ثواب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ o اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

وَاَنْفِقُوْافِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ O (پ۲)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَاالْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیّ الْکَرِیْمُ ﷺ

میری بہنو!

سب مل کر درود وسلام پڑھیں۔

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

عَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ جس نے زبانوں کو قوتِ گویائی عطا فرمائی۔ کانوں کو قوتِ سماعت دی۔ آنکھوں کو بصارت کا نور دیا۔ دلوں کو بصیرت کی روشنی عنایت فرمائی۔ دماغ کو کمپیوٹر بنایا۔ پھر اُسے یادوں سے سجایا۔ انسان کو عقل دے کر اور شرفِ بارگاہ بخش کر اشرف المخلوق بنایا۔ علم دے کر فرشتوں سے اعلیٰ کر دیا۔ وہی اللہ ساری کائنات کا مالک وخالق ہے۔ اُسی کے حضور ہمارے جبینیں جھکتی ہیں۔

میری بہنو!

درودوسلام کے گجرے سرورِ کائنات۔ رحمتِ جہاں۔ شافعِ محشر۔ نورِ مجسم۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہِ مقدسہ میں پیش کرتی ہوں۔ کہ جس بارگاہ میں جبرئیل بھی بلا اجازت نہیں آتے۔ جس بارگاہ میں آنے والا بدنصیب نہیں رہتا۔ جس بارگاہ سے ہر ایک کو بھیک کے ساتھ دُعا بھی ملتی ہے۔

منگتا تو رہا منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

وہ بارگاہ...... جس میں
ابوبکرؓ...... صدیق بنتے ہیں۔
عمرؓ...... فاروقؓ بنتے ہیں۔
عثمانؓ...... غنی بنتے ہیں۔
علیؓ...... اسد اللہ بنتے ہیں۔
حبشی بلالؓ...... رشکِ قمر بنتے ہیں۔
گمراہ...... ہادی بنتے ہیں۔
اور ادنیٰ...... اعلیٰ بنتے ہیں۔

سوہنے دے دَر دے ذرّے بدر و ہلال بن گئے

قدماں نوں چُم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے

جہناں تے پیاں نظراں میرے حبیب دیاں
مدنی لج پال دیاں جگ دے طبیب دیاں
حضرت اویس بن گئے حضرت بلال بن گئے
قدماں نوں چُم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے

لباں تے مہراں لگیاں بولن دی جاچ بھل گئی
اُتھے زبان تائیاں کھولن دی جاچ بُھل گی
جاکے مدینے اتھرو میرے سوال بن گئے
قدماں نوں چُم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے

جدائی مدینے والی دل نوں جلائی جاوے
جھلی نہ میرے کولوں لمبی جدائی جاوے
صائم جدائیاں اندر گھڑیاں دے سال بن گئے
قدماں نوں چُم کے روڑے ہیرے تے لعل بن گئے

میری بہنو!

اُس بارگاہِ رسالت مآب میں اگر ہماری بھی حاضری ہوجائے تو ہمارا نصیب بھی چمک اُٹھے۔ میں نے قرآن پاک سے ایک آیتِ کریمہ تلاوت کی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

وَاَنْفِقُوْافِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِO

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو

میری بہنو!

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔اور تاکید کی جارہی ہے۔اب دیکھنا یہ کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ ہر اچھے کام کے لیے خرچ کرنا گویا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنا مال آتا تھا کہ آپ سارے کا سارا تقسیم فرمادیتے تھے۔ایک مرتبہ مسجدِ نبوی کا سارا صحن مال و دولت سے بھر گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلالؓ مدینے میں اعلان کردو کہ اپنا اپنا حصہ لے جائیں اُس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف نہ لے گئے۔ جب تک سارا مال تقسیم نہ ہوگیا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل سخاوت کو پسند کرنے والا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس تقسیم فرمانے والا تھا۔ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی جھولی بھر دیتے تھے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشادِ گرامی ہے کہ غنی اللہ کے قریب ہے۔مومنوں کے قریب ہے اور جنت کے قریب ہے۔

دوسرا ارشاد فرمایا۔ کہ کنجوس اللہ سے دُور ہے۔مومنوں سے دُور ہے اور جنت سے دُور ہے۔

تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا

لَایَدْخُلُ الجَنَّۃَ بَخِیْل“

کنجوس جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

قرآن کا ارشاد ہے کہ جب جنتی جنت کو جارہے ہوں گے اور دوزخی، دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔ تو جنتی دوزخیوں سے سوال کریں گے کہ کونسی چیز تمہیں جہنم میں لے گئی

قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ○

وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ ○

کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

میری بہنو!

ثابت ہوا کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا اور نماز نہ پڑھنا انسان کو دوزخ میں لے جائے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے بیس (۲۰) سال تک گناہ کئے۔ پھر اُس نے توبہ کا سوچا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری توبہ قبول نہیں وہ روتا پھرتا تھا۔ ایک دِن ایک فقیر نے صدا لگائی۔ میں بھوکا ہوں۔ اللہ کے نام پر کوئی مجھے کھانا کھلادے۔

اُس بندے نے اُس فقیر کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ اُسے پیٹ بھر کے کھانا کھلایا۔ وہ فقیر اُسے دُعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ اُس وقت کے نبی کو وحی آئی کہ میرے بندے سے کہہ دو کہ اُس نے میرے ایک بھوکے بندے کا پیٹ بھرا ہے

اس لیے میں نے اُس کے سارے گناہ معاف کر دیئے۔ اور اُس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔

میرے بہنو!

اللہ کی خاطر کھانا کھلانے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

پیارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ عورت رہتی تھی جس کا دامن گناہوں سے بھر چکا تھا۔

ہر کوئی اُس عورت سے نفرت کرتا تھا۔ ایک روز گرمیوں کے موسم میں وہ سفر کر رہی تھی کہ اُسے پیاس لگی۔ اُس نے ایک کنواں دیکھا وہ اُس کنوئیں کے قریب گئی اور ڈول سے پانی نکالا اور پینے لگی۔ اتنے میں ایک کتا وہاں ہانپتا ہوا آ گیا اور قریب ہی کھڑا ہو گیا۔ اُس عورت کے دِل میں آئی کہ یہ ضرور پیاسا ہے اسے پانی کی طلب ہے اُس عورت نے اُسے پانی پلانا شروع کر دیا۔ کتے نے پانی پیا اور سیر ہو کر چلا گیا۔

میری بہنو!

اُس وقت کے نبی کو وحی آئی کہ اے میرے پیغمبر اُس عورت سے جا کر کہہ دو کہ اُس نے میری خاطر میری مخلوق میں سے کتے کو پانی پلایا ہے۔ اس لیے میں نے اُس کے پہلے تمام گناہوں کو معاف کر دیا۔ وہ عورت یہ سُن کر بہت روئی اور پھر نیک عورت بَن گئی۔ اور اللہ کی راہ میں بہت سا مال خرچ کیا کرتی تھی۔

میری بہنو!

سوچنے کا مقام ہے کہ اگر کُتے کو پانی پلانے سے سارے گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔تو ایک انسان کو، ایک مسلمان کو، اپنے ماں باپ کو کھانا کھلانے سے اور پانی پلانے سے کتنا اجر ملے گا۔اور کس قدر اللہ کی رضا حاصل ہوگی۔

میری بہنو!

حضرت داؤد علیہ السّلام کا دربار لگا ہوا تھا کہ وہاں حضرت عزرائیل علیہ السّلام آگئے۔حضرت داؤد علیہ السّلام نے پوچھا۔کیسے آنا ہوا؟

انہوں نے فرمایا۔آپ کی مجلس میں ایک نوجوان بیٹھا ہے۔میں اُس کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔صرف اُس کی زندگی چند گھنٹوں کی ہے۔اب یہ نوجوان گھر جائے گا تو میں اس کی روح قبض کرلوں گا۔

وہ نوجوان گھر گیا۔اُس کی والدہ نے کہا میرے بیٹے مجھے پانی پلا دو۔اُس نوجوان نے اپنی ماں کو پانی کا پیالہ بھر کر پیش کیا۔اُس کی ماں نے پانی پی کر یہ کہا۔

اے میرے اللہ! میرے بیٹے کی عمر دراز فرما۔اس نے مجھے پانی پلایا ہے۔ماں کی دُعا قبول ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السّلام کو واپس بُلا لیا اور فرمایا۔میں نے اپنی بندی کی دُعا کو قبول کرلیا ہے اور اس نوجوان کی عمر تیس (30) برس اور کردی ہے۔

میری بہنو!

ماں کو پانی پلانے والے کی عمر دراز ہوگئی۔آپ بھی اپنے ماں باپ کی دُعائیں لیا کرو۔ کیونکہ اُن کی دُعا چالیس ولیوں کی دُعا سے بھی اعلیٰ ہے۔ وہ میری بہنیں کتنی خوش نصیب ہیں کہ جن کے سروں پر ماں باپ کا سایہ ہے۔

ہمیں اُس سائے کی قدر کرنی چاہیئے۔ ماں باپ کی خدمت عین عبادت ہے۔ اس سے خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ ماں وہ عظیم ہستی ہے۔ جس کے بارے میں پیارے رسول ﷺ نے فرمایا۔

اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اِقْدَامِ الْاُمَّھَاتْ

کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

ادب کریا کرو مِل کے اے ماواں جنتی چھاواں
اُونہاں نوں رونا عمراں دا جنہاں دیاں مرگئیاں ماواں

میری بہنو!

شہر بغداد میں ایک شخص بہت کنجوس تھا مگر اُس کی بیوی بہت سخی تھی۔ وہ ہر آئے گئے کو کھانا کھلاتی اور پانی پلاتی تھی۔ایک روز اُس کنجوس شخص نے کہا۔

اے میری بیوی غور سے سُن۔آج کے بعد تُو نے اگر کسی فقیر کو یا یتیم کو یا مسکین کو کھانا کھلایا۔تو میں تجھے تنور میں بند کردوں گا۔جس سے تُو جل کر مر جائے گی اور تیرا جسم جل کر کوئلہ بن جائے گا۔

اب وہ عورت اپنے خاوند سے بچ کر فقیروں کو کھانا کھلانے لگی۔ دن

گزرتے گئے۔ایک دِن وہ ایک فقیر کو کھانا کھلا رہی تھی۔کہ اُس کا خاوند آ گیا۔
اُس نے کہا۔اے عورت تُو باز نہیں آئی۔تُو نے میری نافرمانی کی ہے۔اب تنور میں
جلنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔
اُس نیک عورت نے کہا۔تو کیا مجھے تنور میں ڈالے گا۔میں خود چھلانگ لگا دیتی
ہوں۔اب اُس نیک عورت نے غُسل کیا۔نیا لباس پہنا۔اور سارا زیور پہن لیا۔
خاوند نے کہا۔یہ زیور تو اُتار دے۔اُس عورت نے کہا۔جب میں نے خدا کے
حضور جانا ہی ہے تو کیوں نہ بَن سنور کے جاؤں۔میں زیور نہیں اُتاروں گی۔یہ کہہ
کر اُس نیک اور سخی عورت نے تنور میں چھلانگ لگا دی۔اُس ظالم شخص نے تنور کے
اوپر گھڑا رکھ دیا۔اور سوچنے لگا۔اب کچھ دیر کے بعد جَل کر راکھ ہو جائے گی۔چند
گھنٹے گزرنے کے بعد جو گھڑا اُٹھایا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔کہ آگ گلزار بن گئی
ہے۔اور وہ سخی عورت بالکل محفوظ ہے۔غیب سے آواز آئی۔

جلائے آگ نہ اُن کو خدا کے جو پیارے ہیں
ہمیں جو یاد رکھتے ہیں وہی بندے ہمارے ہیں

یہ دیکھ کر وہ شخص بہت شرمندہ ہوا۔اور سچی توبہ کر کے اللہ کا پیارا سخی بندہ بن گیا۔اور
اُس نے کنجوسی چھوڑ دی۔وہ اپنے گھر میں ہر روز ایک دو مہمانوں کو لاتا تھا اور انہیں
کھانا کھلاتا تھا۔محلے میں اُس کا نام ہی سخی بابا پڑ گیا۔ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم کنجوسی کی
بجائے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں۔

میری بہنو!

اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا۔

اَلصَّدَقَۃُ رَدُّ الْبَلَا

صدقہ بلا کو ٹالتا ہے۔

جو زندہ ہیں۔ اُن کی بلا بھی ٹالتا ہے اور جو فوت ہو جائیں اُن کی بلا بھی ٹالتا ہے۔ صدقے سے مرنے والوں کی قبریں روشن ہو جاتی ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ مُردوں کو صدقات کا فائدہ ہوتا ہے یا نہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ بیشک یہ چیزیں اُن کو فائدہ دیتی ہیں۔ بلکہ وہ اُن سے خوش ہوتے ہیں۔ جیسے کہ تم ایک دوسرے کے تحفہ دینے سے خوش ہوتے ہو۔ (مسند امام احمد)

سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے۔ اگر میں صدقہ کروں تو اُسے کوئی فائدہ پہنچے گا حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔ اُس شخص نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے۔ میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے وہ باغ اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ (ابو داؤد)

میری بہنو!

ثابت ہوا کہ اگر مُردے کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو اُسے قبر میں بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ حضور ﷺ کے ایک صحابی حضرت سعدؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہو گئی ہے۔ میں اُس کے لیے کچھ کر سکتا ہوں۔ سرکار

نے فرمایا۔ اُس کیلئے صدقہ دو۔ حضرت سعدؓ نے عرض کیا۔ سب سے اچھا صدقہ کونسا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سب سے افضل صدقہ پانی ہے۔

حضرت سعدؓ نے مدینہ منورہ میں اپنی ماں کے نام کا ایک کنواں کھدوا دیا اور کہا

هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعَد...... کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے کسی بندے کا درجہ بلند کرتا ہے۔ تو وہ پوچھتا ہے کہ یا اللہ تو نے میرا درجہ کیوں بلند کیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تیرے بیٹے نے تیرے لیے مغفرت کی دعا کی ہے۔ اس لیے درجہ بلند ہوا۔

میری بہنو!

دعا بھی صدقہ ہے۔ اور پانی بھی صدقہ ہے۔ اور پھل وغیرہ بھی صدقہ ہیں۔ ان سب کا ایصال ثواب مرنے والے کو سکون دیتا ہے۔ اُس کی بخشش ہوتی ہے۔ اسی لیے جب ہم ختم شریف کی مجلس منعقد کرتے ہیں۔ تو اُس میں قرآن شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔ درود شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔ ماں باپ کیلئے دعا بھی کی جاتی ہے۔ اور عام لوگوں کو کھانا بھی کھلایا جاتا ہے۔ اِن تمام اچھی باتوں کا ایصال ثواب مرنے والی کی روح کو بخشا جاتا ہے۔ جس سے اُس کی قبر روشن ہو جاتی ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مریدنی

کوخواب میں دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے آپ نے پوچھا کہ بیٹی تیرا یہ حال کیوں ہوا۔ اُس نے کہا یہ سب میرے گناہوں کی شامت ہے۔ ایک ہفتے کے بعد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اُس مریدنی کو پھر خواب میں دیکھا تو وہ ایک تخت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اور بڑی خوش تھی۔ آپ نے پوچھا بیٹی یہ مقام کیسے ملا۔ اُس نے عرض کیا۔ ہمارے قبرستان کے قریب سے ایک شخص گزرا۔ اُس نے ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر تمام قبرستان والوں کو ایصال ثواب کر دیا۔ ہم کل پانچ سو کے قریب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے درود شریف کی برکت سے سب کو بخش دیا۔

میری بہنو!

قرآن پڑھ کر بخشو، درود شریف پڑھ کر بخشو، اللہ کا ذکر کر کے بخشو، مرنے والوں کے نام کا صدقہ دو۔ اور اُن کے لیے دعا مانگو۔ فاتحہ خوانی کرو۔ اِن سب نیک کاموں سے اہل قبور کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن
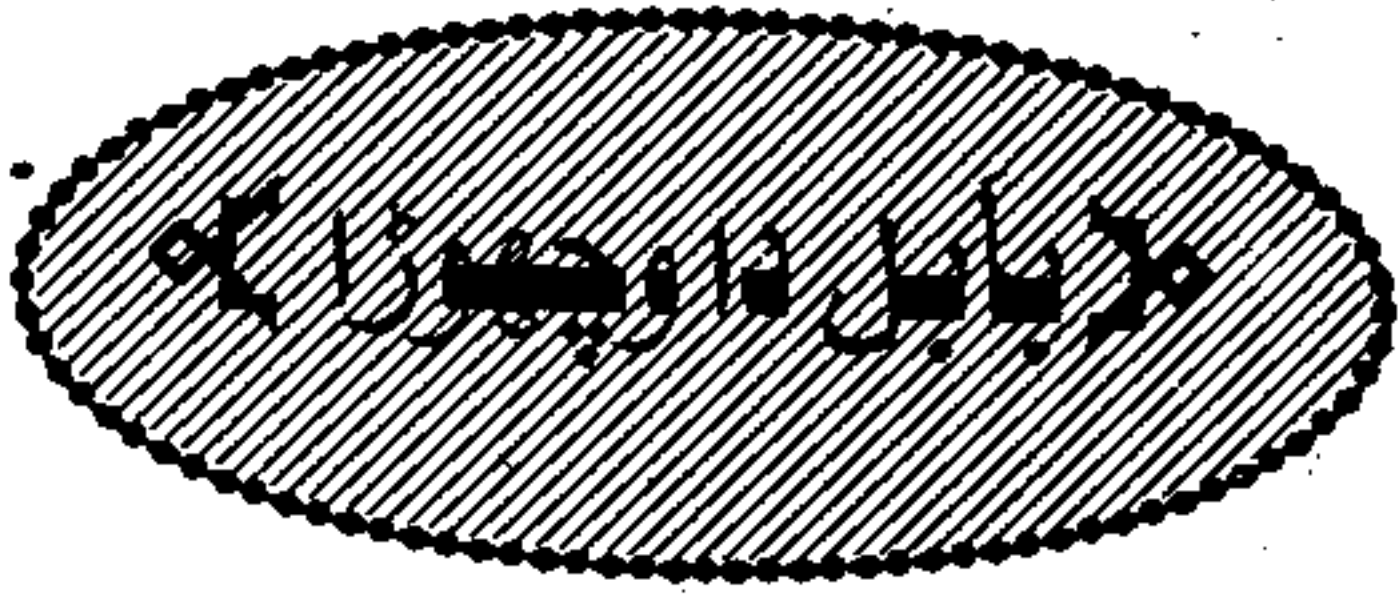
بابل دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوایا

چیندیاں ای سانوں اوہنے ہمار مکایا

بابل توں گیا نال تیرے گئیاں بہاراں

جھلاں گے کیویں ہجر دیاں دکھ دیاں ماراں

جاندی واری نہ سانوں تساں گل نل لایا

بابل دے وچھوڑے نیں.............

چپ کر کے سارے گھر نوں تسیں چھوڑ کے چلے

کی غلطیاں ہوئیاں تسیں منہ موڑ کے چلے

تاں جاندیاں سانوں کوئی پیغام سنایا

بابل دے وچھوڑے نیں.............

بہناں تے بھراواں دا جھیڑا حال سی ہویا
تک حال اوناں دا تے سارا ویہڑا ای رویا
حالات نے ساڈے تے بڑا قہر کمایا

بابل دے وچھوڑے نیں.................

گُلشن دیا ہُن ماکا اَج ویکھ لا آ کے
سَب روندے نیں ہُن یاد تیری سینے لگا کے
یاد آئی تیری سانوں اوہنے بہت رولایا

بابل دے وچھوڑے نیں.................

تُربت تے تری نور دی برسات ہووے گی
دِن حشر دے ہُن نال تیرے بات ہووے گی
تیرے واسطے ہے سعید نے محفل نوں سجایا

بابل دے وچھوڑے نیں.................

ماں دا وچھوڑا

امّاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوایا

چیندیاں ہی سانوں اوہنے مار مُکایا

یاد آوندیاں رہ رہ کے سانوں تیریاں باتاں

او تیریاں باتاں سی سانوں سو سو سوغاتاں

یاد آئیاں ملاقاتاں سانوں درد ستایا

امّاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوایا

جد شام پوے نظر میری گھر ول جاوے

شاید میری لتاں ای مینوں نظریں آوے

ہے تانگ لگی جیہدی اُوہنے پھیرا نئیں پایا

امّاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوایا

ماں لفظ ہے ایسا کہ زباں شیریں ہو جاوے

اُس گھر وچ ہے ہنیرا جتھے ماں نظر نہ آوے

ماں روپ ہے ربّ دا میرے مُرشد نے بتایا

امّاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوایا

ماں ورگا سانوں ہور کسے پیار نئیں کرنا
بُوہے چہ کھلو کے کسے انتظار نئیں کرنا
ہُن کون کہو ہائے میرا لال نئیں آیا
امّاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوایا

جد یاد آوے ماں تے میرے ہنجو نئیں رُک دے
امّاں دے وچھوڑے نیں دتے درد نئیں مک دے
ہُن چھائیاں دھپاں میرے سروں اُٹھ گیا سایہ
امّاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوایا

تُربت تے تیری نُور دی برسات ہووے گی
دِن حشر دے ہُن نال ترے بات ہووے گی
ترے واسطے ہے **سعید** نے محفل نوں سجایا
امّاں دے وچھوڑے نیں ساڈا چین گنوایا
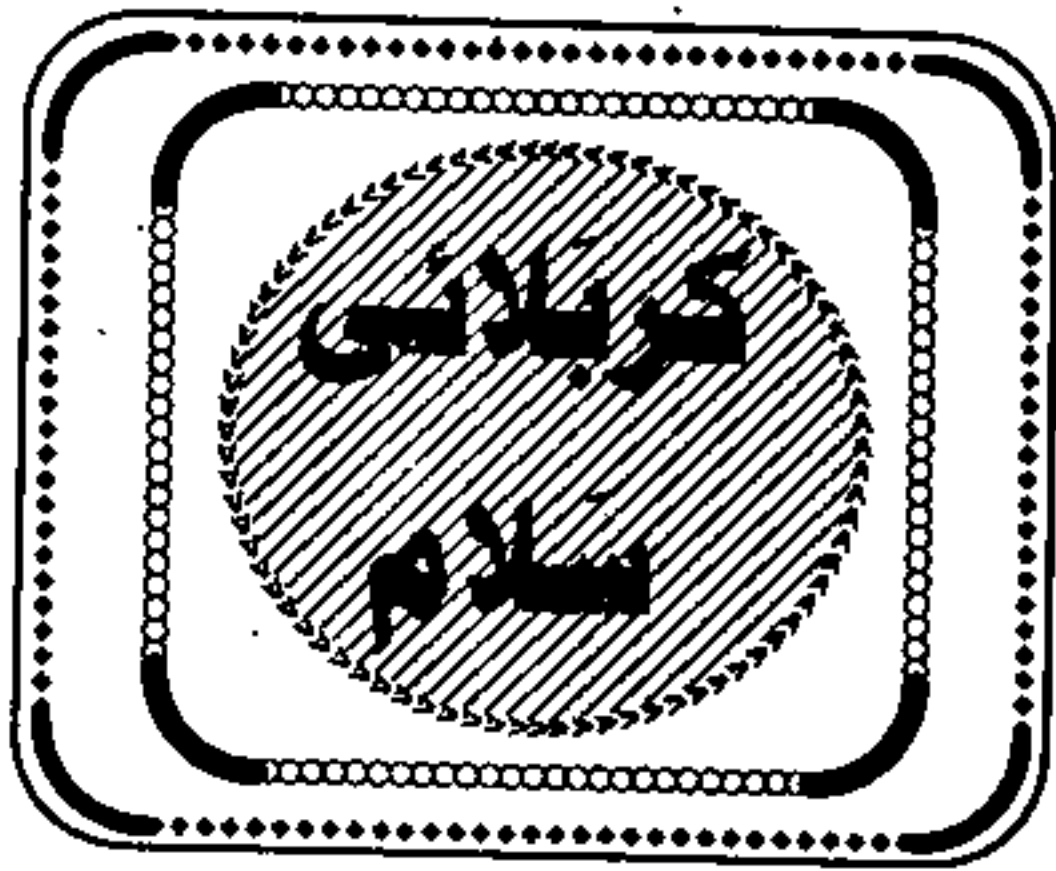
مصطفٰے شانِ قدرت پہ لاکھوں سَلام
جانِ خَتمِ نبوت پہ لاکھوں سَلام

مہرِ صدق و صداقت پہ بے حَد درود
فخرِ جانِ عدالت پہ بے حَد درود
شہنشاہِ ولایت پہ بے حَد درود
اہلِ بیت رَسالت پہ بے حد درود
اُن کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

جن کو کوفے کے لوگوں نے دھوکا دیا
جن پہ کربَل میں فوجوں کا گھیرا ہوا
جن کے سینوں کو تیروں نے چھلنی کیا
جن کے کنُبے سے پانی کو روکا گیا
اُن سب اہلِ مصیبت پہ لاکھوں سَلام

جب اُٹھایا گیا اُن کے منہ سے حجاب
روئے افلاک شرما گیا آفتاب
قیدی بَن کے چلیں کوفے کو بے نقاب
اُمِّ کلثوم و زینب ، سکینہ ، رُباب
شہر بانو کی ہمت پہ لاکھوں سلام

جن کا بابا علی نانا ہے مصطفٰے
جن کی امّاں ہوئی فاطمہ زہرا
جو مدینے سے چل کے آئے کربلا
جن کے اعداء پہ ہے لعنتِ کبریا
اُن کی بالا شرافت پہ لاکھوں سلام

جن کی عمروں کی لوٹی کمائی گئی
جن کو دُشنام جی بھر سُنائی گئی
جن کے سر سے بھی چادر ہٹائی گئی
جن کے خیموں کو آتش لگائی گئی
اُن خواتینِ ملّت پہ لاکھوں سلام

جو تھا باطل کے آگے میداں میں اُڑا
حق کی خاطر یزیدوں سے تنہا لڑا
جس نے کربل میں جھنڈا یقیں کا گڑا
جس نے نیزے پہ چڑھ کر ہے قرآں پڑھا

اُس کی اعلیٰ شہادت پہ لاکھوں سلام

جن بہتروں(۷۲) نے جامِ شہادت پیا
خود خدا نے فرشتوں میں ناز کیا
مصطفٰے نے انھیں جامِ کوثر دیا
جن کی لاشوں کو گھوڑوں سے روندا گیا

اُن کی سچی محبت پہ لاکھوں سلام

جن کی یادوں میں **سعید** کے آنسو بہیں
جس زمیں پہ شہیدوں کے لاشے رہیں
خوں کے قطروں کو کیسے وہ ذرّے سہیں
آج **نقوی** سے مدحت کے قدسی کہیں

کربلا تیری عظمت پہ لاکھوں سلام

یاحیُّ یاقیُّوم

دربارِ مصطفویﷺ میں سلام کا نذرانہ

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

روتوں کو آقا ہنسا دو — بچھڑوں کو مولا ملا دو
مرنے سے پہلے خدا را — گنبدِ خضریٰ دکھا دو

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

بے کسوں خوشیاں مناؤ — عاشقو نعتیں سناؤ
کملی والے آ رہے ہیں — راہ میں آنکھیں بچھاؤ

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

آ گئے وہ نور والے — جن کے تھے ہر سُو اجالے
ادب سے سارے کھڑے ہوں — آ گئے وہ کملی والے

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

از طفیلِ غوث اعظم | بادشاہِ ہر دو عالم
صدقہء امامِ اعظم | دُور ہوں سبھی کے رنج و غم

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوٰۃ اللہ علیک

اِک اور عرض کریں ہم | مرے مَولا جب مَریں ہم
کلمہ آپ کا پڑھیں ہم | بعد اِس کے یہ کہیں ہم

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوٰۃ اللہ علیک

مَنگاں میں ایہو دُعاواں | میں مدینے پہنچ جاواں
ہون روضے دیاں چھاواں | تیریاں نعتاں سُناواں

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوٰۃ اللہ علیک

وہ گھڑی سعید ہوگی | آپ ﷺ کی جو دید ہوگی
دیکھ کر چہرہ نورانی | عاشقوں کی عید ہوگی

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوٰۃ اللہ علیک

یا رسول اللہ تیرے دَر کی فضاؤں کو سلام
گنبدِ خضریٰ کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام

السّلام اے ہادیِ دینِ متین | السّلام اے رحمت اللعالمین

اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول
یہ سَلام عاجزانہ ہو قبول
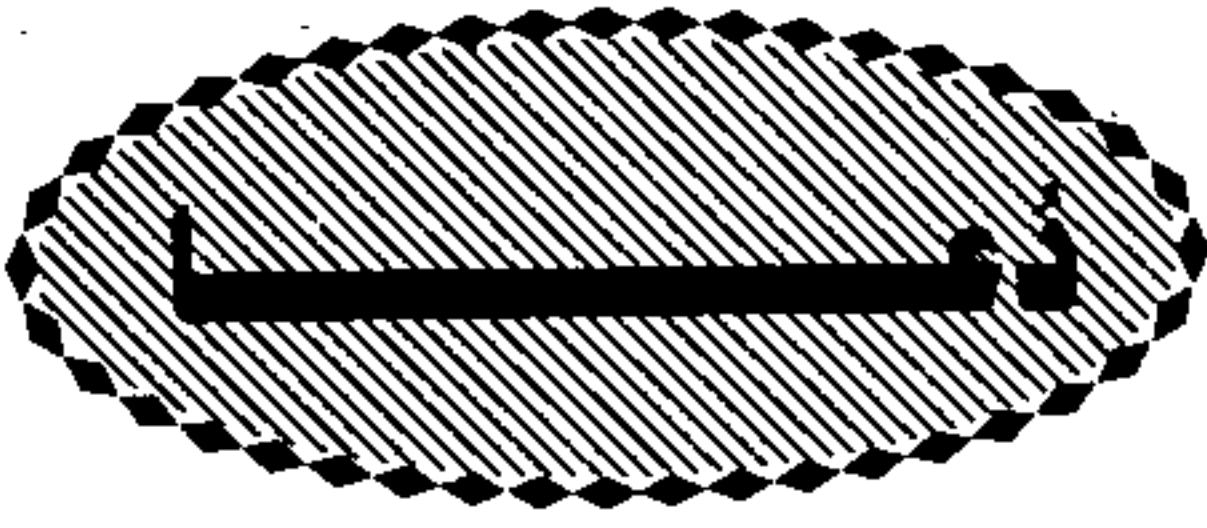
عمر گزری گناہاں وِچ ساری
اے اللہ مینوں معاف کر دے
تیری ذات غفاری تے ستاری
اے اللہ مینوں معاف کر دے
دَر چھڈ تیرا کِس دَر جاواں
کس نوں جا کے حال سُناواں
تو تے سبھناں دی بگڑی سنواری
اے اللہ مینوں معاف کر دے
جے میں دیکھاں عملاں وَلے
ربّا کجھ نہیں میرے پلے
تیری رحمت گناہاں تے بھاری
اے اللہ مینوں معاف کر دے

مُشکل ہر اِک دِی حَل کر دے
نال مُراداں جھولیاں بھر دے
ٹالے کر دے دُور بیماری
اے اللہ مینوں معاف کر دے

سارے نبی دا پلا پھڑ لو
اللہ اَگے توبہ کر لو
پھر کٹ جاوُ پینڈا ساری
اے اللہ مینوں معاف کر دے

نسیم نمانی روندی رہندی
ڈر دی ماری کجھ نئیں کہندی
بَس کر دِی اے گریہ زاری
اے اللہ مینوں معاف کر دے

اے اللہ

اپنے حبیب ﷺ کا صدقہ ہماری اس محفل کو قبول فرما۔

☆ میری تمام ماؤں، بہنوں کی دِلی مُرادیں پوری فرما۔

☆ بیماروں کو شفاءِ کاملہ عطا فرما۔

☆ ہر پریشانی دُور فرما۔

☆ ہر مُشکل حَل فرما۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ جمیلہ سے

بے اولادوں کو نیک اور فرمانبردار اولاد عطا فرما۔

☆ ہم سب کو مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہو۔

اے اللہ

ہم سب کو اپنے گھر کا طواف اور عمرہ کرنے کی سعادت عطا فرما۔

☆ زندگی دے شان والی...... موت دے ایمان والی۔

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰے کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیو خدا کے واسطے
مُشکلیں حل کر شاہِ مُشکل کُشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

○ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○
○ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ○
○ رَبَّنَآ اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○
○ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○
○ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ ○
○ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○
○ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○
○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○
سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○
وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ○

مولانا حافظ محمد حسین

Sabir Ali Salik G.M.Abad, Faisalabad.

ملنے کا پتہ

مولانا محمد سعید القادری

خطیب شاہی جامع مسجد سول کوارٹرز نزد چوہدری رحمت علی پارک غلام محمد آباد فیصل آباد